

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU-234520**

UNIVERSAL  
LIBRARY











بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

میرا نامہ رازِ لہذاں صواب

شد آئینہ ہائے سکنِ خطاب

مثنوی

# آئینہ سکنی

حضرت امیر خسرو دہلوی

تصحیح و تنقید جناب لانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع المثنوی پبلیشرز کراچی

۱۳۳۶ھ  
۱۹۱۶ء



# انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت  
علیٰ حضرت بندگان عالی متعالیٰ بہرہ نفل آصفیہ  
مظفر الممالک نظام الملک نطنام الدولہ  
نواب میر سر عثمان علی خان بہادر  
فتح جنگ جی سی ایس آئی جی سی بی خلد اللہ  
ملکہ و سلطانہ و ادا ام اقبالہ کے نام نامی مہم  
گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔



# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
	<b>مقدمہ</b>
۱	تمہید
۱۰	حمدِ باری عزوجل
۱۳	نعتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴	معراج
۱۵	صفتِ براق
۱۶	صفتِ سوار
۱۸	ثبوتِ معراج
۱۹	مدحِ پادشاہ
۲۱	صفتِ مدوح
۲۲	صفتِ اسب

۲۲

رزم

۳۳

صبح

۳۴

شام

۳۶

واقعات نگاری

۴۰

بزم

۴۱

فخریہ

۴۷

مختصر نویسی

۴۸

اخلاق و نصیاح

(۱) مواظبا برائے پسر ۴۸ (۲) نصیحت بہ سکنڈر ۴۹

(۳) علماء و دنیا پرست ۵۲ (۴) بے ثباتی دنیا ۵۳

۵۱

مناظر

۵۳

ہندوستانی رسم و رواج و تشبیحات

۵۵

خاتمہ

متن

۱

حمد

۲

مناجات

۶	نعت
۸	معراج
۱۱	مدح شیخ
۱۴	محمدؐ و سلطان
۱۶	خطاب بہ سلطانِ زمان
۲۰	ذکر نظمِ کتاب
۳۰	حکایتِ زندگیِ گذشتہ
۳۲	پند بہ نسر زند
۴۰	گفتارِ دورِ ہنرِ طلبی و جوہرِ جوئی
۴۳	حکایتِ درویش
۴۴	آغازِ داستانِ حملہٴ اسکندرِ بر خاقان
۵۶	گفتارِ اندرِ معنی کہ عنانِ توسنِ ستجِ درستِ فتاحِ مطلقِ ست
۶۰	حکایتِ پادشاہ
۶۱	کشاکشِ کیزِ چینی و سکندر و گرفتاریِ حیکم و زخمِ کندِ دیگر
۸۶	سخنِ درِ فضیلتِ فرو خوردنِ خارِ خارشم

- ۹۰ حکایتِ دوزیر
- ۹۱ شکستِ اسیری و آزادی خاقان
- ۱۰۳ نصیحت بہ قوی بازواں
- ۱۰۶ حکایتِ موش و اشتر
- ۱۰۷ غنیمتِ سکندر سے یا حوج و ماجوج
- ۱۲۴ نصیحتِ گردکنندگانِ نینار و درم
- ۱۲۷ حکایتِ حریص
- ۱۲۸ بزمِ آرائیِ سکندر
- ۱۳۱ ستایشِ جوہر ہائے کہ از فعلِ ایشان متاعِ انفعال نریند
- ۱۴۵ حکایتِ تو تراشندہ
- ۱۴۶ داستانِ ادواتے کہ خداوندانِ امر و نہی از برائے حال و استقبالِ وضع کردند
- ۱۵۸ صفتِ دیووانہ
- ۱۶۱ حکایتِ سگے
- ۱۶۲ آبِ دنِ سکندر بلبشِ زرتشتیان
- ۱۶۸ نصیحت بہ اصحابِ میں

۱۶۱	حکایتِ دوزال
۱۶۲	حمله بر یونان
۱۸۵	امر بالمعروف و نہی عن المنکر
۱۸۸	حکایتِ فلسفی
۱۸۹	ملاقات از فلاطون
۲۰۰	نصائحِ فلاطون بسکندر
۲۰۶	حکایتِ مستی
۲۱۴	حکایتِ معور و سلیمان
۲۱۸	گفتار در تجربہ عالم پرالم
۲۲۲	حکایتِ بصیرت کوراں
۲۲۳	سفر دریا
۲۳۳	نامہ سکندر بفرزند خود مشتمل بر حالات بحر
۲۴۰	گفتار اندرین معنی کہ جمالِ عزیزانِ جمعیتِ یارانِ غنیمت باید شمرد
۲۴۳	حکایتِ مجنون
۲۴۴	مجمعیتِ سکندر از سفر

۲۵۷	حکایتِ مرے
۲۶۶	گفتار اندر میں معنی کہ مرد را باید کہ با ہوش و گوش زندگانی کند
۲۶۹	حکایتِ حکیم لقمان
۲۷۰	احوالِ مرگ و دفنِ اسکندر
۲۷۹	ختمِ کلام

## اصطلاحات متعلق اختلافِ نسخ

ق: نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

م: نسخہ مطبوعہ قیصر پبلی

س: نسخہ مملوکہ آنریری سکرٹری صاحب مدرسۃ العلوم علی گڑھ

(۲) مصرعہ ثانی

(۱) مصرعہ اول

نوٹ: متن کے صفحہ ۳۳ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بختیا راں کی جگہ بختیا راں  
صفحہ ۳۱ سطر ۱۲ والے بجائے نخل کے نخل صفحہ ۱۶۵ سطر ۱۵ والے بجائے ہیزید کے ہیزید اور صفحہ ۱۰۲ سطر ۱۲ میں  
بجائے جتہ کے جتہ پڑھنا چاہئے

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مُقَدِّمَةٌ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله وأصحابه أجمعين  
کلیات خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب  
نے مثنوی آمینہ سکندری (تصحیح اور تنقیح کے لئے) اس ذرہ بے مقدار کو عنایت فرمائی۔  
بیمیل ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے  
جو خود غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد سے مستعاً  
آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت  
کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اُس کی  
تصحیح میں کچھ زیادہ وقت نہیں اٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کر کے  
ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قائم رکھا تھا دوسرے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر  
میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کر کے لکھا ہے۔

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ کے تصنیف کرنے کا خیال کس جگہ سے لیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) انہوں نے کتب مقدسہ توریت و انجیل ملاحظہ کی ہونگی جن میں سب سے اول حضرت موسیٰ کی پانچ کتابیں (پیدائش، خروج، اجار، گنتی، استثناء) ہیں۔ چونکہ مسلمان تمام انبیاء و رسل کو مانتے اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان کے طریقوں کو متبرک سمجھ کر اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

لے مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معارضہ کے لیے بھیجی گئی تھی حسب ذیل ریمارک کیا ہے:-

کسی تذکرہ یا نواد حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے خمسہ لکھے کا خیال تھا۔ بر خلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمائش سے لکھی۔ یہ محض اتفاق امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سٹ کو خمسہ کا لقب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدہ آذر میں لکھا ہے "بفضلہ و عرفا و شعرا میں پانچ کتاب راکہ امر و از خیالات شیخ در میان ست جمع نمودہ مسمیٰ بہ خمسہ نمودند" دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس و رامیں بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہو جاتی ہے۔

### محمد ریاض حسن دانش و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمائش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصف بہ ان کے ذہن میں ہو اور اس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمائش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہر حال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید ان اشعار سے ہوتی ہے جو درج کئے گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ سید صاحب کو دولت شاہ اور دیگر غیر متماظرہ نو بیوں کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا ہے۔ مثنوی ویس و رامیں مولانا نظامی گنجوی کی نہیں بلکہ نظامی عروجی سمرقندی کی ہے۔ اس لیے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔

سعید احمد فاروقی

کو بھی تقریباً اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ سنت محمدی کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہے کہ خمسہ موسوی کو دیکھ کر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزن اسرار، ہفت پیکر، شیریں خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ ان کے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور ہے۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثالت منطشوئے خاک      ز ثالت ثلاثہ جہاں گشتہ پاک  
 بہ تربع و تثلیث گو ہر فشاں      مبرع نشین و مثلث نشاں  
 فرنگِ فلسطین و رہبانِ دروم      پذیرائے فرمانِ مہرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہے کہ مولانا کو او ایان سابقہ اور خصوصاً مہربان عیسوی سے ضرور سابقہ رہا ہے جس کی اصطلاحیں انھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تترکا و تیمنا خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ حاصل کیا۔ قوم نے ان کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہو کر چمکیں اور تمام شعراء ہمعصر اور باعد نے فارسی سخن طرازی کا منتہا، کمال سمجھا ان پر کتابیں لکھنی شروع کیں جس طرح شعراء عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد و رکعبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعراء باعد فارسی میں سے جس جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھتا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعض ایک ایک دو دو کتابیں لکھا کر رہ گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبد الرحمن جامی رحمہما کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعراء کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ السنہ جدیدہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہے تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب اُن کی شیریں کلامی پر اُن کو دیا اور وہ اُن کو طوطی ہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ۷

بروحِ خسرو ازین پارسی شکر دادم

کہ کامِ طوطی ہند و ستاں شو شیریں

اسی طرح شعراء اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہے اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو و عنایت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسے کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی سا ہے کہ جسے خمسہ نظامی کے جو اب

میں لکھے گئے سب سے بہتر ہے۔ مگر دولت شاہ سہ قندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر بایسنغر امیر خسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بارہا ان دونوں بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہل علم و فضل ترجیح کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اُس کی عبارت بحسنہ و بجز کی جاتی ہے اور امیر زادہ بایسنغر خمسہ امیر خسرو را خمسہ نظامی تفضل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ انما اللہ برہانہ قبول نہ کرے و معتقد نظامی بوئے و در میان این بادشاہ بکرات آن تعصب رو دادہ و خاطر جو ہریان بازار فضل اس روزگار کہ عمر شاہ بجلو د بدپیوستہ با دراہ ترجیح نمودندے۔ گویا ان بزرگوں کے نزدیک امیر خسرو و علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فائق تھا جو ہر بندی نژاد کے لئے باعث افتخار ہے۔

مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قائل ہیں۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں ہے کہ خمسہ نظامی پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں ان میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہے۔ یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہے کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلہ خیال کیا جاتا اور ان معدودے چند اساتذہ میں شمار ہوتا ہے جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہے جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے چوتھی کتاب ہے جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں انہوں نے لکھا ہے۔

چو در باز کردم نخست از قلم      زمطلع بر انوار دادم علم  
 وزاں انگبیس شربت انگنختم      بہ شیریں و خسرو فرینختم  
 وزاں جافرس پیشتر تا ختم      بہ مجنوں ویلی سرفرا ختم  
 کنوں برس برس سخن پروری      کتم جملہ ملک اسکندری

اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ اخیر کتاب میں لکھتے ہیں چارہزار چار سو پچاس شعر ہیں ۷

گر آری ہمہ بتیش اندر عدو  
 بہار الف پنجہ شد و چار صد

مگر موجودہ کتاب میں ۴۲۱۱ شعر ہیں جس میں ۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہے کہ کتابوں کی غفلت سے اس قدر شعر متروک و معدوم ہو گئے۔

کلام شستہ اور صاف ہے۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کس کس استعمال کیا گیا ہے اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف، کینغوی چینی کا فخریہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے اس میں لزوم والا لایزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہے کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہے وہ ترک کر دینے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہے۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ، چین، ہندوستان

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں حضرت امیر کی  
 غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو  
 حضرت نظامی نے ناقابل التفات سمجھ کر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور  
 قلم سے پیدا کر لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ۷

زردانا ہر آں دُر کہ ناسفتماند	فشانم بہ نوع کہ دائم فشانم
ہنر پرور گنج گو یائے پیش	گنج ہنر داشت زاندا زہیش
نظروں برین جام صبا گزشت	ست صافی و دُر در برا گزشت
من ارچہ ازاں مے گراں تر شوم	کجا با حریفیاں برابر شوم
خیالے کہ در شرح این داستاں	رقم داشت از سکہ راستاں
چہ گو یا خردمند آفاق بود	نخواند آں ورق کز خرد طاق بود
چو این مہرہ در عقد باز و نہاد	بسنجید و پس در تر از و نہاد
زر از مے برا فگند سر پوش را	کہ ناگفتہ باورشود گوش را
سخن کز خرد بر نیار و علم	مکش در قلم بلکہ در کش قلم
چو خواہی کہ گم گردد انگشت پیچ	باندیشہ گو و میندیش ہیچ
طراز ہنر قصہ حسام را	بنشترن بشکست و شام را
سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند	بسنجیدن مردماں خو کنند
چو کردم بسنجیدن اندیشہ حیت	چہ تا با ورافسانہ و چہ دہیت

چو گوہر ہمہ سفت گوہر پذیر      من از مہ سہ سفتن ندانم گزیر  
تراہر چہ دروے نماید محال      گنہ بر کسے نہ کہ بست این خیال

مندرجہ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لے اور تلچٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لے تو سوا دخر مہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال نامکن معلوم ہو اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکندر نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً و کرہاً بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز داستان میں لکھتے ہیں ۷

دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از سختت      کنوں یک بیک گفت خواہم در  
وگر نہ لطافت نذر دلبے      کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

یا جوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں  
سخن گوے پیشینہ جادوے پیش      کہ جادوگری کرد از اندازہ پیش  
بشر حیکہ بست این ورق را طراز      ازیں پیش بیروں نیفگند راز  
چوزیں نکتہ راہ معانی کشاد      نم از چشمہ زندگانی کشاد  
چونگذشت اوے بشیتہ دروں      من ارشیتہ شوم چہ آید بیروں

چوتاراج شذرکہ برخوان میر  
 من از ریزہ چینی نذارم گزیر  
 بود ہتھاں کند خرم از دانہ پاک  
 بود عاقبت قوتِ موراں بنجاک  
 گل از بوستاں بادہ نوشاں بر بند  
 خس و خاک ہمیزم فروشاں بر بند  
 خامتہ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

وگر باز گیری تو پیوند خویش  
 مرا خود عزیزست فرزند خویش  
 پس گرچہ کورست ازین خانہ دور  
 بچشم پدر شب چراغ است دلوز  
 سزد گرچہ آواز خرنندہ را  
 بود ارغنون گوش خربند را  
 برو باد بختش ایش داد گر  
 کہ بر من بختش گکار و نظر  
 ہنر ہے، در عیب جوئی مکوش  
 ترا نیز عیب است بر خود بپوش  
 ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور عجز و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلی کے کڑوا لہ درگو نظامی فگتہ، کبھی نظامی کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر جگہ غت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ ان کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی اوستادم

اور کس نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفان برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلی کا شعر بھی الحاقی ہو۔ لیکن خاکسار کے نزدیک ان مثنوی میں سوائے

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹل) باقی نہیں رہتا دوسرے اضافہ میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی بہتر منہ استاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنچ جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمائش کی جائے اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہی تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو رائے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قائم کی ہو وہ کہاں تک ٹھیک اُترتی ہو۔ اس کتاب کے مضامین مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمد، نعت، معراج، مدح بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصیحت  
تصوف و فلسفہ اور متفرقات -

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کر سکیں گے

## حمد باری عز اسمہ

حمد و نعت ایک ایسا عام مضمون ہے جس سے کسی مسلمان مصنف کی کتاب شاد و نادر خالی ہوتی ہے۔ نثر میں ابتدا انھیں سے ہوتی ہے اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و نعت ضرور ہی لکھی ہے۔ اس عام توار کی وجہ صرف اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا ذکر الہی کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

مہتمم بالشان چیز جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابرہ ہوتی ہے اس لئے تمام مصنفین اسلام نے اس حدیث شریفہ کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصنیف کو اسی سے شروع کیا ہے۔ گو یا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جسے ہر مصنف نے تبرکاً و تمیناً اختیار کیا۔ اور علوم و معارفہ کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خطوط بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہے۔ دونوں کے ذہن فردوسی کے، کچھ کچھ اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

خسرو      فردوسی      نطای

نیابد بد و تیر اندیش راہ	نہ چون من بمقدار بنیش و کمی	اساسے کہ در آسمان وزیست
کہ او بر ترا ز نام و از جا نگاہ	کہ گنجی در اندیش آدمی	نہ اندازہٴ فکر ت آدمیست
سخن ہر چیزیں گوہراں بگذرد	ز توبے خبر عقل و دانش تباہ	شود فکر ت اندازہ راز ہنوں
نیابد بد و راہ جان و خرد	نصویر بکام تو کم کردہ راہ	سر از حد اندازہ ناید بیروں
ازیں پردہ بر سر سخن گاہست	کحالت سخن را ورق سوختہ	چو پایاں نہ دارد حد کائنات
بہستیش اندیشہ راز گاہست	کم و بیش را دیدہ برد وختہ	نماند در اندیشہ دیگر جہات
	فلک اتو بستی گرہ در جہات	نیندیشد اندیشہ بیروں ازیں
	تو راندی قلم بر خط کائنات	کہ ہستی نہ بلکہ بیروں ازیں
	ز صنم تو کاسے بہر کار گاہ	
	غلط رانہ در کار گاہ تو راہ	

خدا تعالیٰ کے جہان کو بدون کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح ظاہر کیا ہے:

نظمی

خسرہ

جہاں را بدیں خوبی آراستی	بصد زیور آراستی روزگار
بروں زانکہ یاری گرے خواستی	کہ محتاج آلت زنگشتی بچار
بہر چہ آفریدی وستی طراز	کئی جملہ ہستی بہ آئین وساز
نیازت نہ لے از ہمہ بے نیاز	نیاید بہ نیروئے غیرت نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے،

نظمی

خسرہ

چھاں بر کشیدی وستی بنگار	ہر آں چہ آفریدی دریں جوی ژرف
کہ بہ زان نیار خسرہ در شما	نہفتی درو کیمائے شگرف
چھاں بستی اس طاق نیلووی	ز ملک تو یک ذرہ بیکار نیست
کہ اندیشہ را نیست زو برتری	خرد را دریں بار کہ بار نیست

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور جی لایموت ہے:

نظمی

خسرہ

سرے کہ تو گرد و بلندی گرے	سرے کہ تو افتد کہ آرد ستار
بہ افگندن کس نیفتد ز پائے	وے کش تو بندی کہ داند کش

نظمی	خسرو
کسے راکھ قہر تو از سرِ فلکند	تن روشن و جانِ پناہ ز تو
بپا مردی کس نگر دہ بلند	ہمہ کس زجاں زندہ و جاں ز تو
نبود آفرینش تو بودی خدائے	ہمہ زو د میر و تو جاوید پائے
نماند ہمہ ہم تو مانی بجائے	کہ ہرگز مرد و مینہ خدائے

## نعتِ پیغمبرِ صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں میں عام عقیدہ ہے کہ تمام عالم جناب رسالتِ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب پیدا ہوا ہے۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک بجائے خود قابلِ تحسین ہے:

نظمی	خسرو
محمد کا زل تا ابد ہر چہ ہست	محمد شہِ لاجوردی سرید
بہ آرایشِ نام او نقشِ لبست	کز گوشتِ ہستی عمارت پذیر
چراغے کہ پروازِ بنیش بدوست	سپہے کہ مینی چو خشنده بلغ
فروعِ ہمہ آفرینش بدوست	ز نورِ مے افروخت چندیں چراغ

معجزہ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے :-

نظمی	خسرو
ستوں شد خردمند از پشتِ او	حمایتِ نشیں چرخِ درمشتِ او
مہ انگشتِ کش گشت ز انگشتِ او	مہ از داغدارانِ انگشتِ او

خسرو  
در چرخِ راہِ تفضلِ زرست  
کلیدِ انگشتِ پیغمبرست  
مجرّہ شمسِ القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہے۔

## معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہے۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے انہوں نے دلچسپ اور سبب روایات لیکر داد سخن دی۔ لیکن خسرو کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ ان کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تاہم براق اور سوار کی تعریف اور حضورِ خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہے جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہے:

شبے کا سماں مجلسِ افروزِ کرد

شبِ از روشنیِ دعویٰ روزِ کرد

اس میں یہ دقت پیش آئی کہ مجلسِ افروزِ کردن اگر مصدر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروزِ کرد کو علیحدہ کیا جائے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

بیان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو صاف کر کے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

فلک ماہِ راجوں شبِ افزو ز کرد

شبِ تیرہ پیرایہ روزِ کرد

شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

## صفتِ براق

نظمی

خسرو

بُرّائے شتابندہ زیرِش چو براق

بُرّائے زفکرت سبک گام تر

تاش چو خورشید در نورِ غرق

ز نورِ شیدمہ روشن اندام تر

سہیلے براوجِ عرب تافتہ

سوزِ دولتِ بے حسابش کشید

ادیم مین رنگ ازویافتہ

رکابی شد و در رکابش کشید

بریشم تنے بلکہ لو لو سے

رونڈہ چو لو لو برابریشمے

ازاں خوش عنان تر کہ آید گماں

ازاں تیز رو تر کہ تیز از کماں

شتابندہ تر وہمِ سلوی خرام

ازو باز پس ماندہ ہفتاد گام

نظامی

بعالم کشائی فرشتہ منہ  
معالم کشائے کہ عالم کشتہ

نظامی نے براق کو مرکب مجسم فرض کر کے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چسپاں کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

### صفت سوار

نظامی

خسرو

پیمبر بران خستلی رہ نور د  
بر آورد ازیں آب گردندہ گرد

ہم اوراہ داں ہم فرس اہوار  
زہر شاہ مرکب۔ زہے شہسوار

چو زیں جا نگہ عزم دروازہ کرد  
بدستش فلک خرقہ راتا زہ کرد

ستاروں ہستیاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

نظامی

خسرو

زدیواں گہریشیاں درگزشت  
بدرج آمد و درج را درنوشت

سوںے عالے شد کہ عالم نما نہ  
دوم درمیاں سایہ ہم نما نہ

## خسرو

## نظامی

ہمت را ولایت بہ پایاں رسید  
 بقطیعت بہ پرکارِ دوراں رسید  
 زمین زادہ بر آسماں تاختہ  
 زمین وزماں را پس اندختہ  
 مجرد روی را بجائے رساند  
 کہ از بودِ او ہیج باوے نماز  
 پوشد در رُہِ نیستی چسبِ خزن  
 بروں آمد از ہستی خوشین  
 دراں دائرہ گردشِ راہِ او  
 نمود از سرِ او قدم گاہِ او  
 رہی رفت بے زیر و بالا دلیر  
 کہ در دائرہ نیست بالا و زیر  
 حجابِ سیاست بر اندختند  
 ز بیگانگانِ حجبہ پر دختند  
 کلامے کہ بے آلہ آمد شنید  
 تقائے کہ آن دیدنی بود دید

ہمائے شد و اوجِ عنوت پرید  
 ہمائے کہ کس سایہ او ندید  
 چناں کرد بر شاخِ قربا آشاں  
 کہ خود ہم نگنجید اندر میاں  
 چو از ہستی خویش نامید گشت  
 دراں نیستی ہستِ باوید گشت  
 بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش  
 زہ از قابِ تو سین آمد بہ گوش  
 حجابِ خیال از میاں برگرفت  
 نظارہ بنورِ نساں برگرفت  
 بروں آمد از پردہ بود خویش  
 نگہ کرد بے پردہ مقصود خویش  
 بمنزلِ خرا ماں شد از بارگاہ  
 بیابیش درم ریز خورشید ماہ  
 فروزاں چو شمع ز نورِ حضور  
 ملائک چو پروانہ برگرد نور

نظامی

نسرہ

۷۰ سانِ فردوسِ درانتظار چناں دید کہ حضرتِ نورالجلال  
کہ رو بند از پائے نازکِ نجابِ نہ زان سو بہت بندہ زین سو خیال

یہ فیصلہ کرنا تھوڑے سیسے پہچان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فائق ہے البتہ  
یہ غیبس کیا جاتا ہے کہ خسرو کے کلام میں فنا فی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

### ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامی نے صرف ایک شعر لکھا ہے کہ

تن او کہ صافی تر از جان بہت  
اگر شبہ یک لحظہ آمد رو بہت

یعنی حضور کا تن مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا  
اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں باگ خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہے۔

شبنم کہ نہ سے کڑا نہ ایشہ ہمیں زد بہ پائے خرد تیشہ  
از اسجا کہ درد دل کثری پیشہ دست بمعراج پیغمبر ان ایشہ شہت  
کزاں رہ کہ فارت سمر انداز کشت دے چوں تو اس رفتن و باز کشت  
دریں دہم ناچننگاں صبح و شام جگر نچتہ کردے بسو دلے خام  
مگر چاشت گاہ ہوز پناے شہت تماشا کناں سوئے آئے شہت  
بہ تن شغے بامہ زتن دور کرد شب تیرہ د چشمہ نور کرد

چو در آب زد غوط آمد بروں      نئے دید خود را بہ شہرے دروں  
 یکے آمد و کار پر دختش      بکد بانوی جفت خود ساختش  
 براں گو نہ در عقد فرخ جمال      شدش مہفت فرزند و ہفت سال  
 یکے روز ہم بر قرار نخت      ہے بر لبِ جے اندام شست  
 جو باز تہ آب سر برگرفت      تماشا بہر جانے برگرفت  
 چہ بیند ہماں اولیں غسل گاہ      کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ  
 سلاح و سلب ہچناں در کنار      زماں را ہماں چاشتگہ بر قرار  
 نخل گشت از ندیشہ خام خویش      ز سر ساخت برگ سر انجام خویش  
 بشع اندر آویختیں پالغز      بروں کرد ما خلیسا راز مغز  
 مولانا نظامی کے الفاظ "تن او کہ صافی تر از جان ماست" اور خسرو کی اس حکایت  
 سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ دونوں حضرات معراجِ جسدی کے قابل ہیں۔

## مدحِ پادشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہے۔ تمہید  
 گریز اور صفات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں تمہید سے معلوم ہوتا ہے نظامی کی مدح کو سامنے  
 رکھ کر چہ اُتارنے کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں تک ممکن ہو ہے اُس کو نباہا ہے سخن شناس  
 ناظرین خود اس کا اندازہ لگائیں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس کس موقعاً

نسرہ

نظامی

خراماں شو اسے خامہ گنج ریز  
 علم برکش لے آفتابِ بوند  
 بدسفتن الماس رادار تیز  
 خراماں شو لے ابرِ مشکس پرند  
 بہ حرفے آرایشے ساز کن  
 بنال لے دلِ عدچوں کس شاہ  
 بہر نکتہ گوشِ فلک باز کن  
 بخند لے لبِ برق چوں صبح گاہ  
 بیار لے ہوا قطرہ تاب را  
 سخن را چناں پایہ برکش بجاہ  
 کہ بوسد بہ جرات کفِ پائے شاہ  
 بگیر لے صدفِ دُر کن آن آب را  
 بر آ لے دُر از قعرِ دریا لے خویش  
 بتاج سر شاہ کن جائے خویش

کس پر زور اور بلاغت آمیز طریقہ پر نظامی علیہ الرحمۃ نے اپنے بادشاہ کی تعریف  
 شروع کی ہے آفتاب کو حکم دیتے ہیں کہ بند ہوتا کہ ابر پیدا ہو اور ابر سیاہ کو درجہ برسنے والا  
 ہوتا ہی حکم دیتے ہیں کہ حرکت کر کہ اُس کے تصادم سے رعد پیدا ہو اب ہو اچلتی ہے  
 بارش ہوتی ہے زمین کے قطرے صدف میں جا کر موتی بنتے اور موتی تاج شاہی میں  
 سنگاں ہوتے ہیں۔ حضرت امیر خسرو قلم کو حکم دیتے ہیں کہ دُرِ مضامین سلاکِ مدح کے  
 لئے پڑھیں گا ایک ایک حرف ساپنچے میں ڈھلا ہو جس سے آسمان کے کان کھل  
 جائیں اور سخن کو اس درجہ بلندی پر پہنچا دے کہ بادشاہ کے پیر کو بوسہ دینے کے قابل ہو جائے  
 جو تسلسل اسباب کا نظامی نے ایک بلیغ پیرایہ کے ساتھ بیان کیا ہے وہی تسلسل

اسباب خسرو نے بھی قائم رکھا ہے۔ حضرت امیر سخن سے اپنے مدوح کی پابوسی کرتے ہیں اور حضرت نظامی قطرہ آب کو تاج شاہی میں جگہ دیتے ہیں۔

## صفتِ مدوح

نظامی

خسرو

چو آبِ فوات آشکارا نواز	صفا تش در اندیشہ بیش از کمال
چو مہرِ چشمہ نعلِ پنہاں گداز	نوازش بہ اندازہ بیش از خیال
گر انعام آں بر شمارد کسے	کہ معدلتِ سمنے در ویش و شاہ
بداں تا کند شکرِ نعمت بے	بیک چشمِ بیند چو خورشید و ماہ
ز شکرے آں نعمت افزوں بود	بگاہِ عطا ز آں کفِ بحر جوش
وے نعمتے بیش ازیں چوں بود	ز رصامت از رنجمن در خروش
رسد شرق تا غرب احسانِ او	عجب صامتے ہیں کہ فریاد کرد
بہر خانہ نعمت از خوانِ او	عجب تر کہ فریاد از داد کرد

خسرو نے مدوح کی فیاضی نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کی ہے۔ کہتے ہیں کہ انعام و اکرام کے وقت روپیہ دیتے ہیں تو شمار کے وقت جو آواز ہوتی ہے گویا روپیہ فریاد کرتا ہے کہ سخاوتِ سلطان مجھ کو خزانہ میں آرام نہیں لینے دیتی۔ پھر فرماتے ہیں فریاد کس چیز سے یعنی داد سے کرتا ہے، حالانکہ فریاد بیداد سے ہوتی ہے۔ داد کے لفظ نے جانِ دال دی۔

## صفت اسپ

نظامی

خسرو

جی گام زد و خنگ پد رام او  
 تزلزل بہفت آسماں آورند  
 نہیں یافت سر سبزی از گام او  
 سمندش چو برابر جولاں زند  
 بہر دائرہ کو زدے ترک تاز  
 ز پر کا خطش گره کرد باز  
 بدال بقعب کو بارگی تاختہ  
 ہمہ تیر بر پشت مہنساں زند  
 زمیں گنج قاروں برانداختہ

## رزم

آئینہ سکندری ایک رزمیہ ثنوی ہے جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے  
 مگر خسرو کی غیرت طبع بلند آواز سے کہتی ہے کہ  
 وگرنہ لطافت ندارد بے  
 کہ مرگفت تہ باز گوید کسے

اس لئے ان تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کر کے  
 صرف ان ناقابل التفات واقعات کو لے کر چمکانا پڑا جن کو نظامی نے سلک سخن  
 میں منسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان  
 واقعہ ہے کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی پر عظمت

داستانیں دنیا کے اسلام کے بڑے بڑے سچے کی زبان پر تھیں اور جسے فردوسی کی سحر بیانی نے رفعت و بلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا، چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مُہلت مانگتا ہے کہ چند منٹ توقف کرو اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سر یا تاج جو چاہیے لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہے کہ معمولی طور پر بھی بیان کر دیا جائے تو بڑے سے بڑے سنگدل انسانوں کو بھی رقت ہو سکتی ہے پھر اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری میں ناسکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات جن سے نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم مہتمنی ہونا جو سکندر و دارا کے بیان کے سامنے پسند آسکے ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجینیر سے یہ توقع کرنا کہ وہ معمولی بھٹے کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سولے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منصبی میں صرف کرنا ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینہ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر بادشاہ کی فرمائش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

نیز نظامی اہل زبان ہیں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ ان کو خدائے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر ہندی نزا اور ترکی الاصل ہیں لہذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خدائے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان و اہرمن کی طرح صرف ایک صنف سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصناف سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصحیح اور تصوف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہو کہ پراثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ دو شمشیر نیک زآہن بدچوں کند کسے“ اس کو امیر خود لکھتے ہیں ۷

چونگذاشت اے بے بیشہ دروں

من ارشیشہ شویم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجائش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں ہتے۔ ذیل میں چند مختلف قسم کے مضامین متقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

۱۔ مہدیات۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی مہدیات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں حضرت

ایر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے ہتھیلیں لگھی ہیں اس لئے دونوں کے کلام سے ایک ایک ہتھیلی پوری نقل کی جاتی ہے اور اس کے متعلق بعض خصوصیات جو ذہن ناقص میں آئیں عوض کی جاتی ہیں:

خسرو

نظامی

بگردوں شد از نئے ز ریش خروش	رسیدند لشکر بجائے مصاف
بدریائے لشکر در افتاد جوش	دو پرکار بستند چون کوہ قاف
ہزار ہند در آمد بہر دو سپاہ	خسک بر گزرا گاہ کین خنرتند
روار و برآمد بخورشید و ماہ	نقیباں خروشیدن انگنختند
علم سر ز عیوق بر ترکشید	یزک بر یزک سوسو در شتاب
سناں چشم سیارہ را بر کشید	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواہ
زلزلہ ز زمین زیر قلب گراں	ز بسیاری لشکر از ہر دو جائے
در اندام گاؤں گشت استخوان	فرو بستہ گوشندہ ادرست پائے
غبار زمین کلمہ بر ماہ بست	دور ویہ ستادند در جائے جنگ
نفس را درون گلو راہ بست	نمودند در پیشدستی درنگ
چنان گشت روئے ہو اگر دناک	مگر در میان صلحے آید پدید
کہ سیارہ گم کرد خود را بجناک	کہ شمشیر شاں بر نیاید کشید
زموج سلاح و ز گرد زمین	چو بود از جوانے و گردن کشتے
گلین آسماں شد زمین آہنیں	ہماں جانب آہے ہماں آتے

خسرو

نظامی

ہاں بند بر بست بر آب تیغ  
 کہ بے بند عالم نگیں در چو میخ  
 رسیدہ ز تیغ آب شاں تا مگر  
 ہماں آب بد خواہ راتا بسر  
 سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج  
 چو دریا کہ بادش در آرد بہ موج  
 بد ریائے آہن جہاں گشت نزع  
 ہو اپر ز میخ و زمین پر ز برق  
 ز توپین و پیکان سبز و سفید  
 جہاں گشت پر سوسن و برگ بید  
 ز بانگ ہیونان گیتی نورد  
 شدہ پر صدا گنبد لا جورد  
 خرامیدن باد پایاں بگشت  
 تزلزل در افگند در کوہ و دشت  
 عرق کردن تو سناں در شتاب  
 ز طوفان آتش رواں کرد آب

پدید آمد از بُرد باری ستیز  
 دل کینہ و رگشت بر کینہ تیز  
 از اں پس کہ بر کینہ رہ یافتند  
 سر از جستن مہر بر تافتند  
 در آمد بغریدن آواز کوس  
 فلک بردہاں ہل داد بوس  
 شغب ہائے آئینہ پیل مست  
 ہے شانہ بر پشت پدیاں شکست  
 چناں آمد از نائے ترکی خروش  
 کہ از نائے ترکان بر آورد جوش  
 بر آورد خر مہرہ آواز شیر  
 دماغ از دم گاؤ دم گشت سیر  
 طراقتی کہ از مصرعہ خاستہ  
 بروں رفت زین طاق آراستہ  
 روار و بر آمد ز راہ نبرد  
 ہزار ہند در آمد بسہ ان مرد

خسرو

شراره که زد نعل ہنگامِ رو  
 ستارہ بروں رخت از ماہِ نو  
 نمادہ اماں زیرِ پیروزہ کلخ  
 اہل راشدہ دستگاہے فراخ  
 نصیرِ زہ از چاشنی کماں  
 شدہ ہر زمان چاشنی گیرِ جاں  
 بلازیں بناوک بر انداختہ  
 چو طفلان نے بارگی خستہ  
 گرہ برگرہ دستِ پیکانِ ناں  
 زہہ بزرہ پشتِ روئیں تناں  
 زرخشیدن خستِ زہہ لگبوں  
 شدہ زہرہ مردِ بد زہرہ خون  
 زہر سوسنا نمائے خارا گزار  
 فرد بستہ راہِ سلامت بہ خار  
 ز تیر و سپر ہا کہ پُر کار بود  
 سیاہاں نیتان و گلزار بود

نظامی

زمیں گفتی از یکدگر بردرید  
 سرفیلِ صورِ قیامت دمید  
 غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست  
 عنانِ سلامت بروں شد زد بست  
 ز بس گرو بر تارکِ ترکِ وزیں  
 زمیں آسماں - آسماں شد زمیں  
 فرورفت و بر رفت راہِ نبرد  
 نغمِ خونِ باہی و بر ماہِ گرد  
 ز سمِ ستوراں دراں پہنِ دشت  
 زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت  
 جگر تاب شد نعرہائے بلند  
 گلوگیر شد حلقہ ہائے کمند  
 ز تابِ ہوس در جاں بستہ تیغ  
 جہاں سوخت از آتشِ برقِ تیغ  
 ز بس عطشِ تیغِ بر خونِ و خاک  
 دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

خسرو

بزیرِ سپر تیغِ رخشاں بتاب  
 چناں کز تہِ برگِ نیلو فر آب  
 درخشندہ شمشیر ہائے بنفش  
 ز دیدہ بصرے ربود از درفش  
 خروشدینِ کوسِ روئینہ کاس  
 فلکِ اپرا ز رخنہ ہا کردہ طاس  
 سپاہ از علمہا شدہ سایہ دار  
 دلیراں بر آشفستہ دیوانہ وا  
 بہر سینہ نوشدہ کینہ ہا  
 گریزاں شدہ رحمت از سینہ ہا  
 جدا گشتہ دلہا ز پیوند خویش  
 پدر ششہ خونِ فرزند خویش  
 دولشکر نگویم کہ دو کوہِ قاف  
 رسیدند در جلوہ گاہِ مصاف

یہ داستان قریباً ایک ہی موقع کی ہر اور دونوں میں سکندر خود لڑتا ہی، آئینہ سکندری  
 میں خاقان چین سے اور سکندر نامہ میں دارلے۔ دونوں شہسواران سخن نے یوم

جنگ کی صبح کا سماں بیان فرمایا ہے اور یہاں پوری پوری داستان اس لئے لکھ دی گئی ہے کہ ناظرین کے سامنے رطب یا بس ہر قسم کے شعر ہر اُتاد کے موجود ہوں جس سے موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

سکنہ رنامہ کے مندرجہ ذیل اشعار میں عمدہ تمہید قائم کی گئی ہے :

رسیدند لشکر بجائے مصاف      دو پر کار بستند چوں کوہ قاف

خشک برگزگاز گاہ کیں نخر بستند      نقیبایا خروشین ننگ بستند

یزک بریزک سو بسو در شتاب      نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواہ

ز بسیاری لشکر از ہر دو جائے      فرو بستہ کو شندہ را دست و پائے

دورویہ ستادند در جائے جنگ      نمودند در پیش دستی درنگ

مگر در میان صلح آمد پدید      کہ شمشیر شاں بر نیاید کیشد

چو بود از جوانے و گردن کشتے      ہماں جانب آئے ہماں آتشتے

پدید آمد از بردباری ستیز      دل کینہ و رگشت بر کینہ تیز

ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند      سر از جتن مہر بر تافتند

لشکروں کا دونوں طرف سے حلقہ باندھنا دشمن کی آمد روکنے کے لئے گو گھر و بچانا، پہرہ داروں کا مقرر کرنا، کثرت لشکر سے آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو جانا، ہر ایک کا پیش قدمی میں پس پیش کرنا صلح کا خواہشمند ہونا عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے بعد فوجوں کے ادھر ادھر پھرنے، جنگ خوف ہراس اور اپنی اپنی شیخیاں بیان کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی

ہر وہ دونوں میں مشترک ہے۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب ہے ان کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے:

خسر و کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارہواں اور پنہارہواں شعر درج ذیل ہیں:

نظامی	خسر و
چناب آمد ازنائے ترکی فروش	بگردوں شد ازنائے ترکی فروش
کہ ازنائے ترکاں بر آورد جوش	بدریائے لشکر در آفت و جوش
روار و بر آمد ز راہ بند	ہزار ہنر در آمد بے دو سپاہ
ہزار ہنر در آمد بے دان مرد	روار و بر آمد بخورشید ماہ

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسر و نے کرنائے کی آواز کو آسمان تک پہنچنے، لشکر میں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھ چلو کی آواز بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہے۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہے۔ خسر و کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجہ ذیل شعر آسکتا ہے۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر اپنے اپنے رنگ میں بنیظیر ہیں۔

نظامی	خسر و
زمین گفتی از یکدگر بردرید	علم ز عیتوق برتر کشید
سرافیل صور قیامت دمید	سناں چشم سیارہ را بر کشید

خسر و کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر یعنی:

نظامی

خسرو

بہ لر ز زمیں زیر قلبِ گراں      ز سیم ستوراں دریاں پہنِ شہت  
در اندامِ گاؤ آرد گشتِ استخوان      زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحت الثریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرتِ تشبیہ نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیر رحمہ اللہ کے شعر میں سالم جسم میں لشکر کی دل سے استخوان کا پس کر آ رہا ہو جانا بہ نسبت آسمان کے آٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

نظامی

خسرو

غبارِ زمیں کلمہ بر ماہ بست      غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست  
نفس را درونِ گلورِ ماہ بست      عنانِ سلامتِ بروں شد بزد

امیر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قائم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حال ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جدا مضمون ہیں جو تمام داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چھٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرتِ غبار کی وجہ سے تیارے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارہواں شعر مولانا کے اٹھارہویں شعر سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

ز بس گرد بر تارکِ ترکِ دزیں      زمیں آسماں آسماں شد ز میں

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہے اور امیر کے ساتویں شعر

زموج سلاح و زر گردِ زمیں گلیں آسماں شد زمیں آہنیں  
اسلحہ کی کثرت سے زمیں کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دو کٹر شعر  
بدریائے آہنِ جان گشتِ غنق ہو اپر زمیغ و زمیں پر ز برق  
میں جان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور  
زمین کا برق آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں :-

رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر  
ہماں آبِ بدخواہ راتا بہ سمر  
آب تیغ کا سپاہی کے تابکر اور دشمن کے تابسر پہنچنا خاص لطف رکھتا ہے۔  
شترارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو  
ستارہ بروں رفت از ماہ نو

نعل کی رگڑ سے جو شترارہ پیدا ہو اس کو ماہ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی  
نیا مضمون ہے۔

بلازیں بناوک بر انداختہ  
چو طفلان ز نے بارگی ساختہ

یہ مضمون بھی جدید ہی کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل اپنے پر سوار ہوتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہے وہاں بلا نازل ہو جاتی ہے ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

## صبح

زمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح و شام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہے جس سے اُن کی اُستادانہ قادر الکلامی اور توفیق بیان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ امیر خسرو نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیان کیا ہے دونوں کا کلام ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:

نظامی

خسرو

چون گئی شب دیدر وئے سیاہ (۱)	کہ چون شاہ چین میں برابرش نہا
در آئینہ عالم آرائے ماہ	فلک نعل زنگی بر آتش نہاد
ز آئینہ ماہ را بر زیں	سپہ از کیں مہرہ بیروں جہاند
بخندید ناگاہ صبح از کیں	ستارہ زلف مہرہ بیروں فشانہ
چو در گنبد آمد براق سپہر (۲)	چو گیتی در روشنی باز کرد
بہرے زریں بیار است چہر	جہاں بازی دیگر آفت ز کرد
چہاں خورد شب ز غلظت دم	باتش بدل گشت مشب شرار
کہ نعلش بفتاد و مسبار ہم	کلیچہ شد آں سیم گا و رس دار

صبح اول میں خسرو علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آئینہ راستہ میں پڑا ہوا دیکھا اٹھایا اس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھا آئینہ کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تجھ کو پھینک دیا گیا ہے کس خوبی سے یہاں چسپاں کیا ہے۔

صبح دوم میں امیر نے سورج کو براق فرض کر کے ظلمت کے رفع ہونے کو بھگتے ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی۔

کہ نعلش بنفیتا دو مسما رہم

سے اُس سراسمگی اور گھبراہٹ کی جو عموماً خوف زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے تصویر کھچ جاتی ہے۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پرانہ ستاروں کو مشت شرار و سیم گا ورس وار سے تشبیہ دے کر سورج کی شکل میں تبدیل ہو جانے پر ایدہ پیرا یہ میں ظاہر فرمایا ہے۔

## شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آئندہ دن سے ممتاز ہوتا ہے اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگی فلک کی مناسبت سے ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلو افروز کر کے داد سخن دی ہے۔ صبح کا سماں پیش ہو چکا اب شام کی باری ہے اُسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور دونوں بزرگوں کی قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

خسرو

نظامی

چو بگر فلک در عماری نشست (۱) چو گلنار گوں کسوت آفتاب  
 شب تیرہ در پردہ داری نشست کیبودی گرفت از خم نعل ناب  
 عروسان شب زیور آرستند نگہبان این مار پیکر درفش  
 فلک را بگوئے بر آرستند ز راندود بر پرنیائی بخشش  
 چو قلاب سیم از کین زد ہلال (۲) چو گوہر برآمد زنگی بستاج  
 بخوں غرق شد ترک چینی جمال شہ پس فرود آمد از تخت علاج  
 شہاب از سر نینہ دیوسوز مہ روشن از تیرہ شب تافتہ  
 شد آتش فلک در سلیمان رُو چو آئینہ روشنی یافتہ  
 چو خورشید برقع بر خارہ کرد (۳) چو یاقوت خورشید را دزد برد  
 فلک سمرمہ در چشم ستارہ کرد بیاقوت جستن جہاں پے نشرد  
 کشید آسمان بہرمان کیبود بدزدی گرفتند متاب را  
 حریر معنبر بو پشید زود کہ ایں برداں جو ہر ناب را

شام اول میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عماری میں بیٹھنے سے تشبیہ دی ہے۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لوازم شادی سے ہے) کیسے صاف اور شستہ و رفته پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نیلینا مار پیکر، پرنیائی، بخشش جیسی چست ترکیبوں سے مینا کاری کا کام لیا ہے۔

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینہ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہے۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں

## واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہے۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اول موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گذریں ان کے بیان کی خوبی یہ ہے کہ سننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھچ جائے۔ اور اس واقعہ کو دیکھ کر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے دوم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گذرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہے کہ ایسے واقعات تلاش کر کے لکھے جو اس قسم کے مواقع پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آسکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گذرا ہوگا۔ گو یا شاعر خیالات کا مصوّر ہوتا ہے۔ مصوّر کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں۔ اس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام درج کیا جاتا ہے۔

خسرو

نظامی

نمودند بسیار جولاں گری  
 کسے رانہ بد از ہنر برتری  
 ز نیزہ بشمیں بردند دست  
 ہم از ہر دو تن تار موئے سخت  
 بہ دشمن فریبی یل روم زاد  
 گریزاں شد از پیش چینی چو باد  
 بدنبال او چینی گرم کیں  
 ز گرمی بہ ابرو بر آورد چیں  
 چون نزدیک شد تا تیغ چو برق  
 گریزیدہ راز خم ریزد بہ فرق  
 در انداخت رومی کیانی کند  
 کمر گاہ چینی درآمد بہ بند  
 چنان کندش از بازوئے زور ہا  
 کہ بر بود از باد و دادش سجا  
 ہمیرفت پویان یل شیر گیر  
 بنجاک اندروں شیر جنگی اسیر

کندے وتیغ گرانمایہ خواست  
 غناں کرد سوائے بدانیش ست  
 درآمد براں دیو دریا شکوہ  
 چو ابر سیہ کو بر آید ز کوہ  
 بجنید از جگے خویش آن ننگ  
 کہ اقبال شامش فرو بردہ جنگ  
 کند عدو بند را شہ پار  
 در انداخت چوں چنبرہ زور گاہ  
 چو در گردن دشمن آمد کند  
 شتابندہ شد خسرو دیو بند  
 بنجم کندش سر اندر کشید  
 کشاں ہمچنان سوائے لشکر کشید  
 بغلطید آں شیر نخچیر سوز  
 چو آہو برہ زیر چنگال یوز

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا انداز جد ہی۔ خسرو کا کلام شستہ زواں اور تصنع سے پاک ہے۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آزا ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے بھاگتا ہے دوسرے کو اُس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب ہوتی ہے۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کر کے قتل کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ دوسرا موقعہ تاک کر کمند پھینکتا ہے اور اُس کو اسیر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے واضح ہوتا ہے اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگِ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اُس کے نظمِ حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدان دیا گیا اور پھر محصور کر لیا گیا۔ آخری شعر سے فتنہ کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھسٹنا خوب واضح ہو جاتا ہے۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمند اور تلوار غور اٹھا کر چلتا ہے اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہو گئے تھے اسیر کر لیتا ہے اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا جب تو اسیخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہادروں نے شہنشاہ ہوں کے نہ صرف مقابلے کئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار و قتل بھی کیا ہے تو وہ کی صحتِ قبلِ غور ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس نے سکندر کو پہچان لیا تھا یا نہیں لیکن الفاظ تیغِ گراں مایہ، دیو دریا شکوہ، کمندِ عدو بند، چنبرِ روزگار خسرو دیوبند کی نسبت ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کر دیا جو مولانا کا خاص حصہ ہے۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہے

چو از دستِ رستم رہا شد کمند  
سرِ شہر یار اندر آمد بہ سبند  
ز پیل اندر آورد دوزد بر زین  
بستند بازوئے خاقانِ چین

## واقعہ دوم

نظامی

خسرو

سوائے بروں آمد از رویاں  
بر آشفقتِ قنطال از اں شیر تنداں  
سپر بستہ پس چست کردہ میاں  
کہ پائے سپہ دید ز اں کار کند  
بگرمی بر آہ بخت چوں برق تیغ  
پوشید جوشن بر افراخت ترگ  
کہ برق از نفس آب گشتہ چو میغ  
چو سرے کہ تیغش بود بار و برگ  
نگا و رسیا ہے بزیر شمشیر چود  
در آمد بریں چوں یکے اثر دہا  
بر آوردہ سر بر سپہ کبود  
سر بارگی کرد بروے رہا  
بگردن نے تاخت بر ہم ستیز  
ز ریونند چوں دید کامد ہنر بر  
بینداخت برگردنش تیغ تیز  
بغرید مانند غنہ سہندہ ابر  
کینفوی تا زندہ خم خورد و جہت  
کشیدند بر یکدگر تیغ تیز  
بزد نیزہ و پہلوش را شکست  
ز گرمی شدہ چوں فلک گرم خیز  
گزار شد از لپشتِ رومی سناں  
دو پڑہ دو پر کار مرکز نورد  
زدستش بروں رفت یکے غناں  
یکے دیر جنبش یکے تیز گرد  
بسے گرد بر گرد بر تاختند  
بسے زخم چوں آتش انداختند

## نظامی

نے شدیکے بریکے کا مگار  
 زپشیں درآبد بہ شب کارزار  
 ہم آخریکے تیغ زد شاہِ روس  
 برآں شخصِ آراستہ چوں عروس  
 بیفگندش از زیں و بر بے ک  
 برآوردہ زان شیر شہ زہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہات و ترکیبات سے واقعہ کو پریشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ دی

## بزم

بزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ گردونوں ماہرانِ سخن نے ان زرمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لئے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ سکندر نامہ میں نوشابہ و کینز چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اسی نمونہ پر کینفوی چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظور نظر ٹھہرایا امیر خسرو نے نظم کی ہی دونوں کے بعض بعض مواقع مثالاً پیش کئے جاتے ہیں۔



خسرو

(آمدن کینیفوی حسینی در بزم)  
 جہاں سوزے از مہ شب افزوتر  
 ز خورشید روشن جہاں سوزتر  
 یک طرہ صد شہر برہنم  
 یک غمخہ بر ملک عالم زدہ  
 در آمدنہ امنده باہم سراں  
 چومہ در صف مشتری بیکراں

نظامی

(آمدن نوشتابہ نزد سکندر)  
 پری پھرہ نوشتابہ نوشتہ  
 بقال ہمایوں بروں شد زمر  
 چو رخشندہ ماہے کہ در وقت شام  
 بر آید ز مشرق چو گرد دستام  
 کینزراں چو پرویس بہ پیرانش  
 ز تارک در آمو دتا دامنش

فخریہ

خسرو

(ایر بان کینیفوی حسینی)  
 سکندر کہ کرد آب حیواں ہوں  
 نظیر منش بود مقصود و بس  
 مگر شاہ زلف مراد دریافت  
 کہ در عین ظلمات خنداں شفت  
 چو در خلوت من تمانی رسید  
 بستر چپ زندگانی رسید

نظامی

(ایر بان کینز چینی)  
 کہ از شادی مشب جہاں انویست  
 ہمہ شادی از دولت خسرویست  
 ہنگام گل خوش بود روزگارا  
 بخند جہاں چوں بخند دہب  
 جو خورشید روشن در آمد باوج  
 ز روش جہاں بزند نور موج

خسرو

گرا از چشمه رابع شد اورا برت  
 من اندر دہاں دارم آبِ جِیا  
 گراندا زداوشیر و آہو بہ تیر  
 من آن آہوم کو بود شیر گیر  
 گرا و ہست کینخسرو جام جوئے  
 مرا جام گیتی نمائے ست روئے  
 گرا از مجلس او تمن سے دہد  
 مرا لالہ و گل ز تن سے دہد  
 گرا و پیل بندد بخسم کمند  
 من از تار موی کونم پیل بند  
 گرا و حربہ برہسم نبردان زند  
 رنج من رہ شیر مردان زند  
 گرا و از دہائے ست و زین دلیر  
 من آرم ز زین از دہا را بزیر  
 گرا و گیتی از شکرا آرد بام  
 خیالم بہ تنہا بگیرد متام

نظامی

صبا چوں در آید بچولان گری  
 زین رومی آرد صباشستری  
 گل سُرخ چوں کلبہ بندد بہ باغ  
 فروزد زہر غنچہ خونِ چسبغ  
 سکندر چو پیروزی آرد جنگ  
 نہ زیب بود آئینہ زیر زنگ  
 چو کینخسرو از می شود جام گیر  
 چرا جام حنالی بود در سریر  
 ملک گرز جمشید بالاترست  
 رنج من ز خورشید زیبا ترست  
 شہ ارشد فریدوں ز رینہ کفش  
 بفتخس منم کاویانی درفش  
 شہ ارچوں سلیمان شود دیوبند  
 مراد رجاں ہست دیوانہ چند  
 شہ ار کیتبا دلبند افسرست  
 مرا افسر از مشک و از عنبرست

خسرو

گراوہست بر تختِ زر پائے بست  
 مراد دلِ اوست جائے نشست  
 گراوراکلاہ است بر آسماں  
 مراد کلاہ است بر آسماں  
 گراو بازو اہد ز شاہاں خسلج  
 من از سرور اں سر تا من نہ تاج  
 گراو گنجِ زر چختہ دارد تمام  
 مرا نیز گنجی ست از سیمِ حاتم  
 گراقبالِ دولتِ مہر ایا و رند  
 مرا ہر دو چون کمتریں چاکر اند  
 گراو تخت گیرد ز کیس چون شہاں  
 من از بازوئے مہر کیس مہجاں  
 گراو دشمنانِ اہنوں خوردن بست  
 ما خونِ صد دوست برگردن بست  
 گراو ایک آئینہ بر کف نشست  
 دو آئینہ دارم من از پشت دست

نظامی

شہ ار ملکِ عالم گرفت از شگفت  
 من آن را گرفتم کہ عالم گرفت  
 کندے من از زلفِ بسا مہش  
 نہ ترسم بگردن در انداز مہش  
 گراوراکندے بود ماہ گیر  
 مرا ہم کندے بود شاہ گیر  
 گراو ناوک اندازد از دور دست  
 مرا غمزدہ ناوک انداز بہست  
 گراو حربہ دارد بہ تون رنجین  
 من از غمزدہ خونِ داغم اینکچین  
 گراو قصہ شمشیر بازی کند  
 ز بانم بہ شمشیر بازی کند  
 گراو لخت از زربدار بدوش  
 دوخت ست لقصین من گرد گوش  
 گراو حقہ ہا دارد از لعل پُر  
 مرا حقہ بہست از لعل و دُر

نظامی

گر اور اعلم ہست بالائے سر  
 مرا صد علم ہست بیرون در  
 گراوشاہ عالم شد از سروری  
 منم شاہِ خواباں بجاں پروری

خسرو

ظہیائے او گر چہ بالارس است  
 مرا یک علم ہم ز بالابن است  
 کمانِ مے ار صد شکار افگند  
 یک ابروئے من صد ہزار افگند  
 کند مے ار صید بند و دمام  
 من آنم کہ صیاد کیس مہم بدم  
 نگینِ مے ار لعلِ رمانی است  
 نگینِ لبِ من سلیمانی است

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کینفوی سپنی اور کینیز چینی دونوں نے  
 سکندر کی فرمائش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اول کا حصہ طوالت  
 کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ے

بہ آئینِ خواباں بہ شوخی و ناز

سر و مے بر آورد عاشق نواز

ایک دو شعر لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام ہتید سے  
 اپنا فخر یہ شروع کرتی ہے کہ ے

ولیکن یہ ہر ہی دوتاں

چو بگفت گل خوش بود بوستاں

چوبے نصیحتِ ارجنداں بود چمنِ ادورازیں جئے نرنداں بود  
چند شعر کے بعد کہتی ہے

کسے راکہ من بہ شتم اندکند چہ حاجت بہ بالائے سر و بلند

اس کے بعد اپنا فریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۴۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع  
سکندر کہ کر دآبِ حیاں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے جوائے ہیں۔ مثلاً

بیک حملہ بر پارسیاں زخم بدگیرہ آشنا یاں زخم

ہمہ خونِ خوباں بہ کش مے خورم مے نوش بادم کہ خوش مے خورم

بہ تیرے کہ زیں چشم مست افکنم صفِ توبہ ہار شکست افکنم

چو کیسو کہم متع از طرفِ گوش کلاہ از سر اندازم و سر زدوش

منم قبلہ روم و انجباں ہم کرشمہ مر ازیب و تازہ ہم

بشتی ستیاں قامت چن نگاں پرازیب مے بادام و نارنج و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف جتا کر اور اپنے کو تمام خوب رویان جہاں سے فایق ثابت  
کر کے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیاں کی طرف مجھ سے  
انسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ معبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف  
مُخ کیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمہ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال  
سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی مغل میں جگہ دی، وہ

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہی اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تختِ زیریں پر  
 ہی اور میری جگہ اُس کے دل میں ہی۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب دیوں پر پھر  
 خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہی۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی  
 ہی جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کنیر چینی کا نغمہ اسی قدر ہی جو دوج کیا گیا اول  
 کے پانچ شعر عام ہیں یعنی سے

کہ از شادی اشب جہاں انولیت	ہمہ شادی از دولت خسرویست
بہنگام گل خوش بود روزگار	بسختد جہاں چوں بسختد بہار
چو خورشیدِ روشن درآمد بہ افج	ز روشن جہاں برزند نورِ موج
جہاں چوں درآید بچولان گری	زین رومی آرد صبا شتری
گل سُرخ چوں کلمہ بند بہ بلخ	فروز دوز ہر غنچہ چوں چسبلخ

چھ شعر میں کچھ اشعارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ  
 نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعاً ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتنا شروع کر دیتی ہے۔

چو کینہِ وازے شود جام گیر

چرا جامِ خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ثابت ہے، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کندبنا کر

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا (جس طرح جلاد مجرم کے گلے میں پھانسی ڈالتا ہے) اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سولے سکندر کے اور کوئی مراد نہیں لیا جاسکتا) بیان کیا گیا ہے۔

شہ ار ملک عالم گرفت اشکِ گرفت      من آں را گرفتم کہ عالم گرفت  
 کمندے من از زلف بر سازش      نہ ترسم بہ گردن در اندازمش  
 گرا اور کمندے بود ماہ گیر      مرا ہم کمندے بود شاہ گیر

اور ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرزیان اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور رعب شاہی کے بھی مناسب نہیں ہے۔ بمقابلہ اس کے ع

مراد ردل اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ انداز امیر خسرو نے نکالا ہے جو اس محفلِ طرب کے عین مناسب ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانون کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر لکھا جاسکتا ہے مگر بخوفِ طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

### مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہے جیسا کہ بہت سے مضمون کو ایک شعر یا ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا جاسکتا ہے جس سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔

دراں وحش و صحرادر آویختند گرفتند و کشتند و خون ریختند  
 یہ مضمون طویل ہو گیا اور دونوں استادانِ سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے  
 لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آئندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے  
 کلام کا انتخاب ہوگا۔

## اخلاق و نصیاح

اخلاق و نصیاح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ  
 یہ مثنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک  
 نظر آتی ہے جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت  
 کی ہے اور پرانے طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور ہوتی ہے بلکہ  
 روزی کمانے، ہنس و پیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچائی و درست بازی اختیار کرنے  
 کی ترغیب دی ہے جو مفید اور کارآمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک  
 سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہو سکتی ہے۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں۔

## انتخاب از مواعظ برائے پسر خور دسال

مر و گرد ہر در کہ نانت دہند	در کعبہ زن تا امانت دہند
بجہد صفا صیقل سینہ کن	دل آہنین خود آئینہ کن
ورت دل سید ماند و روت صفا	چو آئینہ از خود منائی ملا

بروز جوانی چو پیراں گرائے  
 ہے رو کہ در نیک نامی کشد  
 بہر کاری از راستی کن شعا  
 و گر کائے از دین فراتر بود  
 جے برہ کردن ز کسبِ حلال  
 حلال آں کسے را دہد بر کسے  
 ہنر کو مثل ہست در نار دود  
 گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور  
 چومتے دہد سفلہ را دور باش  
 ہر آں شعلہ کز آتش تیر ہست  
 بہ پیریت خود تن نہ بندز جائے  
 خیالے مہنر کاں نجہ می کشد  
 کہ ہم رستہ گردی وہم رستگا  
 مکن گر چہ شمشیر بر سر بود  
 بہ از گنج بردن بے غصب و وبال  
 بہ کشت ہنر آب ریزد ز رخے  
 ہنر مند را سر نیار دود  
 بہ از باد شتا زادہ بے ہنر  
 کند ہنشینان خود را خراش  
 بہ پیرا ہنر خویش گیر و نخت  
 نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطون کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں  
 ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار  
 اس جگہ نقل کئے جاتی ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں  
 مکن ہر چہ عالم خور دشمن نہ تو  
 کہ از پاست آباد خید جہاں  
 تو در خواب و بیدار عالم تو  
 چو شہ راز دشمن کیے صد بود  
 کند خواب خوش دشمن خود بود

کہ خواب پریشاں نہ بیند کے  
 کہ شدفتنہ بیدار چون شاہِ خفت  
 بیک گوشمالش برآورد خواب  
 شکم پر کنش تا شبانی کند  
 طرب با حرفیان بیدار کن  
 بود تیر اندیشہ آفاق گیر  
 کہ تے تیغ رنجہ شود نے سپاہ  
 کہ آہستہ باشد بنجوں مرزباں  
 کہ جاں بخشی از جاں ستانی بہ است  
 بکن گرد و رخ گاہِ دلما طواف  
 ز بد خدمتاں نیز دامن پیچ  
 گراں خواب اینر غم خوردنی ست  
 کہ گرد و عن سلام تو آزادہ  
 خبر نہ ازاں سوزش آفتاب  
 بیندیش ازاں لاشہ پستیش  
 نظر کن بہ بے توشہ راہ بر

چناں خسپ و نئے کہ خسی بے  
 حکیم آن سخن را نہ بر ہرزہ گفت  
 اگر شحہ شہر خفت در خراب  
 و گر سگ نکو با سپانی کند  
 بہ بزم آنکہ مست ست ہتیار کن  
 بہ پرتاب داری رسد زخم تیر  
 بدیاں ساں شوا ز کینہ در کینہ خواہ  
 مدہ تیغ را بر سیاست زباں  
 بہ حال ایں مثل زندگانی دہ است  
 چو فیروزیت باید اندر مصاف  
 بہ تیمار خدمت گراں کن پیچ  
 اگر مرد بیدار پروردنی ست  
 مشو سخت گیر از حد دادادہ  
 ترا بارگاہِ بریشم طناب  
 ترا باد پایاں ز اندیشہ بیش  
 ترا توشہ داں پر ز حلوئے تر

## مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کئے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ امیر خسرو نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جشن کے لئے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے۔ استعارہ و تشبیہات و صنائع لفظی سے بھی (جو ایشیائی شاعر کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے۔

ہم از اول بامداد آفتاب	بفرخندہ طالع درآمد زخواب
شدہ جلوہ گرنا زینانِ باغ	نرخ آراستہ ہریکے چوں چراغ
بہ لالہ ز فرود کس جام آمدہ	ز رضواں بہ گلبن سلام آمدہ
بنفشہ سر زلفِ راحم زودہ	گرہ در دلِ غنچہ محکم زودہ
ز بس تری اندامِ زیبائے گل	شدہ پارہ پارہ سر پائے گل
ہوا بر سر سبزہ میرِ سخت سیم	مرغِ ہی کرد بر گل نسیم
بہر شاخ مرغِ ارغنونِ ساختہ	بہر نغمہ گلبنِ سر انداختہ
غزلِ خوانی ببلِ صبحِ خیسرہ	تمنائے مے خوارگاں کرد تیز
ز نالیدنِ قمری خوشنوا	بکو تر مستلقِ زناں در ہوا

لے قمری کی آواز پر کہ تو کی بازی کرنے کو عاشقانہ و جذباتی ہر کرنے کے نئی ترکیب ہے جس سے ہندی کو تو زبانِ نئی عمدہ خطا آٹھا سکتے ہیں یہ رقص مدہوشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے ۱۲

ز بادِ باری ہوا مشکبو  
 بساطِ گل از بزمِ گلشن شدہ  
 شدہ مشک بوغچہ در زیرِ پوست  
 کشادہ گلِ لعلِ جلابِ نور  
 بروں کردہ سوسن زبانِ خموش  
 بہر چشمہ منقارِ بطن آبِ گیسر  
 از ان نغمہ کو غارتِ ہوش کرد  
 ز آوازِ دراج و رقصِ تدرو  
 عروسِ جاں ز آبِ گل شستہ و  
 چراغِ گل از بادِ روشن شدہ  
 چو تعویذِ مشکیں بازوئے دست  
 نظارہ کناں چشمِ نرگسِ ندو  
 ہی کرد ہر دم تقاضائے نوش  
 چو مفرضِ زریں قطعِ حریر  
 معنی ترخم فراموشس کرد  
 سبک گشت در خاستن پائے سرو

### علمائے دنیا پرست

نہ آن ست درویش مردِ خدائے  
 بیلشِ پشمینہ برکش زدوش  
 ہمیں کاں کلیم ست تن پوشِ او  
 چو دے کہ برداشتِ ماہی فروش  
 ہم از دامِ ماہی دل این نکتہ بخت  
 فقیرے کہ ناں از در شاہِ جست  
 ہستی بود شاہِ درویش خواہ  
 کہ بہر دم پیش شد بہ پائے  
 کہ پوشیدہ و ز دیستِ پشمینہ پوش  
 کہ آن دام مال ست بدوشِ او  
 ز بہر دم ہائے ماہی بدوش  
 چو ماہی کہ برداشتِ آبش بخت  
 بیاید ز آبِ خودش و شست  
 کنشتی ست درویش در کوائے شاہ

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

نَعْمَ الْأَمِيرُ عَلَىٰ بَابِ الْفَقِيرِ      وَبَسَّ الْفَقِيرُ عَلَىٰ بَابِ الْأَمِيرِ

## بے تبتائی دُنیا

دو دروازے ہیں تنگنائے دراز      کہ در رفتن آمدن ہر دو باز  
ازیں ہر زمان نوبے سے رود      یکے آید و دیگرے سے رود

## ہندوستانی رسم و رواج و تشبیہات

امیر خسرو نے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم و رواج بھی نظم کئے ہیں اور بعض تشبیہیں لیں ہیں جن سے ہندوستانی ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں نمونہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

زبس ابلہی ہندوان کلال      بدست آب نوشد با صد سفال

یعنی ہندو باوجود صد ہارتن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔

شد از رنگِ سرخی سر کو ہسار      چو پیشانی پیل شگرف دار

یعنی صبح کو کوہستان میں شفق کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی پیشانی پر سداور لگاتے ہیں۔

زنا لیدنِ قمری خوش نوا      کبوتر مُعلّقِ زناں در ہوا

چو کیسو کنم مقنع از طرفِ گوش      کلاہ از سر اندازم و سر زدوش

نہفتہ بمعجز گلِ خوش را      نظر بستہ چشم بداندیش را

فارسی میں برقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں آپنل یعنی اوٹھنی کا سرامنہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے منہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف سے آپنل سرکالیتی ہیں اس کو خسر نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان کی طرف سے) آپنل سرکالیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سرالگ ہوجاتا ہے۔  
چوماے بدست آورد مارگیر

نواز دچنیں خونی را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے ساپنوں کو پکڑ کر دودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی  
یہ رواج ہو۔

## خاتمہ

آئینہ سکندی کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ دیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جاسکتا۔ ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ امیر خسرو نے عملاً مثنوی میں نظامی کا اتباع کیا ہے۔ اُن کے طرز کو نمونہ بنا کر اپنی مثنوی تیار کی ہے اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہے:

زُرمِ ستوراں در ایں پندِ شدت      زمینِ شد و آسماں گشت بہشت

گو اس میں تکرار شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔

اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں:

زلزلہ ز زمین زیرِ قلبِ گراں      در اندامِ گاؤں آرد گشتِ استخوان

اسی طرح جا بجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینہ سکندی کی عبارت صاف اور رواں ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فقارہ

ہے جس میں سے مضامین اُبلتے چلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستانی سے بھی کام نہیں لیا۔ جوام بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی

علت بھی بیان کر دیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ متشریح ہوتا ہے۔ سکندر نامہ

نظامی کی تحریر مرقع اور بلع ہے۔ خصوصاً میدانِ رزم کا سماں اس خوبی سے بانڈھتے

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرزِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہر فن کاری کرنے نہایت قرینہ قرینہ سے مینا کاری کا کام کیا ہی۔ بعض جگہ اتنے بند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بند ہو جاتے ہیں بلکہ شارحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکرر اور متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندر نامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس کو ترمیم دی جائے۔ اور جب آئینہ سکندری پڑھتا ہوں تو اس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرین کلام کی نکتہ ریز طبائع پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو کیتائے روزگار ہیں) دعائے مغفرت کر کے ناظرین سے آمین کہنے کی درخواست کر ہوں۔ والسلام

خاکستہ

علیگٹھ:

سعید احمد فاروقی

رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایں مرآتِ صفا کہ نمودارِ آئینہ سکندری است بمصقلہ  
 نامِ خالقِ صورتِ مصقل کردانیدہ شد تا چون مویہ صاف  
 و عکس نما رسد صورتِ حال او موجبِ روئی نماید انشاء اللہ المصوّر

ازل تا ابد بادشاہی تراست	جان بادشاہ خدائی تراست
نخا زنده است سریش توئی	کشایندہ چشمِ بنیش توئی
نہ آغاز داری نہ انجام نیز	توئی اول و آخرِ جملہ چیز
قصوّر بکار تو کم کرده راه	ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
کہ گنجی در اندیشہ آدمی	ہ نہ چون من محبت در پیش دکی
کم و بیش ادیدہ برد و خستہ	کمال سخن اورقِ خستہ

ادب نیت لالہ بنان تو  
 دیکار دانی تو کردی پدید  
 توئی پیکر آرائے مردم ز خاک  
 تو دادی بدل گنجِ آمادہ را  
 ۵ فلک آتو بستی گره در جہات  
 ز خور دو بزرگ آنچه دار و شرت  
 ز صنع تو کارے بہر کار گاہ  
 بر آنچه آتو پیدی دین جوی ترف  
 ز ملک تو یک ذرہ بیکار نیت  
 ۱۰ جہاں آتو کردی پدید از نہاں  
 چناں این کمن نقطہ را خواستی  
 مسلسل چناں کردی جسم را  
 بصد ز یور آراستی روزگار  
 دروغ ست کین دہم کوتاہ ہیں  
 ۱۵ زمین فلک چون منت بندہ اند

پڑو ہیدین از نہاں تو  
 خرد را براں در تو دادی کلید  
 عمل دان گیتی بقدر پاک  
 تو کردی بند آدمی زادہ را  
 تو را ندی مسلم بر خط کائنات  
 نشتے بر آناں کہ باید نشت  
 غلط را نہ در کار گاہ تو راہ  
 نہفتے در و کیمیا کے شگوف  
 خرد را دین بار گہ بار نیت  
 زمین نیز درے جہاں رہاں  
 بہر کار حکمت بسیار آستی  
 کہ پی بگسلد پیکر او ہم را  
 کہ محلج آلت نخواستی بکار  
 فلک انہد کار ساز زمین  
 بہ سلیم خدمت سرانگندہ اند

۲-س-ہاں در- ۳-ق-دس-عمدا رگیتی-۴-س-ہر دو مصرع مقدمہ نمونہ ۱۲

۱۱-س-نقطہ ۱۳-س-گے فصل دے ماہ گاہے بہار

اگر صنعت از یاری پس خرد  
 کنی جسلمستی بائین و ساز  
 کمال تو کے ضبط گردوں شود  
 اگر چرخ گوشد لبصد گونہ زد  
 ہ کے گوشد از پای موری زب  
 ستارہ کہ یک حرف تست از ظلم  
 نیکنے کہ بر خاتم جائے ساخت  
 ہمہ رہ نور دان این نہ بساط  
 نہ از خویش ازیں گونہ بر شاند  
 ۱۰ ز غیب آنچه پیدا شود نفس  
 توئی راز در ضمیر ہمہ  
 سرے کر تو افتد کہ آرد ستاد  
 تو ریزی بہ خاطر اندیشہ  
 ۱۵ تن دشمن دجان پناں ز تو  
 ہمہ زد میسر تو جاوید پائے  
 چو چرخ آسیدی کہ یاریت د  
 کہ ناید بہ نیرے غیرت نیاز  
 بدولاب دریا تہی چوں شود  
 بردن ناید از نقش یک پای نو  
 تو انائش چوں تو ان گفت چوں  
 چہ اند کہ دروے چہ کردی رقم  
 کجا نقش خود را تو اند ساخت  
 ق کہ گاہے غم آرند گاہے نشاط  
 کہ یک یک ز حکم تو سر شاند  
 قضائے خداوندی تست پس  
 بدر ماندگی دستگیر ہمہ  
 دے کش تو بندی کہ اند گشاد  
 بہر دل تو متعین کنی پیشہ  
 ہمہ کس ز جان زندہ و جان ز تو  
 کہ ہرگز نہ مرد و نمیرد خداے

# مناجاتِ حضرتِ ملکِ بابر کہ حاجاتِ محتاجانِ را نزدیکِ عینِ نبوتِ او حاجتِ عرضِ نمیت

سرشتی بدستِ خود این مشاکت	شکستہ پناہ چو ز احسانِ پاک
کہ رہ سوئے ایماں کشادیم با	۵ کشیدی ز توفیقِ جو دم طراز
چہ کردی معاذ اللہ این خاکِ پست	گرم کردہ کا فریبستِ پست
نگوید ز شکرِ تو موئے تمام	زبانِ من ارموئے گرد و بکام
مدہ دزد را سوئے اں گنجِ را	چو دادی گنجِ خود دم و سگاہ
کہ در خوردِ پریشِ نذارم جو با	میرس آنچه بد کرده ام یا صوابا
بہ آمرزشِ امیدواری رستنت	جفا پیشہ راست نگاری رستنت
خداوندیتِ اندازد ز یاں	بہ بخشائی ارب بر ہمہ عاصیاں
ہم از عدلِ بیرون نباشد شمار	و گر ز اہاں را بسوزی بنار
تراہمتِ ظلم نتوان نہاد	ہمہ کارِ تو نیست الا کہ داد
زمن ہر چہ پیخزد بتقدیرِ رستنت	بہ ہستی چو راہم تو دادی نخت
عباب از چہ گردد بہ پیرانم	۱۵ چو خود بستی این قریبِ دامنم
کہ فردا نامم ز تو تہ مسار	ز گیتی چنانم بر آنجہ نام کار

چنان در بیدارم اندر جمال  
 چنان بر سوئے خواب گم فراز  
 چنان زندگی ده بجان عزیز  
 شناسا چنان کن دل ریش را  
 ۵ به نقصان خود چون تواند خستنا  
 گرم نعمتی داد خواهی نخست  
 در از من کنی رخت این خانه دور  
 چو دل در سر کرد پریشانم  
 گرفت از پنهانم سیاه و سپید  
 ۱۰ چو فردا نجل گدوم از کار خویش  
 چه باشد کی ذرّه خاک را  
 چو آواز صورم در آرد ز جوا  
 مرا چشم تنگ و هوس شاخ شاح  
 چه دانم که در خستن و خاستن  
 ۱۵ تو ام آن حسرت بخش از بخش فاصل  
 من از حد خود دم زخم چون چسبنا

که خفته بخواند کار انگش  
 که بیدار سپم خواب دراز  
 که زنده بمانم پس از مرگ نیز  
 که بشناسد اندازه خویش را  
 کمال ترانیه در انداختنا  
 بشکر خود دم ده زبانی درست  
 شکیبایم ده که مانم صبّو  
 درے باز کن در پشیمانم  
 بعفو تو ام پیش از آن است امید  
 مکن بسته بر من در بار خویش  
 که روز شمار آید اندر شمار  
 ز باران رحمت برویم زن آبا  
 عطاے ترا برگ و نعمت فراخ  
 چه می باید از چون توئے خواستن  
 که آن خواهیم از تو که یا بم خلاص  
 تواند از بخشش خود رسا

زیادِ خودم سینہ پر نور کن  
 وجود مرا ہستی دہ بلبند  
 روم بے خود از خانہ در کوی تو  
 نگوں ہمتاں راز تو نور نیست  
 ۵ دلی گز خون تو نبود شمار  
 کہ در گنج اار تو گنوی بسا  
 بسوئے خودم خوانم ذی ادرس  
 درین بادہ غول رہن بسی ست  
 بسا رہواں کا ندیں کم شدند  
 ۱۰ تو دانی کہ ایں ہر زمان ہلاک  
 چناں بر کہ چون من گرایم بہ تو  
 فراموشی خود ز من دُور کن  
 کزین دخمہ بیرون جسم نمند  
 بہ پرواز ہمت پر م سوی تو  
 و گرنہ ز مارہ بتود ورنیست  
 چہ خیزد ز صد ہمت صد ہزار  
 درون سرا پرچ کب سیریا  
 کہ غوغاے شیطان در آمد ز پس  
 بمنزل شدن نے حد ہر کسیت  
 کہ ہم دیو و ہم دیو مردم شدند  
 ز لاجول خسرو نڈازند باک  
 بدنبال سنجیم آیم بہ تو

نعتِ آفتابے کہ صبح صادق و شمس و ضمنا از جہہ

میمون و جمال نمود و ماہی کہ نور ساطع و القمر اذ اتلہما

۱۵ از غرہ روز افزون او کمال یافت

رسول قوی حجت اشکار بحکمت درست و حکم استوار

محمود شہ لاجوردی سیر  
 زور و ان شمعِ راتِ فراز  
 بہ ہمائی پیشگاہِ الست  
 خداے کہ ہستی پدیدار کرد  
 ۵ سپہے کہ نبی چو خشنده باغ  
 ز باغِ رختِ مشہتِ بستاں گلے  
 سماطیں زانِ منہ شس ہر ماں  
 کرم ہی کز احسانِ امتِ پناہ  
 زبردستِ اگوہرِ افکن تیغ  
 ۱۰ زمینِ اکفش کیسہ بردارِ جود  
 بحضرتِ کمر بستہ بر عزمِ کار  
 وجودش ز دریائے رحمتِ نشا  
 ز بانس کیے تیغِ عالمِ پناہ  
 فلکِ خاکِ از پاشش برداشته  
 ۱۵ ہمہ لوحِ محفوظ در شانِ او  
 فرو شستہ منشوری از مشکناپ

کز گوشتِ ہستی عمارتِ پذیر  
 ز گنجِ فلکِ گوہرِ آماے راز  
 طفیلی خورِ جوانِ او ہر کہ ہست  
 ز بہرے اس سکہ پر کار کرد  
 ز نورے از فروختِ پندیں چراغ  
 در ان باغِ روحِ الایں بکلیے  
 یزک بر یزک لشکرِ آسماں  
 گنہ ماکنیم او بود غدر خواہ  
 نوازش گزیر دستاں چو مینغ  
 جہاں آتشِ کیمیاے وجود  
 میاںچی بہ آفر ریش کردگار  
 کہ رحمتِ بران بر رحمتِ فشاں  
 کز وحاک شدہ نامہ لای سیاہ  
 ہزاراں چہرہ دو رخ انپاشتہ  
 سیاہ و سپید جہاں زان او  
 بر آوردہ نغمہ نسیں یک طبا

زگیسوی اذنا نہ بویافتہ  
 فروخواند و بیاحت غیب را  
 حمایت نشین سپرخ و مرشت  
 در حسیح را ماه قفل ز رست  
 ہم از نور آن سخبہ مہ مشکاف  
 زمین فلک یک نجار رہش  
 دم از راه درویش پرسی نہ  
 بجائے کہ توسن برا گینختہ  
 گل از روی او آبرویافتہ  
 رقم کرد تو قیوع لاریب را  
 مہ از داغ داران انگشت او  
 کلیدے انگشت پنیہ بست  
 صف بد شکست و ز مضاف  
 ازل تا ابد یک تماش گمش  
 قدم بر سر عرش و کرسی نہ  
 جناح ملائک فرو بختہ

صفت معراج مقتدا کے کہ جماعت اسلام از  
 محراب قبا قوسین او ادنی بشارت الصلوات معراج  
 المؤمنین اور تا ہر موحدی اعلا حدہ صاحب معراج  
 گردانیدہ علیہ الصلوات و التحیات والسلام

فلک ناہ را چون شب افزو کرد  
 رسید از فلک پیکہ فہ خندہ پے  
 براتے ز سنکرت سبگام تر  
 ز جو رشید مہ روشن اندام تر  
 شب تیرہ پیرایہ روز کرد  
 فلک از زو چرخ در گردے  
 ز جو رشید مہ روشن اندام تر

سوے دولتِ بحسبش کشید  
 سوارِ سبک و بعزمِ دست  
 برانِ خورشید خنجر شد چنان  
 نخستین شرف بیتِ اقصا شد  
 علی القلع برید در یک ماں  
 چومہ سجدہ کردش در افکنگی  
 عطار دکه مغزش ز خورشید تافت  
 ہماں ہرہ کز شورشِ آگاہ بود  
 خور از منداورد و در بر زمین  
 برہ گشت میخ سر ہنگ او  
 شتابندہ جبریس از پیش خاست  
 زحل روی مالیدہ چندان براہ  
 چو پا بر ثوابت نہاد استوا  
 پس از نجمِ ہستمین ابسن  
 علم بر ہم فرمش اطلس کشید  
 سوے عالمی شد کہ عالم نماند  
 ہماں شد ز اوجِ غمت پرید

رکابی شد و در رکابش کشید  
 شتابندگی را کمر کرد چست  
 کہ در لامکانِ رکشیش عنان  
 ز اقصی ولایت را و نامش بود  
 بمقراض لا پرده لا مکان  
 ہلالِ خودش خواند در بندگی  
 ز دیدار او شربتِ تازہ یافت  
 کما نچہ بگوش کرده بگرخت زرد  
 رہا کرد مندوبہ بند نشین  
 کلمہ سودہ بر نعلِ شبنمگاہ او  
 متاعِ سعادت بر یوزہ خواست  
 کہ شد وے اور روشن درہ سیاہ  
 شکوہش بود از ثوابت قرار  
 بعزمِ ہم گشت ہنگامہ زن  
 قلم بر جہاتِ مستس کشید  
 دویم در میاں سایہ ہم نماند  
 ہماں کے کہ کس سایہ او ندید

چنان کرد بر شاخِ قربا آشیاں  
 چو از ہستی خویش نماید گشت  
 بزود بر غرضِ نادر کسخت کوش  
 حجابِ خیال از میاں برگرفت  
 ہ بردن آمد از پردہ بود خویش  
 بمنزلِ سراپا شد از بارگاہ  
 فرزراں چو شمع ز نور حضور  
 عدوسانِ فردوس در انتظار  
 گلے را کہ بر چید از ان بوتال  
 ۱۰ جامی بخوابان از ان باغ داد  
 خوشا وقت آن میمانان باغ  
 یکی راست گوئی کہ در کج عار  
 دویم داوے آن کہ از دست زود  
 سیوم آن کہ قرآنش منشور داد  
 ۱۵ چہارم دلاور سوائے کہ دید  
 شدہ خانہ شرع را از نخست

کہ خود ہم گنجید اندر میاں  
 در ان نستی ہست جاوید گشت  
 زہ از قابِ قوسین آمد بگوش  
 نظارہ بتورنہاں در گرفت  
 نگہ کرد بے پردہ مقصود خویش  
 بیایش درم ریز خورشید ماہ  
 ملائک چو پروانہ در گردنوز  
 کہ رو بند از پائے نازک عبابا  
 رہ آوردی آورد بر دستاں  
 بر خساہ شاں خالی مازاغ داد  
 کہ گشتند از ان گل معطر دماغ  
 نہاد از پئے گنج پامیش مار  
 بہ انگشت خود دیور اگر د کور  
 دو شمع از شہستان ادنوز داد  
 در خیبر از ذوالفشار کلید  
 بدان چار ارکان عمارت دست

ریاحینِ دیگر کزین گاشند  
چو در گردِ ماہِ نخبم ریشند  
زہے برجِ آن ناونا کاستہ  
کہ باشد برین انجم آراستہ  
دلہم جائے آن نخبم ماہ با  
مرا نورِ شاں مشعلِ راہ با  
زہے راہِ حشر و کہ در برتری  
کند نورِ آن نخبش سہری

دعای شیخ عالمِ اجل محی السنین نظام الملک فیضی کہ  
قدمِ شرفی را از نعلینِ طریقت فرو پوشید و ادعی کہ

سری سقطے را از تیرِ صفا روشن کرد

دلہم چون بگو ہر کشتی خاص گشت  
بدریای اندیشہ غمِ اص گشت  
۱۰ بہر غوطہ چندان برون بخت  
کہ دریای تہی گشت و آفاق پر  
نشاری کزان در بنگہ خیم  
بدر گاہِ پنمیش شش خیم  
من افتاندم د آسمان بر گرفت  
عطار و بوسید بر سر گرفت  
۱۵ ادبنا یدم شش ازین در ضمیر  
مرا گاہِ افشاندن آن نشار  
بے دخل شد لولوسے شاہوا  
برم تحفہ در خدمتِ دیگرے  
کزان سازم آرایشِ مدح پیر

رہِ قدس را پیشواے تمام  
 براہل نہیں حجتِ آسمان  
 زمین روشن از روزِ بازارِ او  
 کند انگن کنگر کبیریا  
 بنظارہ غیب صاحب نظر  
 شدہ حاجبِ خاصِ وحِ الہیں  
 کفِ پائش از بوسہ خلقِ ریش  
 نمود از معراجِ پیغمبری  
 نہادہ قدم بر سرِ ہر چہ بہت  
 شرفِ کردہ از زندہ ہای کہن  
 ولی گوشتِ پوریا منشدش  
 یکی کر سیش گشتہ دیگر سریر  
 کزو کردہ در ماں بازارِ در  
 بدستوری غیبِ فرماں گزار  
 پناہندہ را دادہ پروردگی  
 بسے بیضہ دیورا کردہ خورد

پناہ جہاں میں حق را نظام  
 بختِ مسیح در حسنِ ماں  
 جہاں زندہ از جانِ بیدارِ او  
 ہمہ شب ز شبخیزی بے ریا  
 ۵ ز ظلماتِ شبِ کردہ کلِ بصر  
 ز بس سجدہ کردن بجز ابّیں  
 قدم گاہش از پایہ عرشِ میش  
 نمازے از معراجِ برتری  
 بدان تاخر ادبہ بالا ز پست  
 ۱۰ جگفتہ ز دیباہ و اکسوں سخن  
 زمین و فلک در ولایتِ حدش  
 ز تعلین چو پی شدہ تخت گیر  
 بہ بیماری دلِ طبیبِ ست فرد  
 براہل طلب در نمودارِ کار  
 ۱۵ ضمیرش در دستِ اپرگی  
 گراں سنگی او بہر دست برد

شکم خالی و دل ز کنجینه پر  
 ز ابر کفش در زمان تر بود  
 مبر از آلودگی منشش  
 به آب وضو شسته دست از جها  
 نوالش همه وقت مہماں نواز  
 دلش عشق را گنجدانی شگفت  
 بصد خرمین ہستی اشش زده  
 ہمہ پاک چہمان دودیدہ پر آب  
 فرو شستہ آلالش آب و خاک  
 کسی نیست از وی سبکبار تر  
 فلک اعنان باز پیدا ز سیر  
 بلاے ز گردوں نیاید بزیر  
 اعلیٰ ز حمت خویش از دوریافت  
 بتعظیم بوسد زین آفتاب  
 دمش روشنمانی وہ سینہا  
 چراغی لطنلمات آفرز مال

گرہ مفلس و توشہ اں پر زد  
 اگر پیش اساق پر زربود  
 ز دنیا محبط بہ پیرانش  
 ز سر چشمہ غدیش آب ہاں  
 ۵ دم حلق و چون صبا جان نواز  
 ز بانس ز لوح سہارا ندہ حرف  
 چو از سوزش دل دم خوش زد  
 ز نظارہ روی اں آفتاب  
 بر آلودگان چون زدہ موج پاک  
 ۱۰ برد با حلق ارچہ بسیار تر  
 فلک گر بعدش نگردد بخیر  
 بجای کہ ماندان قدم تا بدیر  
 ہر آن ناتواں کردش زور یافت  
 براہی کہ اں پایے اردشتاب  
 ۱۵ صفارا از روشن آئینہا  
 رسیدہ ز پروانہ آسمان

جہاں وہمہ وقت پُر نور باد زمیں ادرشس بیت معمور باد

در علو و در جت و منزلت شمس السلاطین علی العالمین

علاء الدنیا و الدین علی اللہ طلالہ علی الدنیا الی العزم الدین

بنی الامیین صلی اللہ علیہ وسلم آمین آمین

خراماں شوالے خامہ گنج ریز	بدر سفتن الماس ادا تیز
بہر حرفی آرائش ساز کن	بہر نخت گوش فلک باز کن
سخن اچھاں پایہ کبرش بہ ماہ	کہ بوسہ بجزات کف پاشا
۱۰ شمشے کا سماں بردر شس گاہ بار	ز پروین و جوز افشا نند تار
علاء دین اسکندر تاج بخش	زر زفت بگردوں و ان کمر بخش
محمد جہانگیر حیدر مصاف	کہ از پیش او پس خند کوہ نشا
چراغی نور حق است و ختمہ	عدو را بہ پروانگی ختمہ
صفا تش در اندیشہ مش از کمال	نوالش باندا زہ مش از خیال
۱۵ بدہ گز قبا گرچہ گنج بد تش	نگنج بہ عالم دل و تش
جہانی است او در قبائے نہاں	دل و تش خود جہاں در جہاں

فلک پس خزیدہ ز ہر شہ جہات  
 کہ بر رفتہ قدرش بہفت آسمان  
 نظر تیز بر پشت پا و دخت  
 چو ذرات خاکش نندریز ریز  
 دہ پایہ بالاترش ز آفتاب  
 سزد کافانی کند بر سپہر  
 کہ خورشید را شکل دنیا رکرد  
 صکے بہر ملکیت عالم است  
 جہا است از فتنہ حرز ماں  
 چو ایون کہ آرد کسی سوے دوست  
 کہ ہوا ر شد فتنہ خواب گاہ  
 مگر کو ز تپ لرن برہم زند  
 کہ شد ہند پست و خراساں بند  
 تزلزل بہفت آسمان آوند  
 ہمہ تیر بر پشت مرغاں زند  
 کہ پیکان اونا و دان قضا است

ز بس کش بعالم نگنجدات  
 ز ہمت چنان ساختہ نزد باں  
 شہاں بردش خدمت آموختہ  
 نگمکہ گر کند سوے خورشید تیز  
 ۵ و گرد زہ را بخت از مترب  
 درم کہ خطایش بر آراست چہر  
 سپہ از پے نامش این کار کرد  
 خطے کاں تویق او محکم است  
 ورق ہاے منشور او ہر زمان  
 ۱۰ ز نامش فلک محقق زیر پوشت  
 چنان کند خارستم راز راہ  
 بکیں شیر ندان کنوں کم زند  
 سپاہش کراتی بریں سو فگند  
 جنیت چو در زیر راں آوند  
 ۱۵ سمندش چو برابر جولان زند  
 ز باران تیرش عدو در بلاست

رسد دولت تیر بدخواه را  
 شده کیش سغیر آراسته  
 ز سمش سه فردا کند در میاں  
 فراهم کند پار و مهال را  
 جهانی بیک تیر غارت کند  
 به نیرے بازو شود خشم ریز  
 چه شانہ کہ روزن کند موی را  
 کشد تیغ شاہش بیک قطہ آب  
 ولی رنگ گرفتہ ہرگز رنگ  
 ز تیزہ شری بر شریا زودہ  
 نہ از باد سوری ز خار سنال  
 خلہ در دلِ انجسم انداختہ  
 بہر چشم زد بردہ دلمان تن  
 زمیں تا فلک تیزہ بالا بود  
 ز مغز لیاں چرب کردہ سنال  
 بہر تارِ موصد ل آویختہ  
 کہ ہم بادشاہ است ہم پہلواں

کشاید چو تیرِ جگر گاہ را  
 ز تیرش کزد شد عدو کا ستہ  
 قیامت کہ فردا است و زش عیال  
 بد ہر از زند زو چہ سنگال را  
 ۵ کمانش چو زا برد اشارت کند  
 چو در روی ہمایا ز پیکان تیز  
 درو شانہ پیل کیں جوے را  
 سپاہی چو طوفانِ آتش تباب  
 گرفتہ ری و روم تیغش بجنک  
 ۱۰ ز شمشیر آتش بدریا زودہ  
 بز برمش شگفتہ دلِ دشمنان  
 چو محرش سناں بر سر افروختہ  
 سناش بہ تیزی شدہ غمزہ زن  
 بجائے کہ آن رُح والا بود  
 ۱۵ ز بہر شکم ہائے روئیں سناں  
 ز زلفی کہ از چہر چم انگختہ  
 پرتہا دریدہ صفِ خسرواں

چو خارا سنگانی کند آهنش  
 چه مردی کند چرخ در دار و گیه  
 سلاطین مریخ شمشیر بند  
 ز چتر سیاهش که شد زیب تحت  
 هماره که بر چتر او کرد جای  
 نه ترسد ز زور او را در گزند  
 ز راز بادشاهان سخت انتقام  
 به سختی کشد گنج شاهان ز بار  
 بر آرد ز خاک سیه زریاک  
 که معدلت سوی درویش نشا  
 بگاه عطا زان کف بحر جوش  
 عجب صامتے میں کہ فریاد کرد  
 چنان باد بر سیم دزر جو شاه

چه پولاد ہندی چه روئینش  
 کہ تیر کهن در دو ترک پیر  
 علمدار او آفتاب لبند  
 چو طفل از شب عید ناخستہ تخت  
 شدہ فتح از سایہ او ہمارے  
 مگر از ضعیفان ناز و رمند  
 تساند بہ شمشیر و ریزد بجام  
 بہ نرمی کند برگد ایان نشار  
 بہ بخشندگی باز ریزد بخاک  
 بیک چشم بندید چو خورشید و ماہ  
 ز رصامت از ریختن در خورش  
 عجب کہ فریاد از داد کرد  
 کہ فریاد عدلی بر آید ز ماہ

در خطاب میں ہوس آن بادشاہ کہ در لوح محفوظ جہاندار  
 بیدارش خوانند از قلم تقدیر امیر سرمدش نوشتند خلد اللہ ملکہ و خلد اللہ

جہاں خسرو اتا بر سیم کیاں ق نشستی بر اوزنگ فتح بیاں

چنان عالم آرا کے گشتی زوداد  
 نماںد از ہمہ عرصہ خاک و آب  
 ہمہ وقت پائیں جاں کا رست  
 براں کس کہ گنیت دیشاخ و برگ  
 ۵ دگر رحمت آری بسکین دریش  
 زمیں آسمان بخواندے ز شرم  
 چونوبت زنت گشت نوبت نواز  
 جناب تو از نجت فیروز مند  
 سری کو بد اندیشیت پیشہ کرد  
 ۱۰ مخالف کہ از فتنہ جذبش  
 اگر فرستے یافت نصمت بسین  
 ز خاک درت رہمہ دم و دروا  
 رسد خاک پات بر چین دستن  
 دو اں از دو دیدہ پسندیدگان  
 ۱۵ ہمہ خسرواں اور ایوان تو  
 درت بار داده بہ بزنا و پیر

کہ شد ملک اعمہ شہاں زیاد  
 بعد تو جز جان دشمن خراب  
 ترا پاسباں نجت بیدار است  
 گرامر وزیرش ست فداس برگ  
 وہی روزی پارش امسال پیش  
 ولی آفتاب شد آواز گرم  
 ز غل غل در آسمان کرد باز  
 چونادیشہ نجت یاراں بند  
 سرخوش در کار اندیشہ کرد  
 سرش و ام شاہست برگردش  
 وَأَمَلِي لَهُمَات كَيْدِي مَتِين  
 شہاں کردہ گلگونہ ہچوں دروا  
 خزندہ جو سنجش نے نہیں  
 بجاک درت چون تھی دیدگان  
 خلد در دل از چوپ رہبان تو  
 نداد مکارم ز بانگ صریر

چو بین به مه آسمان بلند  
 توکت ز آسمان مهت افزون بود  
 چو گنج تو گنج در جسم کند  
 ز جودت کردم گمشد امید  
 ۵ بود زهره بریاد برزم تو شاد  
 بجایم جسم رسته مشت تو  
 صدف کو بد ریاد درون در کند  
 بدور تو در دور عالم تمام  
 از آن باده کافاق را کردت  
 ۱۰ چو از خسروان در پزیری سپاس  
 نهی که نوازش گریه شاه  
 بسر بر بکلاه چپس ز اخرم  
 ز رمن چو خورشید از آن یافته است  
 برانم گزین نفت کمال عیار  
 ۱۵ نمود از گنجینهای کهن  
 چو اقبال تومی دهد یاریم  
 کند سنگ آگوه را حمید  
 نگه کن که تا مهر تو چون بود  
 بعد از در قفل را کم کند  
 هم امید مغزول هم انتظام  
 چو مطب که همسانی آرد بیاد  
 بگین سلیمان در انگشت تو  
 ز باران دستت شکم پر کند  
 همه باده کامرانی بجایم  
 سیاست شده فرض بر هر که  
 ز خسرو هین نکته ادایا  
 بدانش بود از عطار و کلاه  
 بکس چوین فرود آید آخرم  
 که از نذل شد چاشنی یافته است  
 بگیتی ز غم که نادار  
 کمر روشن از کیمیا سخن  
 تماشا کن اکنون هنر کاریم

امید ست گز بخشش کردگا  
 خیالی بردن آرم از شان خویش  
 چو کامل شو پیکر این سریر  
 چو رونق نمی در متاع کس  
 همیشه بنیکی و نیک اختری  
 ز بازوی تو شد ملک استوا  
 خضروا عمر فراوانت باد  
 بیاساقی آن چشمه زندگی  
 مراده که من خضر هینا نم  
 ۱۰ بیامطرب آن نعمت زین برود  
 بر آورد بد آن گونه بانگ باب  
 که اسکندر خفت خیزد خواب

گفتار در مرتبه که هیچ حیوان سزنگون سا رجز مردم سرافرا  
 بلند آثار بکنگر سین سخن نرسد سبب گرو کردن گوهری  
 ۱۵ چند که از سداک نظامی تیم مانده بود و کحتی از گلهاکے  
 طیب خویش که از حال نمی تا محل نمی هندیه مانده است

بروے آب آوردن و گردن مجالاتیں قصہ کہ بیشتر  
ضبط عشق و تاریخ نست لعقل عقلی معقول لامکان کرد

زہی سکہ کی مائے سخن  
ہ گرامی کن گوہر آدمی  
بہر خانہ زد صلح و جنگے دگر  
بہار لصد نی کوئی خاستہ  
رقم سنج و حی فرستادگان  
سخن گرنہ جانست بنگر ہوش  
اگر عمر جاوید خوانی ہمونست  
بد و آشکارا انساں جہاں  
ز چندین دہان نکت بیرون نشاند  
ازیں نقد گو صرف عالی نگشت  
بچندین صدق دوزخ و شتیاب  
۱۵ کجارہ بر کس بی بازار او  
خزینہ چو گنجور جہاں را سپرد  
گشتی گرا در بند در مرزاں

کہ یک جو درونیت جابی سخن  
گرامی تر جوہر آدمی  
بہر دل شتاب دورنگے دگر  
عروسی لصد زیور آراستہ  
شرف نامہ آدمی زادگان  
چرا مردم مرده ماند خموش  
دگر چشمہ زندگانی بہونست  
بکوشش آشکارا ز دیدہ ہتال  
ہنوزش چو دیدیم ناگفتہ بند  
جہاں پر شد و کیسہ خالی نگشت  
ز دریاے اوصیت یک قطر آب  
کہ روشن کند قیمت کار او  
کلید نینہ زباں را سپرد  
دہاں بستگان اکہ ادو کو با

زبان کز چہاں گنج دارد گھر  
 نکالے چہیں در و فکاہمہ  
 چہ بد عمدی مردم ناپاس  
 اگر دانی اندازہ کار خویش  
 ۵ عنایت نگر زستان الست  
 کرم بین و فصل الہی مرا  
 چو پام برین باغ رضوان سید  
 کشادم در باغ آراستہ  
 بہ مویہ گل کہ چیدم در راں  
 ۱۰ کہ متاں چو جام مصفا خورند  
 ربو دم ز گلگشت این بوستاں  
 بساطی و سنگدم بصیرت او  
 منہ تہمت خواں نیک و بدم  
 ابا کسم خوش نیاید بہ کام  
 ۱۵ و گر پختہ شد نافر ہم ترست  
 بخرمال منکر آنچه من بختم

شب روز با او زو بے خبر  
 وزو بے خبر مانن را سہمہ  
 کہ ملک چہیں انہ حق شناس  
 بگوئی مگر شکر گفتار خویش  
 کہ گشت این ولایت مرا زبردست  
 کہ دادند این ملک شاہی مرا  
 درش ایمن در ادضوان کلید  
 شدم باغ را سرو نو خاستہ  
 بخیلی نکردم چو تنہا خوراں  
 فرقت نباشد کہ تنہا خورند  
 بے سبب نار از پئے دوستاں  
 کہ پا کوفت عقل از تماشائے او  
 کہ اجرے خود دست بخت خودم  
 کہ یا نیم بخت است یا جملہ خام  
 کہ یا شور یا چاشنی کترست  
 بہ اندان دروئے نمک یختم

فراموش نه گشتش من کد ان من  
 تر شردهی میز باں بس بود  
 چرا سر که ریزم به تند ابروی  
 به نزل ابھی سمان من اند  
 همه خورد و ادھچناں برقرار  
 کہ خاشاک پوشت بر آب لال  
 مہشت آورد کام خود را دہشت  
 ہم از استخوان استخوان پود  
 کند پیش گوی ہر کشاں سرکشی  
 بہر کوی بر زن فغان دروغ  
 پدیدست مقدر ہر کس دو  
 بعیار لیش بر نیارند نام  
 ہم از نام مرے نیاید شما  
 کہ سر برد گرد دست بزرگ دست  
 دروغ آفرینی ست از خلق بہر  
 حسد بردن دشمنان ز ابھی ست  
 کزین ن نشاید کلمہ دو ختن

کسے کیں نکمختہ و بر خوان من  
 بخوان کساں سر کہ کز کس بود  
 مرا زیر یابی بدین سیکوئی  
 بزرگاں کہ در گرد خوان من اند  
 ۵ خورشش اندک و میہاں بشمار  
 بر آں کس مبادا ایں حلاوت جلال  
 کسے کو کند سوئے انصاف شبت  
 سگے کو مبرد ارجاں پرورد  
 نہ ہے کوہ ز ندان گنج گشتی  
 ۱۰ ابہ نزدیک اناندارد فروغ  
 بچشم کساں کز بصرفایت تو  
 شبے گر جہد گر بہ ہفت تا دوام  
 و گر ہوش نقب انگذ صدار  
 دغا باز را پاک باز افسرست  
 ۱۵ مرا زین خزنہ کہ دارم بہر  
 چوزا ایں نقد ہر کیسہ فن تہی ست  
 تو لے حاسد این شو از ختن

دلم کزد و صد گنج دار و شگفت  
 نه زیباست نزد یک کار آگها  
 می خوردن و در تکبت شدن  
 چو پیش دلمی نیست در مغز پوست  
 ه ندانم حرام دم سنگ دل  
 و لیک آگینه بود طبع تیز  
 چو بزخوشه نخچه باره دگرگ  
 بر آن طعنه کز کم عیاران بود  
 تو نگر ز رهنرن بود سمناک  
 ۱۰ هنرمند بر بے هنر کم زند  
 جنگیر دکنه خورده بر نام تمام  
 مرا چند ازین هنرن پیر استن  
 شدن گرد هر کوی هنگامه حبه  
 مشعبه که خود را انداند عزیز  
 ۱۵ سخن گرچه پیش کز فروش منست  
 دهن گرچه جان اگر امی نمود

بخشک آفرینش نتوان فریفت  
 تجس شدن شاد چون ابله  
 ز باد ی چو مشک تپی پر شدن  
 ز نفرن بد خواه و تحسین دوست  
 ازین شاد گرد و دوزان تنگدل  
 کز آسیب سنگی شود در نیز  
 پراکنده گرداندش بار و برگ  
 به پیر امن بایه داران بود  
 تپی کیسه از گره بر چه پاک  
 هنرمند را ز خشم محکم زند  
 که از آتش امین بود عود خام  
 بدرونه مجلس آراستن  
 چو هنگامه گیران بیوده گوی  
 صد افسانه گوید بر نیمه پیشیز  
 اهل چاشنی گیر نوش منست  
 چو خود را گرامی ندارم چه سود

سخن ابرو گرفتن از خوبی تنگ  
 دہاں اہنجاگن انپاشتن  
 متاع سخن گوہر بے بہا ست  
 چہ ریزم گہر در کنار کے  
 ۵ خیر نا تو اں گر بود مردش  
 چہ گویم کہ دانا بجا لم نامند  
 تہی مائیگان کشادہ ہیں  
 گرامتہ بخشش ندامت ز کس  
 ترا گرتنہ ز پیش و پشت  
 ۱۰ ہنرمند باشد ترا زوے مرد  
 چہ داند کسے تا نکوبد در م  
 مخالفت کہ ناید بیازار من  
 کنند اہلبہاں لبتم ریب  
 کسے کہ حلاوت ندارد و خیر  
 ۱۵ بروں خنظل از سبب رنگین  
 نے و نمیشکر ہر دو دارند بند

بود نرخ یا قوت کردن بنگ  
 بہ از گفتن و بس طمع داشتن  
 چو پیش خالصش بر م کمر بہت  
 کہ قیمت کند گوہرے را خے  
 نہ بندند تعویذ در گردش  
 کریم ارچہ ناداں بود ہم نامند  
 بہ از تنگ چشمان بار یک ہیں  
 مرا بخشش از طبع بخشندہ لب  
 خزینہ مرا سیدتہ من بست  
 چہ سجد ترا زوے رخا کب و  
 کہ تا چند دریا ست در گوہر  
 چہ روشن کند قیمت کار من  
 بہشت و غل سنج ابلہ فریب  
 ہلیلہ نہ نام خرمائے تر  
 دروں ہیں کہ این ہر آن شکر ست  
 ولی ہنرم ست این اشاخ قند

چو در بینی آن خود نباشد بدهر  
 تہی کیسہ تر باشد از من بسے  
 چه میوہ دہد دیگری راز شاخ  
 کہ ہر شس ہنہریش وزی کتم  
 کہ نزد خود ہست عیب تمام  
 شب من در افسانہ گفتن گذشت  
 نہ زین ہرزہ گوئی زباں گشتیے  
 کہ خفاش را با ضیا کانیست  
 نباشد گراں نیز بس چوں زیم  
 بدیں سہر کہ باری دہان ش کتم  
 زمین این جہاں اکہ آرد ربو  
 چرا کم ز نم کہ خویش را  
 دل از حرص و ستل از طمع دنیا  
 ز در ویزہ ہمت خویشتن  
 کشیدہ بدامان اندیشہ پاک  
 در افتادم از کلکے یافشاں  
 برو حانیان دستگانی دہم

مرا چوں منی داند این دہر  
 و گر باشد از ملک عالم کے  
 ہنہر من کش برگ نہ بود فراخ  
 ہشہر این مثل شہرہ عالم است  
 ہ مرصد فغاں زین ہنہر ہای خام  
 ہمہ روز عمرم بختن گذشت  
 نہ دل گشت بیدار از خواب  
 چو در عالم دل مرا یار نیست  
 زبانی کز در خوی خوں زیم  
 چو زان می نیارم کہ جان خوش کتم  
 اگر دولت آن حب نام نہ بود  
 چو نو کردہ ام کہ پیش را  
 من و کج تنہائی و کج راز  
 بر آراستہ توشہ جان و تن  
 ز خاشاک خوش رفتہ صحن سہر  
 بدستوری طبع در یافشاں  
 از ان می کہ جان انہائی دہم

شرابی رسانم دل ریش را  
 خضر زان حقیقی که خود نوش کرد  
 چو در چشمه زندگی در کشاد  
 کنوں میں کہ از آب حیوانِ خویش  
 ۵ چو در باز کردم نخست از قلم  
 وز ان انگبیس شربتِ نیکبختم  
 وز انجا فرس بیشتر ختم  
 کنوں برسیر ہنر پروری  
 زد انہراں ڈر کہ ہفتہ ماند  
 ۱۰ ہنر پرور گنج گویاے پیش  
 نظر چون بریں جام صہبا گشت  
 من ارچہ بدان می گراں شرم  
 خیالی کہ در شرح این داستان  
 چہ گویا حسنہ من آفاق بود  
 ۱۵ چو این مہرہ در عقد باز و نہاد  
 ہمہ پیکرے جلوہ کرد از سریر  
 کہ از مردن امین گنم خویش را  
 حریفان خود را فراموش کرد  
 بہ اسکندر تشنہ آبی نہاد  
 نش زنده کردم بدورانِ خویش  
 ز مطلع بہ انوار دادم علم  
 بشیرین و خسرو فرد بحیثتم  
 بجنون دلیلی سرفراختم  
 گنم جلوہ ملک اسکندری  
 فسانم نوعی کہ دائم نشاند  
 کہ گنج ہنر داشت اندازہ پیش  
 تصانی و در در بر ما گذشت  
 کجا با حسہ ریفان برابر شوم  
 رقم داشت از سکہ راستا  
 سخاوند آن ورق کز خرد طاق بود  
 بسنجی و پس در تر از و نہاد  
 کہ ہر جا کہ باشد بود دلپذیر

که ناگفته باورش شود گوش را  
 مکش دستم بلکه درکش قلم  
 باندیش گو و میندیش هیچ  
 نبشتن مشک است دشام را  
 بنجدین مردمان خوکنند  
 دلم چون گزارد که مادم خموش  
 چه تا با در افسانه و چه درست  
 من از مهره سُنستین بد احم گیر  
 گنه بر کس نه که نسبت این حال  
 محالات شمرست رسم قدیم  
 فراداں بودیش و کم در سخن  
 بفرخندگی خاص در گاه بود  
 گر ہے نبشتند پیغمبرش  
 دستی شدش بر ولایت دست  
 گرا عجاز نبود کرامات هست  
 زندسکه ز عجاز پیغمبری  
 ز کشف و کرامات سر برزند

ز رازی بر افکند سر پوش را  
 سخن گزیند و بر نیارد علم  
 چو خواهی که کم گردد انگشت چرخ  
 طرز مینقصه حنام را  
 ۵ سیاهان که کلا گونہ بر روکنند  
 مرا کیس ہوس دل افکند جوش  
 چو کردم بنجدین باندیشہ حیت  
 چو گوہر ہمہ سفت گوہر پذیر  
 ترا ہر چه در فے مناسید محال  
 ۱۰ درین نکتہ بر من شمار و حکیم  
 در آئین تاریخائے کمن  
 سکندر کہ نسخ جہان ہ بود ق  
 گر ہے زند از ولایت درش  
 بتحقیق چون کردہ شد باز حبت  
 ۱۵ شگفتی کہ دانا برد باز بست  
 گرافند بہ پیماں داوری  
 و گر قصہ با اولیا سرزند

چو ایں سکہ درین دست است راست  
 رہی کاینزدی گشت بازار ادا  
 کسی کا یاد از بہر کائے پدید  
 جهان دشتہ کاینزدش با گشت  
 ۵ ہمہ زیرشس آن تونسی گشت نام  
 بجنگی رہش اخضر پاس دشت  
 و گرش کوش ماند بی طعم و نوش  
 و درخت نطلبت ز دیش داد  
 دیشس چارہ مشکل آفتاد پیش  
 ۱۰ و گرش بد ریاردان رگراے  
 و گرعقدہ ز اختران گشت نخت  
 و گرجاجت آمد بدیو و پیری  
 سران زمین در تہ دامنش  
 حکیمان دانا و پنیب راں  
 ۱۵ کسی را کہ چندین خداداد دست

عنان استواری کشیدن خطا  
 شکفتی نہ باشت نمود ارا  
 بران قفل ناچار باید کلید  
 بعالم کشائی پدید آرگشت  
 کہ آسان تو اندر رسیدن سکام  
 بہ تری گرایش با لیا س دشت  
 بیک خوشہ شد کار سازش سروا  
 یکی باد بانی رہائش داد  
 حلش کرد اسطوی فرزانہ کیش  
 و کیل محیط آمدش رہنماے  
 کشاد از فراطون فرخندہ نخت  
 بلنیاس نو کردش افسونگری  
 سروشان بالابہ پیر انشس  
 خرد مندی خود زیادت بران  
 عجب چون بود گر کند ہر صہبت

۱۔ عنان تانقن نہ استواری خطاست۔ ۱۰۔ م و س ل۔ پد ریاردون۔ ۱۲۔

۱۵۔ تانق چندین سبب ادا دست ۱۲

اگر ماند عمری چو ماهی در آب      بودیا ورره روانِ صواب  
و گر یک زمان شد ز ماهی بی ماه      کرامت چو صدق است حجت محض

حکایت مردی که نزدیک غوطه دمشق بحوض فرورفت  
و مدت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در  
آبی غوطه زد و در غوطه گاه اول بر آورد

شنیدم که زندی که ز اندیشه  
از آنجا که در دل کجی میشد  
کزان ره که فکر است سر انداز گشت  
۱۰. درین دهم ناخپت گمان صبح شام  
مگر چاشت گاهے زینهای دشت  
به تن شوئی جامه زتن دودر کرد  
چو در آب زد غوطه آمد برون  
یکی آمد و کار پر دختش  
۱۵. بر آن گونه در عقد فتح جمال  
یکی روز جسم قرار نخست  
چو باز از تیر آب سر بر گرفت

همی زد بپای خرد تیشه  
بمعراج پیغمبر اندیشه دشت  
دی چون توان رفتن و با گشت  
جگر خنچه کردی بسودا خام  
تاما شا کماں سوے آبی گشت  
شب تیره در چشمه نور کرد  
زنی دید خود را بشهری درون  
بکد بانوی جفت خود خاش  
شدش هفت فرزند و هفت سال  
همی بر لب جوے اندام است  
تاما شا بر جانبے در گرفت

کہ آں راہ گم کرده گم کرد راہ  
 زماں اہمہ چاشتگمہ برقرآ  
 ز سر ساخت برگ سر انجام خویش  
 بروں کرد ما خولیا را از مغز  
 ولیکن پس از چند عذر زنی  
 کہ اندیشہ را باز دارد از شرع  
 خرد را چہ یارے طیراں بود  
 ز دریا می معنی کے آید بریں  
 کہ شوید نقش خرد رابے  
 جہان خرد را بحبام تم سزا  
 کہ گردوز بان تات انسان  
 کہ ایں صد خلل یابد از کیا خیال  
 گنہ را بیامرزو آمرزگار  
 کت از بہر دوزخ کند نخل موم  
 خوشا وقت مستی و دیوانگی  
 نیاری کہ یک شربہ افزوی  
 ہم از خوردن پر گرانہ بود

چو بنید ہماں اولیں غسل گاہ  
 سلاح و سلب ہچناں بر کنار  
 نخل گشت از اندیشہ خام خویش  
 بشرع اندر آویخت زین پای لغز  
 ہ بردی گرفت اخترش روشن  
 خرد نیستاں بل جنوت صرع  
 بلکی کہ کونین جیسارں بود  
 خرد کر نیکی جرعہ گرد زبوں  
 سرم خاکستان فرخندہ پیے  
 فروشم چو من مست باشم حرا  
 خرد اکسش تا بحبای عنان  
 چہ کار آید آں عقل چاہ سگال  
 اگر می گنہ باشد از روی کار  
 ولیکن مہین صنعت عت شوم  
 ۱۵ چو قنہ است فرنگ فرزانیگی  
 سہرابی کہ اندازہ بیرون خری  
 و گر شربت زندگانی بود

بجز می که بر بوی بهوشش  
 نه سیر خنداں که می نوشیش  
 زمستی هم می پرستی بود  
 چه حاجت بود می چوستی بود  
 کجا یایم آن باده عفتل سوز  
 که بی باده شب اندام زرد  
 مگر بخشم ساقی شوق جام  
 کز آن حاشنی بهره یایم بکام  
 بیاساقی اندر ترح پی بر پی  
 به عاشق نوازی فرد ریزی  
 می گو به عشق آشنائی دهد  
 ز تشویش خویشم رهائی دهد  
 بیامطرب آن پرده های حکیم  
 کز گوشت پوشیده عقل سلیم  
 نوازش چنان کن که جان نرند  
 شود رسته زین عقل ناسودند

هَذَا مَا أُسِّسَ مِنْ بِنْيَانِ الْمَوَاعِظِ لِابْنِ رُكْنِ الدِّينِ  
 الْحَاجِّ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَاسِكَ الْحَقِيقَةِ وَأَطَالَ عَمْرَهُ

سخن بنوای گوهر کان من  
 مشو غافل از گوهرشان من  
 متاع که از رونق کاراد  
 همه وقت تیزست بازاراد  
 چشم شناسنده گوهری  
 فزون از رزد از عبره کشوی  
 ۱۵ ترار ایگان میدد وز گاه  
 چنین ضایعش چون گزاری بکار  
 نشاید که مانند سنگ و گیا  
 گد امانی و حسانه پر کیمیا  
 ز بس ایلمه هندوان کلال  
 بدست آب نوشنده با صد سفال

کہ نار و ز صد کا سہ یک لقمہ خود  
 کہ روزیش خاک ست بالای گنج  
 چراغِ بصر بنشین سخن نیست  
 چہ دانند طفلان پوشیدہ را  
 نشاءِ مفرح چہ دانند شناخت  
 کز آنجیرِ سختہ ردِ مرغِ خام  
 نئے زرد بہتر ز عودِ سیاہ  
 کجا دانی اس آبِ حیوانِ کھسیت  
 بود روشنست نرغِ کالاے من  
 بہیں یاد گارت ہمیں ست و بس  
 گرت شمعِ دل و شنائی و سد  
 جسمانی پرست از خریدارِ او  
 گل ست آخر اس فاختہ کو نیست  
 کہ ہر مرغِ رامیوہ در خور ست  
 کہ اس باغبانِ آں تبرزن بود  
 کہ ہم قفل از آہن بود ہم کلید  
 ککہ دوز تو می کا ایش کند

گس بہر آں دست مالہ بدرد  
 از اس مار بر خویش چپہ برنج  
 ولیکن ہنوزش نظر تیز نیست  
 خطے کش بزرگان ندانست باز  
 ۵ دلی کش بلوزنیہ بتوان نخواست  
 تونہ شناسی اس چاکشنی ابھام  
 باز گیری کو دکاں را پر اہ  
 ترا کر پیے شیر باید گریست  
 چو بالارسانی بہ بالاسے من  
 ۱۰ زمیراٹ من ہر چہ ماند بہ پس  
 بدیں فرجانت گوانی و سد  
 ورت غافل افتد دل از کارِ او  
 گراز عشق کل زراغ را شو نیست  
 تمنائے ہر کس سخن بھیری بہت  
 ۱۵ ہمہ آدمی نے بیک فن بود  
 زیک نخل شد خار و خرما پید  
 ورت کاہل معنی یا ہش کند

ز بہت برون ادم از پردہ اُ  
 بیزد کہ حسد ز کلاہش کنی  
 دکانِ کلدہ دوز ہم دُو نیست  
 کہ ہر زاد ماند با بائے خویش  
 جوی باشد آخر زہ خوشہ  
 پس از روز گاہے شود خرمی  
 بے خوشہ تر بر آرد ز خاک  
 جہاں پر کنی و نہ گردی تہی  
 بہ پندار آن دُزت این میکنم  
 بدس یادگار از من آری بیاد  
 ہماں شد کہ دیں اکنی باز بہت  
 چوستان خود نداری و بال  
 ز نقصانِ کامل گنہ دار گام  
 ترا حاجی از بہر آن نام کرد  
 بہ پیر امن کعبہ دل طواف  
 گر اں سنگ باشی چو کہہ صفا  
 نہ حاجی کہ عسلی رہزنی

من این ماجرا را کہ بستم طراز  
 گر از چشمِ سمنش نگاہش کنی  
 و گرنہ نیت ادر و نور نیست  
 ولیکن یقینِ اتم از رے خویش  
 ہ گر از خوانِ من نبودت تو شدہ  
 چو یک جو یک سال گردونی  
 کنوں ارم ایتد کین ستم پاک  
 اگر خوشہ دایزد ز نقد ہی  
 منت کین و ستم بنگیں میکنم  
 ا کہ چون گردی از عقل اندہ شا  
 درین دستاں ہنمونی تخت  
 کنوں کز چہارت فنون نیست مال  
 چو در چار دہ بدر گردی تمام  
 خداکے کہ ادمکے دشام کرد  
 کہ صبحِ دشامی کنی بگنہ  
 حرم نشکنی در مقامِ وفا  
 چو تو پویہ بانفسِ ابد زئی

مرد گرد و پیر در که نمانت دهند  
 ره بی روکت آنسور وائی دهند  
 نخواهی که آفتی بر پنج دراز  
 قدم کوشش تا در رهائی زنی  
 ۵. بجهت صفت صفت سینه کن  
 ورت دل سیه ماند و روت صفا  
 بر دمه بر چسب زنجبیل خام  
 نخواهی دل از فتنه و گشت گمش  
 بدین تو سینه مرکب هولناک  
 ۱۰. هر آن دل که بانفس یاری کند  
 بر دوزخ جانی چو پیراں گرس  
 ره بی که در نیکنامی کشد  
 مریز از خود آس قطره سیل باد  
 پندار گمان چسب قطره نم است  
 ۱۵. نخواهی که پیش آید اندیشه  
 در کعبه زن تا امانت دهند  
 و زان عالمت روشنائی دهند  
 مکن تکیه جز بر ستون نماز  
 دم از سکه پارسانی زنی  
 دل آسین خود آینه کن  
 چو آینه از خود منائی مکن  
 کزین دانه نایب شسته بدم  
 گمگام از سر نفس سگش کش  
 عنانش ده تا نفسی بنجاک  
 فرشته هست کوسگ سواری کن  
 بر پیریتخ دتن ز جند زجای  
 خیال میزنگان بنجانی کش  
 که شد غرق در روی چو تو سندهار  
 که هر قطره گرد آب پنج و غم است  
 باندیشه و پیش هر پیشه

۴- ق. ورت دل تبه ماند و گشت صفا ۵- نخواهی تن از فتنه ۱۰- م- هر آن کس ۱۲

۱۱- م ق س- بزور ۱۲- ۱۳- گرد آب سده عالم است ۱۴

۱۵- سس- شود عاقبت ۱۶

بہر کاری از راستی کن شما  
 بود گر چه مردم بسی کز خرام  
 اگر چند باشد کماں سخت گیر  
 ہم از راستان باشد این داستان  
 ۵ چو پی بفرآک نیک اختر می  
 بہر فن کہ نمانش آری بجای  
 و گر کائے از دین منتر بود  
 در ان خانہ کردین جدائی دست  
 بہر چه آزمائی دم چند را  
 ۱۰ اچو پوئی بدنبال لشکر کشان  
 بجای اں تو سن جانہ را  
 نبرد از پئے نام و غارت مکن  
 گرت بہرہ سہلست و گریقیاس  
 زہر توشت گکید ز روزی ساں  
 ۱۵ گرہ ساز کردن دل باز کن  
 مزن در کمانہ ابرو گرہ  
 کہ ہم ستہ گردی ہم رنگا  
 ہم آہن شود راستان اعلام  
 تو اضع کند عاقبت پیش تیر  
 کہ کس کز زلفت ست بارستان  
 بہ نیک اختر می کشی چو پیکار می  
 جہت انگہ در سوعے خدے  
 مکن گر چه شمشیر بر سر بود  
 ز سر سبزیت سبز پائی بہ است  
 خدارا انگرہ نی خندا و ندرا  
 مباحش آستلم گیر چو سر کشان  
 کہ دیراں کند کشت بیگانہ  
 و گر چہرہ گردی جبارت مکن  
 فراموش کاری مکن در پاس  
 مرادی بہ بے توشت میراں  
 ولی ز ابرو اول گرہ باز کن  
 کزینساں کمانی نیز ز دبرہ

بود ز هر اگر شمشیر شیریں بود  
 که ز بازگردد بدندان کند  
 اگر میخ نهدی همان روی بس  
 بسے بز بخشندہ تلخ زوی  
 دو نعمت بود کاں دو یکجادی  
 بدیں خواجگی حلق را بنده کن  
 دو دو دام را میسمانی کند  
 که چون لقمه یابد شود گوشه چو  
 که بخشد بفرزند و زن هر که هست  
 که باشد جو امر دیش با عدوس  
 که مهرش بود سوی فرزند خویش  
 که خون عاقبت جانب خون کشد  
 جدا کی شود چون شد آختہ  
 که آواز آن شادمانی کنی  
 میان حسالی و بانگ نام بلند  
 بخاکستر اندر قدم سزنگوں  
 از اندازه بیرون من پای خویش

دہش کاں ز ابروے پُرس دہ  
 کہ دندان ز ندور ترش روی تند  
 برو تازگی گرتسانی نفس  
 نخیلے کہ باش خوش تازہ روی  
 ۵ و اگر با ملطف تمتا دہی  
 بہ نعمت کساں اسرافلندہ کن  
 چو شیر از خورش کامرانی کند  
 چو گر بہ نشاید شدن تنگوں  
 بہ بیگانہ بخش آنچه داری بدست  
 ۱۰ نشاید جو امر دخواندن خودس  
 بود لباں خوب دہ بند خویش  
 بخویشاں دل مردم افزوں کشد  
 چو کرد می در می ریختہ  
 بہ ارزن دوشس بار دانی کنی  
 ۱۵ دہل و ارت افغان بیودہ چند  
 چو آب از لب دیگ جوشد بیرون  
 نخواہی زیر آفتی از جای خویش

سلامت بود گر جسمانی جہی  
 قدم باید آنکہ قدم را ثبات  
 ہمہ کارنا استوارش بود  
 کہ پای سکونش نہ جنبد جسا  
 خس است آنکہ باز چہ باد گشت  
 بہ نرمی زند بوسہ در پای کوه  
 چو آتش نہ گیس در چہ حاجت بنا  
 مرغجاں دے تا نر نجد دلت  
 پس آنکہ کمر کن در آغاز چیت  
 سر انجام پیش آید اندیشا  
 نیندیشی و بد کنی بد بوئی  
 بمقدار اندیشہ خویشتن  
 کہ ہر لخطہ پیش آب و رنگ آورد  
 سفالینہ را در گہہ جامی نیست  
 کہ آن اہنر نام باشند نہ عیب  
 بہ از گنج بردن بے غصب و بال  
 بکشت ہنر آب ریزد ز خوے

بیک کام چوں نزد بانی جہی  
 تن آدمی را بہ نیروی ذات  
 کسی کا ستواری نہ کارشن بود  
 درخت از پے آن شود دیر پاک  
 ہ گر اس سنگ بید چو پولاد گشت  
 ہراں باد کو سخت تر در شکوہ  
 گہ خشم در برد باری نشتا  
 چو بالغز پاداش در دگلت  
 بہر کاری انجام را بہین سخت  
 ۱۰ نیندیشی اول چو در پیشیا  
 بیاندیش و بہ کنج بخت بوئی  
 کند ہر کسی پیشہ خویشتن  
 بکوشش متاعی چنگ آورد  
 کسی انہفت در غل ای نیست  
 ۱۵ دود انگ خود از پیشہ بے عیب  
 جوی بہرہ کردن ز کسب حلال  
 حلال آن کسی ادھد بر کہ و

ہنر کو مثل ہست در نار دود  
 گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور  
 ترا آن ہنر جست باید بذات  
 بر آن دل نہ ای مشعل جان من  
 ۵ ہر آن گو نہ شو گوہر تبار بناک  
 و لیک آنکہ آن نور بخش فراغ  
 نظارہ کن این سلاک گہر ز دود  
 چنین دیکہ از بالغان بود پوشش  
 چو بالغ شوی در ہنر ہائے من  
 ۱۰ بہ از پند من دگر شہوار نیست  
 مکن و ترش گر چہ تلخت پند  
 ز خواب جوانی چو گردی خراب  
 چو طفلان غم از گوشمالی مدآ  
 مراں بر در قہائے دیگر قلم  
 ۱۵ گیاہی کہ روید صبح از کوہ  
 چو خواہی بشادی و تیار ہا  
 منہ زین وصیت بردن بیچگام  
 ہنر مند را سر نیار و منہ رود  
 بہ از بادشا زادہ بی ہنر  
 کہ بخشی پس از مرگ آب حیات  
 کہ شمعے در آری در ایوان من  
 کہ روشن کنی مننزل من بخاک  
 کزین سلاک گوہر فروزی چراغ  
 نہ سلاک گہر ملکہ در یائے نور  
 بطفلی ترا در کشیدم بگوشش  
 شناسی بہای گہر ہائے من  
 ولی فرد رشتت ست ہموانیت  
 کہ تلخی بود طعنل را سود مند  
 بدیں گوشمال اندر آئی ز خواب  
 ز پند پدر گوشش حنالی مدآ  
 ہمیں بس کہ از من بر آری علم  
 بفرزند ہی ابردار دشکوہ  
 صلاح خود اندر ہمہ کار ہا  
 وصیت ہمیں ست و بس والسلام

بیاسا قیاد رده آن خونِ خام  
 چنان گوشِ من پکن از بانگِ نوش  
 که شد قرۃ العینِ ستانش نام  
 کہ بیرون و دیند اناز گوش  
 بیامرباں بستہ طفلِ دوش  
 چو طفلان برگیر و بنواز خوش  
 نوائے کہ تسلیم کرد از نخست  
 بزن چوب تابا باز گوید درست  
 گفتار در وصفِ آفتابِ دولت کہ چون بر تو گرم کند  
 سنگِ سیاہ را یا قوتِ سبز و لعلِ آتشین گرداند و اگر  
 روی بتابد و دود از گوہر شبِ چراغ بر آرد صبحِ اللہ  
 لمقتتبین من نون الی صبح الساعۃ

کلیدی دہ لے دولتِ کار ساز  
 بباغِ تو منزل گمے ساختن  
 کہ سوی تو تہاں دے کرد باز  
 می آردن و مجلسِ آراستن  
 گلے چیدن از وی بہر شیوہ  
 خوش آن میوہ کز شاخسارت بود  
 چو در خانہ بر نہ زوی چراغ  
 دراز کوی کس باز تا بی لگام  
 بہ پیشانی مردم از تست نور  
 کہ از نورِ تو چشم باد دور

مرا گر نیاری ز یک جرعه یاد  
 کسی را کہ ساغود ہی نوش باد  
 بیاموز درمن ره روعے تو  
 کہ تا چوں تو اں آمدن سے تو  
 مرا زیں ہوس بربلب انفس  
 کہ سوی تو پیچم عنان ہوس  
 ولی چوں تو نکشائی از قفل بند  
 چہ سود از ہوس ہائے ناسود  
 ہ بخشش تو اں با تو کردن نیست  
 بکوشش کسی را نیانی بدست  
 چو کوشش کند بر از ہوس گنج  
 زیادہ کند بر تن خویش رنج  
 خری کو سوی آسیراہ جست  
 ہما نجا زجاں بایش دست نیست  
 ولی جہد مانیز هست از شمار  
 چو کوشندہ را بخت باشد فروں  
 کہ کسی کو زد دولت کشاید قناع  
 ستم کشش نشد مقبل و شاد کام  
 نہ ہم پیری در خورد گاہی بود  
 سترے بزرگی نہ شد ہر یکے  
 ہمہ جانور سرنگوں شد بساز  
 ۱۵ سراز گوہر خود شود تاج وور  
 اگر مار را مھرہ تاج سہرست  
 ولی مھرہ آدمی گوہرست

اگر گوہر تہ نیت سر گوہر مباح  
 چو آزادہ را خوش بود زنگا  
 ز آزادہ کس ز حشم دشمن نخورد  
 چو مکرم اندر کلاہ آورد  
 ہ چوستی دہ طفل را دور باش  
 ہر آن شعلہ کز آتش تیز ترست  
 کسی کو بخت کز اندیش تر  
 شتر ارچہ مست است دکش برت  
 ولی کش بخوں رہنمونے بود  
 ۱۰ چو ببادشاہ جور لازم شود  
 حلال است فرماں و انرا خراج  
 شبان بہ کہ از شیر شوید زباں  
 چو در سیم زرنج دہا بسی است  
 دلاکار د دولت نہ امکان است  
 ۱۵ بہ زاع و زغن شو فریب آما  
 بنزد ہمہ دولت آن است و بس  
 چو گوہر بود باج زر گوہر مباح  
 بہ آزادیش گردد آموزگا  
 کہ کس خاے از سر و سوسن خورد  
 فردمایہ را در پناہ آورد  
 کند ہمیشیان خود را خراش  
 بہ پیر امن خویش گیرد خنث  
 بدولت کز اندیش بیشتر  
 سر و خوش و قرض از ان خوشتر  
 تو خوں کن بقرش کہ خونے بود  
 گرش تخت عودست ہمیزم شود  
 چو در غضب کوشد حرام است باج  
 چو خون خورد قصاب شدنی شبان  
 کسی کیندارد چہ خوشدل کسی  
 بخت در آویز کین ان نسبت  
 کہ در دام کس در نیاید ہما  
 کہ بر مال ہستی بود دسترس

کسی کشیدیں مایہ آسود دل  
 غمیں مانند امر و زینت در اخیل  
 بود گر چه غم بیش چون زر کم است  
 اگر زر بود بیشتر ز ان غم است  
 کماں گر چه بہ شد چو بی آب گشت  
 و گرفت آبی خود از تاب گشت  
 مراد دولت نیستی شد پسند  
 کہ این جاؤ آن جا بوم بے گزند  
 ۵ چه کار آید آن ہستی بے صفا  
 کہ بیش از دو روزی ندارد وفا  
 چرا نیستی را نگیسرم بزور  
 کہ ہمراہ من خواست بودن بگور  
 سگان ابردار باشد قرار  
 کند آدمی قوت خود را شکار  
 نہ ترسد چنان نغم از فتنال  
 کہ از فتنہ درویش اہل کمال  
 حکایت دیشی کہ خرقہ را سوی آسمان اندخت و آسمان  
 بہوا گرفت و او خرقہ را در ہوانہ گزاشت

یکی روز محمود عنازی پکا  
 بنیبت ہروں راند در صید گاہ  
 خردش نقیباں جہاں در گرفت  
 جہاں در جہاں موج لشکر گرفت  
 نشن پوشے از خاصگانِ حضور  
 ہی کرد فطانتان او زدود  
 ۱۵ ز غیرت چو صفر اش در تاب کرد  
 بسوی ہوا سنہ قہ پر تاب کرد  
 چو کرد آن سلب پار سا را درو  
 معلق چنان شد کہ نامد فرود

نمودنش از غیب کای ناپاس  
 درین بود کاسب شاه‌ی تمام  
 بخت مکن عاقبت اقیاس  
 ملک پیشش آورد تاج و سیر  
 ز دینبالش کمر و سولش خرام  
 حمایت ز دروان را از حیت  
 ز درویش مسکین بر آن فیض  
 ۵ بیدیه بے رفت خاک نیاز  
 نبراری همان حسره را با حیت  
 که گزیند زفته رایافت باز  
 چه پنداری ای کت بصر دست  
 که درویشی از خسروی کم‌ت  
 نظاره بدل کن درین هر دو دست  
 که تا فرق در هر دو دانی کم‌حیت

داستان اول در آغاز روشنی آئینهای اسکندری و  
 فرستادن سکندر لشکر چوین بر باران و سنانها چون قطره  
 آب بر پولاد پوشان خاقان دن و حملگی آئینهای چین  
 تیره و تاریک گردانیدن

قلم را این نامه چون شبت  
 ۱۵ که چون شد خاک اختر فیلقوس  
 چنین کرد دنیا چه را شربت  
 شرف یافت مه تابماهی بدو  
 ز داد و دهش عالم آبادت  
 شد آری ستم تحت شاه‌ی بدو  
 زمانه زبیدادی آزادگشت

در عدل را کرد زانگونه باز  
 چه پرداخت از دشمنان زبوم  
 نخست از سر تیغ آینه زنگ  
 و ز آن پس باز وی آفاق گیر  
 ۵ و ز آنجا بزشتیان دست سود  
 و ز آنجا در اسطوخ رایت خست  
 چو زان ناحیت مگرش گشت دور  
 چو چندی بر آن خاک شد جبر عیز  
 بر آمد ز اوج مین چون سبیل  
 ۱۰ علم برد در مکه بر پاسے کرد  
 زمین بوسه زد و کعبه پاک را  
 از آن جا پس در سواحل کشید  
 مساحت کنان که در یاد داشت  
 و زان عرصه در کمانه دوستان  
 ۱۵ به تنذی شتابنده شد سوی کید  
 ز کید گرانمایه چون گشت دور

که همچو آبه کبک شد جره باز  
 به کشور کشانی رودان شد ز روم  
 ز آئینه زنگ بزود و زنگ  
 ز در ای آفاق بستد سریر  
 بر آورد ز آتش ریتند ه د  
 به بخشش فرومایه را برگ خست  
 بنوشایه بر وع انگند نور  
 سوی تازیان بارگی کرد تیز  
 ز دریای مغرب تھی کر ویل  
 سران عرب از میں سائی کرد  
 به نوک مژه روفت آن خاک را  
 عنان در طرفهای مشکل کشید  
 ز خاک عدن سوی کرمان گزشت  
 در آمد به اقصای هندوستان  
 بسی پیل هندوستان کرد صید  
 ر بود افسر دولت از فرق نور

چو بر شد ز طاؤس ہند و سرا  
 شدش سہر دولت تیز بہیں  
 دو ال کمر چست کرد و فگند  
 چو خاقان بفرماں بری سر نہاد  
 ہ ز اقصای چین د رختن سر کشید  
 برید از حد ترک پیوند را  
 از اں پس کشش سو خجی از م کرد  
 بنجاک خرز گشت منزل شناس  
 نواحی شناسان آن کار گاہ  
 ۱۰ چو فرماں گزاری برایشان گماشت  
 براں سر کشان نیز شد چیرہ دست  
 از اں جا برد بہ آلمان و روس  
 چو آن ناحیت امراعات کرد  
 از اں آب لب تشہ چون با گشت  
 ۱۵ چو ز اں رخنہ سد سکند کشید  
 بدیں گونہ بکرہ رشتہ شیر جام

ز آہوی چین گشت نافہ کشا  
 ز پامان ہند و ستاں سوی چین  
 نہ چین بلکہ خاقان پس را بہ بند  
 قدم بر سر تلک دیگر ہند  
 بسر حد اتراک لشکر کشید  
 بنا کرد شہر سمرقند را  
 شکیبان شد پیشتر عنبرم کرد  
 در و کرد شہرے چون بغاراس  
 نہادند گردن بہت بران شاہ  
 عنان سوی خجاق وحشی گزشت  
 تبدیرشاں کرد خسرو پست  
 بشاہی زبوں کرد شاہان جو خور  
 از اں جا سفر سوی ظلمات کرد  
 بخوزریز یا جوج دم گشت  
 بر جعت سوی روم لشکر کشید  
 جہاں قاف تا قاف بستہ تمام

دگر بارہ کز روم رایت نخت  
 بنشکی چون بود جولان گری  
 عجب ہائے دریا چون نطن کرد  
 جہاں گر کنی در تیرے پیسے خویش  
 ۵ دروغ ست کاں بادشہ را بدت  
 ز عمری کریں گو نہ اندک بود  
 چنانخ اندم از قصہ شان او  
 بشرح آنچه زو کرد گویند یاد  
 ہر آنچه از وی آمد بد و در خویش  
 ۱۰ ادم چونکہ در بند این کار بود  
 مثالی کہ بود از خطر آستان  
 دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخت  
 نخت آرم از زخم قاتل سخن  
 نظامی کہ کرد آں جبریدہ نگاہ  
 ۱۵ دگر گو نہ خواندم من این از را  
 و گر نہ لطافت ندارد بے

نوعی دگر گردن ساق تہمت  
 رواں شد چو آب روان تری  
 بر آمدن مرگ را چان کرد  
 بخسی بر انجہام بر جای خویش  
 نویندہ نئی سال گویدیت  
 در دست آفاق و شک بود  
 کہ پانصد فزوں بود جولان او  
 نہ کرد از کیومرث و از کعباد  
 نوشت ست نامہ دیوان خویش  
 بایجاز گفت آنچه ناچار بود  
 نہفتم بہ یک بیت یک داستان  
 کنوں کیبت یک گفت خواہم در  
 کہ دیدم تبارخ ہائے کمن  
 در آشتی ز دیان دوشاہ  
 دگر گون ز دم لا بد این سازا  
 کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

تبارِ نوحِ شاہانِ پشینِ دِ حال  
 کہ دولتِ چور و درِ سکندرِ نما  
 در آفاقِ نامِ طغیٰ زندہ کرد  
 چو بر مشیرِ خسرواں چیرہ گشت  
 ۵ رہا کرد بردگیراں راہ را  
 بر آہنگِ چینِ خوشدلِ شاد کام  
 چو قلبش در اں کشورِ افکند جوش  
 گرد ہی بہر درِ حصار می شنند  
 خبر شد بخاقانِ دُریا شکوہ  
 ۱۰ تبر سید و در دل شد اندیشناک  
 بلکہ از چہ خاقانِ جہاں شاہ بود  
 چو لشکرِ آید صبحی بے چین  
 بسرِ حذاں عرصہٴ جانِ سزا  
 سکونت گئی فرخِ آرام دید  
 ۱۵ ہمہ کوہ پر آہوے نافہ د۱  
 زمیں بسکہ پر نافہ مشک بود  
 چناں خواندم این حرفِ دیرینہ سنا  
 سراں ابدِ رگاہِ اوسر نما  
 بزرگانِ آفاقِ ابنہ کرد  
 بشاہی و لشکر کشتی خیر گشت  
 بخاقانِ چینِ اند بنگاہ را  
 ہی کرد منزل بمنزلِ خرام  
 بر آمد ز کشورِ شیناں خردش  
 گرد ہی پئے زینہاے شنند  
 کہ سیلابِ دریا در آمد بکوہ  
 طلب کرد عصمتِ زینرداں پاک  
 ز اقبالِ اسکندر آگاہ بود  
 پُراز چین شد از لعلِ اسپان  
 سرا پرده ز دشاہِ کشور کشا  
 طرب خانہ در خورِ کام دید  
 ہمہ دشتِ او گلشنِ لالہ ز ا  
 گل از بوے خوشنمندانِ مشک بود

کمر بست بر ضبطِ جاے چنال  
 بہ اندیشہ انا بگفتن دُرست  
 پیامی کہ پولاد را کرد موم  
 در کار سازی و اقبال باز  
 ز بدخواہ خوں بر زمینِ نخستیم  
 بخونِ وی از تیغِ شستیم زنگ  
 ز دارای دولت سزاند آختم  
 دلِ منکرانِ عربِ نخستیم  
 گلِ فتحِ چیدم ازین بوستان  
 بہ بستیم بر پینِ خاقانِ چین  
 بہ آزادی از تیغِ ماجاںِ بی  
 بر آرم ز ترکانِ پسینی و مار  
 بدیں تیغِ یکشتِ ہندی نگر  
 من از تیغِ سر می شکام نم مو  
 می صاف بے میہماں خوردہ  
 حرفیانہ پیش آئے باچوں منے  
 بخاقان رسانید پیغامِ شاہ

ملکِ خوش آمد ہوئے چنال  
 طلب کرد مردی خردمند و حست  
 بخاقانِ چین داد ز او زنگِ دم  
 کہ بر ما چو کرد ایزدِ کار ساز  
 ۵ بہر سو کہ تو سن بر انگنخستیم  
 چو بر خسر و زنگ بستیم تنگ  
 دگر سوی ایرانِ فرس تا ختم  
 دگر در عرب مشعل افروختیم  
 و رافقا در غبت ہندوستان  
 ۱۰ درین دم کہ بندِ قبا را بکس  
 اگر سرد آری بفرماں بری  
 و گرنہ بدیں ہندی آبدار  
 تو زان تیر نہ مشیتِ ترکانِ مہر  
 بہ تیر ارترا مو شگافی ست خو  
 ۱۵ فراد اب تنہا جاں خوردہ  
 کنوں کت حرفیت شیر انگنے  
 نیوشندہ بشنید برداشتِ راہ

جہاندار خاقانِ فرخندہ بخت  
 ہمہ روز با سینہ پُر ہراس  
 چو آہوی پس شد ز گشتن ستوہ  
 شکم ناگہاں گشتش از تیغ چاک  
 ۵ طلب کرد فرزانہ را در ہفت  
 کشاد از گرہ قفل گنجینہ را  
 کہ تا این زمان آسمان بلند  
 کنوں کا دابر نے دریائے روم  
 دریں عرصہ سہم چنانِ نیرد آب  
 ۱۰ دلت کز خرد یافت نام آوری  
 کہ دشمن چو با ما شود کینہ جوی  
 جہان دیدہ کار آزمائے کہن  
 دعا کرد اوّل کہ بادت ز غیب  
 جہان زیر فرمانِ راعے تو باد  
 ۱۵ از من باز پُرسے کہ فرمود شاہ  
 بشرطیکہ ز اندیشہ حرف سنج  
 زباں بند کردن بصد قفل و بند

دل آزرده شد زان نمودارِ بخت  
 رہ ایمنی را ہی دہشت پاس  
 شکم برد و بہناد بر تیغ کوی  
 پیر از نافہ مشک شد نافِ خاک  
 کہ تدبیر او با خود بود بخت  
 بروں رخت اندیشہ سینہ را  
 نیامد بہ سیان ماگر زند  
 کہ دریا شد از سیلش این مزر بوم  
 کہ خورشید یا ماند اندر نقاب  
 چہ بیند صواب اندرین آوری  
 بکوشیم یا باز تا بسیم روی  
 زمین لوبسہ درآمد سخن  
 ہمہ آرزو ہائے عالم بچیب  
 فلک چون میں خاکپائے تو باد  
 جواب لے کہ دائم نذارم نگاہ  
 سخن ہر چہ گویم نیائی برنج  
 بسے بہ زگفتار نا سود مند

حدیثی که آن سودمندست و را  
 هراں طفل کش تلخی این فزود  
 طیبی چه خوش گفت در خاک پنج  
 شنیدم که این شاه تو خاسته  
 ۵ هر سو که لشکر به تاراج بُرد  
 کسی کش تر از دبر ابر نهاد  
 همین ست ما را نمود اربخت  
 حریفی به است ارچه در کار زار  
 ستیزه نه زیباست بازورمند  
 ۱۰ نشاید شدن با تو انا بزور  
 فرستاده باید نرساده  
 که در یابد این درد ما را علاج  
 دل آهین آسای دارای روم  
 گرش باشد اندیشه آشتی  
 ۱۵ در لطف را چاره سازی نسیم

ترش گشتن ارنج باشد خطاست  
 به پیری شود در شنش کان چه بود  
 که آب حیات ست در وی تلخ  
 سری دارد از دولت آراسته  
 هم اوزنگ بر بود و هم تاج بُرد  
 ز هم سنگیش بر زمین سر نهاد  
 که با بخت یاران نکوشیم سخت  
 ولیکن حرف آزمانی ست کافر  
 که بریل نتوان شکنان کند  
 که پولاد سنگین ترست از بلور  
 در و ن نقش بندی بر و ن ساده  
 دل خصم را با ز جوید مزاج  
 بر دغن زبانی کند چه موم  
 نیایم ما هم ز هم دشتی  
 همه برگ همان نوازی نسیم

۳- ق: بهماں - ایضا - س: چو طفل کش تلخی

۴- س: بر زمین دفناده - ۱۲ - ق: بدول خسته - ۱۳ - م: به نسیم

ز دینار باید سپر سخن  
 رضا بهتر از کین بجاری چنین  
 شد از غصه گلگون رخسار چون زریه  
 خلابی نہ دیدہ مکن پائے لغز  
 در آئین مردوی و مردانگی  
 بسوی زبونی شوی رہنمای  
 ز تلکے کنجی فطاعت کنسیم  
 چرا بایش شکر آراستن  
 کشد گرد تخت از عروساں سپاہ  
 نہ بہ رنگوں کردن اندر گریز  
 بشاہی زبونی نمودن خط  
 سرخویش ادرمیاں می ہند  
 پس آنکہ وہم چون زبوناں خراج  
 کہ نام بزرگاں در آرم بجاک  
 کہ با نچتہ کاراں شود ہم شہست

در شن دل شود ناوک انداختن  
 ہمہ حال از بخت یاری چنین  
 بر آشفست خاقان گفت رپیہ  
 بدو گفت کاہے پیر شوریدہ مغز  
 ہ چه کم دیدی از ما بخت زانگی  
 کہ با خصم نا کردہ دست آزمای  
 اگر جنگ نا کردہ طاعت کنسیم  
 چو ترساں بود شہ ز کین جوہن  
 عروسی بود فی شہی آنکہ شاہ  
 ۱۰ سناں بہر پیکار کردیم تینر  
 زبردست الملک عالم عطاست  
 کسی کو کلاہ کیاں می ہند  
 بشاہی زدہ پای بر تخت علاج  
 چرا سر نیارم بہ تیغ ہلاک  
 ۱۵ چہ باشدیکے رومی خام لہیت

سکندر کہ می نازد از تحت سُر  
 چو کارش نیقاد با چوں منے  
 چنان اُمش در صفت کارا  
 سر خار چندان نذد و در باش  
 ہ خرد سی کہ مردی کند با خردوں  
 چو زینگونه نخے بدستور گفت  
 نویشنده چوں گوش خندہ پند  
 بس آنکہ بہ آئندہ داد از تیز  
 بدو گفت کائنجا بر این سدر خیر  
 ۱۰ بگو آنچه گوئی خطا و صواب  
 گر آہن ہوساری اینک بست  
 چوزیں از پنہانش آگاہ کرد  
 شتابان ز خاقان و حمال از  
 نمود اے آوردہ برد پیش  
 ۱۵ سکندر بخندید از ان داوری  
 بہ آئندہ شاہ سپس باز گفت

شد از سخت رایان چاس سخت تر  
 ز آہن دلی گشت روئیں تنے  
 کہ زیں سوے عالم نگیرد قرار  
 کہ آتش شود ہر سرش فور پاش  
 بچنگال شہباز گردد عروس  
 دل پیر با اینی گشت خفت  
 خورد گوشت مال از سپہر بلند  
 یکی مشت خاک دیکی تیغ تیز  
 کہ ہست اندرین دور زمینی  
 منت زیں تیر باز گویم جواب  
 و گر گنج و زر بایدت خاک ہست  
 رسول خودش نیز ہمراہ کرد  
 رسیدن پیش سکندر منہ از  
 نمودند رازین آورد خوش  
 در ان نکتہ دید از فلک یادی  
 کہ تدبیر با گشت با کام خفت

ز خاقان نکلیں دو کالا رسید  
 نموداری از مستح واک رسید  
 چو دشمن بساتیخ خود خود سپرد  
 کنوں کے تو اند سر از تیغ برد  
 دگر آں کہ بر ما فرستاد خاک  
 نشان خود از خاک چیں کمر پاک  
 گرفتیم بقال این کہ بجستم و کیں  
 زمین امین داد خاقان چیں  
 ہ قوی شد دل دولت اندیش این  
 چہ باشد نشان ظلم پیش این  
 فرستادہ زان پاسخ غمنا  
 ہر اسان بر گاہ خاقان تافت  
 سر ہای گم کردہ بی معنی  
 بچو شید خاقان و شد خشمناک  
 فرستاد فرمان کہ بر عزم کا  
 فرد رخت پیش جو ابی کہ نافت  
 ۱۰ در اقلیم ترکان در افتاد جوش  
 خیال محابا زد دل کرد پاک  
 ز آپ التا بد ریای چیں  
 فرحسم شود لشکر از ہر دیا  
 بر آمد ز بازار عالم خردش  
 چو در یای چیں شد ز لشکر زمین  
 بد انگونہ کا جسم بود گرد ماہ  
 بکین سکندر قوی کرد عزم  
 چو سیلاب طوفان کہ جنبہ نجاے  
 عنان کرد یکبار بر روی رہا  
 کہ از دین منجو است آن ذرا  
 ۱۵ سکندر ز خبر یافت زان اثر دہا  
 بیارست قلب جہاں سوز را

همه دشت در زیر لشکر کشید  
 چو شیری که آهنگ و باه کرد  
 دل هر دو جوشان ز صفرا می خنگ  
 میان دو لشکر دو فرسنگ ماند  
 یزک بر یزک دست بازی نمود  
 کشیدند تا آسمان بارگاه  
 زمین در میان کرد شمشیر مهر  
 نگون کرد در ایات شمایاں  
 بجاسوسی یکدیگر گرم پوی  
 بگردون شد از پاسبانان خوش  
 همه شب چومه بود در آنجن  
 بمقدار هر کس نوازش گری  
 گمے تیغ میداد گاهی زباں  
 در اندیش کافر فدای خویش  
 همیزد مرقه خواب ادورباش  
 یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

بخصم آزمای علم بر کشید  
 بشیر انگلی قصد بدخواه کرد  
 شتابان دوشه از دو سو بی تگ  
 چنین تا زمین در میان تنگ ماند  
 اجل فتنه را کار سازی نمود  
 فرود آمدند از دو جانب دوشا  
 چومه لشکر آرای شد بر سپهر  
 بر آورده شب چتر عجايباں  
 طلا یه بردن آمد از هر دو سوی  
 فرو ماند غوغای لشکر ز جوش  
 سکندر جهاندار لشکر شکن  
 همی کرد ز احسان سکنذری  
 بهر لشکر آرای دهر مزباں  
 فرود رفت هر کس ز سودا خویش  
 زیاد دناں سینہ می شد حرش  
 یکی رخت می بست بهر گریز

یکی در غم جان خود مانده بود  
 کہ ہمسایہ موش باشد پتنگ  
 ولی گاہ مردے شناسند مرد  
 کہ ہنگامہ مشت خواراں بود  
 بہ تدبیر فردا شدہ کار ساز  
 در بار کہ را بر انداختہ  
 بیک سوی آہن بیک سوی زر  
 باندان مرد میر خیت گنج  
 بہ آہن قوی کرد بازوی سنا  
 بزرا آہنیں کرد پشت سپاہ  
 کہ اول بود سال منسح از گره  
 در دیگری کے توانی کشاد  
 کہ بنیادِ عزم اور آرد ز پا  
 زخوں نایبہ دم سے مانم دہد  
 کہ بے مغزیش معتر اشد دوا  
 بدل جان تو ریزد از راہِ گوش

یکی دامن از عالم افشانده بود  
 بسی مرد و نامردیابی بجنک  
 ہمہ کسب ساز جوید نبرد  
 نہ در کوی جنک سواراں بود  
 ۵ شہ چس دگر سوی باہل راز  
 خرنیہ ز گنجینہ پردختہ  
 ز زر تو دہا بر فلک برد سر  
 ہمی حسب مردان پولاد سنج  
 چو از زر گراں شد ترا زوی سنا  
 ۱۰ بدینگونہ از شام تا صبح گاہ  
 حشم از زرا ساخت بید ز رہ  
 چو تو قفل خود در اندانی کشاد  
 بیاسانی آن جام شادی فرزا  
 بمن دہ کہ راحت بجانم دہد  
 ۱۵ بیامطرباں بر بطر خوشنوا  
 بزبان کہ بر باید از مغز ہوش

گفتار در دواد و تو سن فتح که عنان نش در قبضه  
 قدرت فتح مطلق مقید ست تا در طنی که جولا نش و ہ  
 مجال سپر پیدین باشد و ہد مجا ہا تا در جہاد شمشیر  
 ہندی امحرابی کند و ذوالفقار ہندی را تیغ

### حطب سازند

در چارہ را زہد یاد کلید	چو فیروزی مرد گردد پدید
گل فتح چنید ز خا رسناں	فرس اہر سو کہ سپید عنان
سرخم زان آب زخوں کشد	۱۰ بہر جا کہ شمشیر ہر یوں کشد
یکی صد نسایدنہ بل صد ہزار	بچشم بد اندیش در کار زار
کہ برگیرہ داؤل دل از جان لیش	ولی مرد باید بجان خویش
سرا گلذین دشمن آساں بود	چو مردم ز سر ناہر آساں بود
سر و گیری کے در آرد بچنگ	کسی کز سر خویش ترسد بچنگ
اگر پشہ باشد خورد خون پیل	۱۵ کسی اکہ دل شہر دی دلیل
کہ سیلی ز نانش رساند بگور	نہ بیش از کلنگ ست شاہیں بزور

گس انداز سیمرخ فرق  
 که مشکل بود زنده کردن شکار  
 به آب خنابایدش کرد زنگ  
 نه هست او هم از دست پائی تپی  
 که از خون خود دست شوئی نخست  
 گر از جاں هر اسی چه کالابری  
 زن گوزر زرباش فختاں بسیم  
 چو سودار ز دیبایش پالاں بود  
 نشاید بخجالتش آراستن  
 که باشند در بزم که رزم جوی  
 اگر صد کند زان نکوید یکے  
 زنی داں به نزدیکے داں تی  
 بنا کرده گهستن چه حالت بود  
 مکن رنج تیغ زباں ابله  
 که از خنجر گو سپس کس نه مرد  
 نگر دی بخونری خود تیز گام  
 ولیکن خنچداں که مانی زبوں

ولی کز عدو گشت در خون غرق  
 غلیو از ازاں گشت مرد اروا  
 چو از خون نشد دست رنگین جنگ  
 تو گر بر عدو دست پائے نهی  
 ه سرانگه تو اں ز آب بریکانه شست  
 چو در خیل بدخواه لعینا بری  
 نه زیباست بر مرد با ترس بیم  
 خرمانده کز زرش نالاں بود  
 چو کاهل بود ناقه در خاستن  
 ۱۰ بسا خود نمایان بهیوده گوی  
 کسی که مردی بود اندکے  
 ز نیروی می لاف کردن زنی  
 چو در کرده گهستن خجالت بود  
 چو تیغ ندارد زباں در مضام  
 ۱۵ بشمشیر پولاد به دست برد  
 بگر کرپے خود نمائی و نام  
 که جنگ پرهنز باید سنزوں

چو کار او نقد کار کردن نکوست  
 که نماید فن سوزن از تیشہ  
 شود شیر بجای در دست بود  
 که دشوار دیدن تو آن دی شیر  
 ز بے سنگیش با پر آید سنگ  
 عدد را قوی کردن از رانیست  
 سلامت ہد مزد انجام خویش  
 ز بے دستی خود در آید ز پای  
 بود ما زیانہ کف تیغ تیسہ  
 کہ دشمن بے سیلے سازد دست  
 کہ شیرش بناخن کند پست وزن  
 بہ تنہا کی پیش صد چون بود  
 کند تیغ تو خصم را یادری  
 بود جوشن تیغ شاہاں سپاہ  
 چو یک شعلہ باشد نیار دستا  
 چو بادہ شود چون توانی شکست

دلیری بہ ہنجر کردن نکوست  
 ہنجر کن ساز حسر بیشہ  
 بجای کہ ہنجر باید نہ زد  
 نہ آساں تو آن رفت پیش دلیر  
 ہ شتابندہ کش نہ باشد درنگ  
 درنگی کہ آن نیز بجای نیست  
 شتاب و درنگی بہنگ کام خویش  
 دلاور کہ نہ بود سلاح آزمای  
 چو کوشندہ در کیں بود خصم نیز  
 ۱۰ چہرہ اباید آن ترکش تیغ بست  
 بزرگی چہ بینی بشاخ گوزن  
 چو لشکر بود نصرت افزون بود  
 چو دلت سبک نیست در داوری  
 سپہ ابو تیغ و جوشن سپاہ  
 ۱۵ فردزاں شود گر چہ تشر ز بہو  
 یکی تیر کا سانش دانی شکست

ولیکن ہمہ گوش اند قتال  
 مشوشیر گیر از کند و کماں  
 بر زم از ز فیروزی آید شمار  
 و گریار نہ بود لطف بابتے  
 ۵ دلیری کہ نصرت بود یار اُو  
 از اُو می شیرست ہیبت فرا  
 نہ ترسد ز پنخچہ آہو کے  
 نہ ہے دولت مرد فرخندہ غم  
 نیاید ز جہد ایں سعادت بحیب  
 کہ ناکہ پدیدار گردد ز غیب

۱۰ حکایت بادشاہی کہ بنام سنجر کوس میزد و نویش

بہ نوبت گاہ سنجر رسانید

شنیدم کہ سنجر ز سجت بلند  
 از آنجا کہ رایت بر اختر کشید  
 ۱۵ رسید او ہم از پیش بر غم جنگ  
 برود اندر از گرمی آفتاب  
 چو شد بر بسی ملک فیروز مند  
 سوی خسرو روم شکر کشید  
 بگر آئے اندر میاں بود تنگ  
 بد اں آتش تیز میداد آب

خروشیدنِ نادانشِ بگوش	رسید از صفِ نجر سخت کوش
دونده چو آهو هفت ره چوشیر	شبه رویان داشت فحلی بزیر
که کوشنده را بست از کف عمال	به تندی درون اندیکسرهاں
به بنگاهِ خصم آشکارش برود	بیک چشم زد تا کارش برود
بدانیش اید در بند خویش	چو سنج ز بخت برومند خویش
بشکرانه فتحش آزاد کرد	از آن فتح از بس که دل شاد کرد
گرت فتح باشد خود آید دواں	تو مردانه کن رخسِ همت دواں
در آغوش تست آنچه داری نیایا	گرت هست بازوی همت در آ
خود افکندی اندر صفِ شکست	و گرت همت بر شکستن زشت

کنند افکندنِ سکندر در خرگاهِ کره شمس یعنی کنیزک

چینی را ن طویله طویلش بسته ربارگاهِ حشمت خویش  
 آوردن و کشادنِ سلاح نازکیش را معلوم گردانیدن  
 و نوازش کردن میدان یافتن آن ماهِ لطافت جولان  
 خویش را دست پانهادن حیران شدن اسکندر در نزاد صحیح

# او و او را از برای خویش خوش کردن

گهر سنج تاریخ اسکندری  
 که چون گشت غزم دوزخسودر  
 همه شب در اندیشه کارزار  
 چو صبح از افق تیغ بیرون کشید  
 در افکنده شب ز نظلمات نعل  
 سکنه جهانگرد کشور کشای  
 صطراب سنجان موزون تکیا  
 ۱۰ بوقتیکه با فرخه یار بود  
 بر آمد بر آهوی توسن دلیر  
 بگردون شد از نامی زین خوش  
 دگر سوی خاقان لشکر شکن  
 هزاره ز در آمد بهر دو سپاه  
 ۱۵ علم سر ز عیوق بر ترکشید  
 بیابان همه بلشیه شیر گشت  
 ز لر ز زمین زیر قلب رواں  
 چنین سخت از خامه دُر دری  
 که باید بکوشش لکر کرده نپست  
 نمودند تا روز ترتیب کار  
 همه دامن چرخ درخون کشید  
 پوشید خورشید خندان لعل  
 به آرایش لشکر آورد رای  
 باندیش گشتند ساعت شناس  
 نظر با بطالع سزاوار بود  
 چو خورشید رنشنده بر پشت شیر  
 بدریای لشکر در افتاد جوش  
 چو کوهی سرفراخت شد تیغ زین  
 روار و بر آمد بخورشید ماه  
 سنان چشم سیان را کبرشید  
 جهانی پراز تیر و شمشیر گشت  
 در اندام گاد آرد گشت استخوان

نفسِ اور دنِ گلوراءِ لبت  
 کہ سیارہ گم کرد خود را بنجاک  
 گلین آسماں شد ز میں آہنیں  
 کہ بے بند عالم نگینِ در چو میغ  
 ہماں آب بدخواہ را تا بسر  
 چو دریا کہ بادش در آرد ب موج  
 ہو ایزر میغ و زمین یز برق  
 جہاں گشت پر سوسن و برگ و بید  
 شدہ پُرسد گنبد لاجورد  
 ترزلزل در افکنندہ در کوه و دشت  
 ز طوفانِ آتش رواں کرد آب  
 ستارہ بروں ریخت از ماہ نو  
 اجل را شدہ دستگاہ فرخ  
 شدہ چاشنی گیر جانِ ہنرناں  
 چو طفلان نے بارگی ساختہ  
 زرہ ہرزہ پشتِ روئیناں  
 شدہ ہر مرد بد زحہ خول  
 فرو بستہ راہ سلامت بنجار  
 بیابانِ نیستان دگلزار بود

غبارِ زمیں کلمہ بر ماہ لبت  
 چنان گشت وے ہوا گردناک  
 ز موجِ سلاح و ز گردِ زمیں  
 یلاں بند بر لبت بر آبِ تیغ  
 ۵ رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا مگر  
 سپاہِ از رہ موجِ میغِ در بوج  
 بدریا کے آہن جہاں گشت غرق  
 ز روپین و پیکانِ سبز و سپید  
 ز بانگِ حسیونانِ گنتی نورد  
 ۱۰ اخر امیدنِ بادِ پایاں تکشت  
 عرقِ کردنِ تو سنانِ در شبتا  
 شہارہ کہ زد غسلِ ہنگامِ رو  
 نماندہ اماں زیر پر وزہ کاخ  
 نفیرِ زہ از چاشنی تمہاں  
 ۱۵ بلا زینِ بناوک بر انداختہ  
 گرہ بر گرہ دستِ پیکانِ زناں  
 ز خشنیدنِ خشتِ جہرِ آگول  
 ز ہر سوسناں ہائے خارِ اگرزار  
 ز تیر و سپر ہا کہ بر کار بود

چنان کز تہ برگ نیلو فر آب  
 ز دیدہ بصر می ربود از درفش  
 فلک اپرا ز خنک کرده طاق  
 دلیراں بر شفتہ دیوانہ دار  
 گیرزاں شدہ رحمت از سینہا  
 پدر شتہ خون من ز نذ خویش  
 رسیدند در سب لو گاہ مصاف  
 ز ریوند گسلی کمر بر میاں  
 بر آوردہ یک رویہ تیغ دورے  
 دوالِ عنان کردہ درخوں گرو  
 ساتھ شدہ خونِ مصری مباح  
 شدہ گردش از خشت آہن حصا  
 بجاں ایستادہ پس پیش او  
 بجوش آمدہ ہچو دریائے چین  
 بخوں شتہ چون چشم فرخاریاں  
 امیر ختن سوئے چپ گشت راست  
 تبت السوئے جنح اتفاق  
 بگردش صفے بستہ ترکاں چوکوہ  
 سلامت شد از راہ بر خاستہ

بزیر سپریغ رخشاں تباب  
 و خشنده شمشیر ہائے برفش  
 خرو شیدن کوس روئینہ کاس  
 سپ از علما شدہ سایہ دار  
 برسیتہ نوشدہ کیسنا  
 جدا گشتہ لہما ز پیوند خویش  
 دوشکر نگویم کہ دو کوہ قاف  
 سوئے میمنہ در صفتِ رو میاں  
 قباد از سوئے میسرہ گرم پئے  
 دوالِ ملک زریزک پیش رو  
 برو از خیل من رنگ از جنح  
 بقلب اندر اسکندر نامدار  
 گروئے ز پیوند از خویش او  
 صفِ چینیان نیز بر غم کیں  
 یزک اردر پیش تا تاریاں  
 سوئے راستاں کرد فقور خاست  
 قراخاں ساتھ شدہ سخت ساق  
 بقلب اندروں شاہ توران گروہ  
 چو گشت از دو جانب صفِ راستہ

ز صفت سکندر بروں راند خیش  
 سپاہے شکستے بیک چو بہ تیر  
 بگوہہ زدہ ہر دہ پیچ کند  
 نہ شیرش بچشم آمدی ڈی پلنگ  
 ہی کرد جولان دینخواست مرد  
 کہ فیروزی از ولایت در جلہ کار  
 کہ شمشیر او باد باستج جنت  
 ز پولاد ہندی سخن یاد کرد  
 سوائے غریبم دریں مرز بوم  
 کہ نزل غریبی کند جان بخش  
 در آید بسم اللہ لیک مصاف  
 بروں آمد از چینیان سرکشے  
 ننگی بدست از دہاے بزیر  
 ترسید از درومی کیسنہ جوی  
 سنا نہا بیک دیگر اندختند  
 خراشے نیامد کسے را درست

سواری بگرمی چو سوزان د خیش  
 فرنگیش نامی کہ در دار دیگر  
 کشان در زمین نیزہ ہر دہ بند  
 پلنگینہ پوشی کہ در روز جنگ  
 ہ بر آئین مردان بصرین نبرد  
 نخست آفریں کرد بر کردگار  
 پس انکہ دعای جہاندا گفت  
 وزاں پس نباں تیغ فولاد کرد  
 کہ از موکپ لشکر آرای روم  
 ا گرامی کشد دل بمہمان خویش  
 کسانیکہ ہستند ازین فن بلاف  
 چورے بدینساں دید آتشے  
 بتنگوی نامی چو عنترندہ شیر  
 بحلہ سوی رومی آورد روی  
 ۱۵ عنان در عنان ہر دو دختہ مند  
 چو بودند در ہنرمند خست

نمودند بسیار جولاں گری  
 ز نیزه به شمشیر بردند دست  
 بدشمن فریبیل روم زاد  
 بدبنال او چینی گرم کین  
 ه چون نزدیک شد تا تیغ چو برق  
 در انداخت و می کیانے کند  
 چنان کندش از بازوی زد ناک  
 بهمیرفت پویاں یل شیر گیر  
 به اسکندر آمد سوار دلیر  
 ۱۰ ملک اخو دآن فال نستخ نمود  
 بسی گنج دادش بفرزندگی  
 چو لشکر بدید آں نوازش گری  
 برون آمد از میمنه بر پدے  
 بر جوشنه سبز چوں نوبهار  
 ۱۵ حامل در افکنده تیغ بدوش  
 کماں بسته و ترکش آراسته

کسی را نبود از همت برتری  
 هم از هر دو تن باریست سخت  
 گریزاں شد از پیش چینی چو باد  
 ز گرمی با برود در آورده پس  
 گریزنده را از جسم ریزد نفیق  
 مگر گاه چینی در آمد به سبند  
 که بر بود از باد و دادش خاک  
 به خاک اندردن شیر جنگی اسیر  
 لشکار خود افکند در پیش شیر  
 که فتح اول از سوی او رخ نمود  
 غنی کردش از گنج بخشندگی  
 بکین لشکری گشت هر لشکری  
 پراز آتش و بادش آب گلے  
 بزیر بلقے تند چون روزگار  
 حریرش بر سر چو پر سر دوش  
 جواں شیری از نیتاں خاسته

چو آشفته دیوے بدیوانگی  
 خدا را چو در دل نیایش نمود  
 بس از پیش دستی سخن پیش کرد  
 که لشکر شکن طرد روی منم  
 ۵ بهم دوزم از شست پیکانهای  
 که دارد سر من بکین گیتی  
 چو زین گفتن پرستی گشت مرد  
 فرس اند بر طوچون اژدها  
 بیک ضربتش در عدم راه کرد  
 ۱۰ اگر چینی تاخت مردے بجنگ  
 به تندی بر آورد بالای دوش  
 چو بر طرد شد تا شود مرد کوب  
 بشمشیر تا دست یار و شتاب  
 برون تاخت دیگر سواری دلیر  
 ۱۵ قلم کردش از تیغ سرتاز بن  
 بر نیگونه تا هفده ترک دلیر  
 در آمد میدان فرزانگی  
 خداوند خود را ستایش نمود  
 حدیث تو مندی خویش کرد  
 که در حمله لشکری بشکنم  
 بسی چینیان اچو چینی قبای  
 که تا بے سری بنید از همسری  
 سر اندازی از چینیان گشت فرد  
 دلاور نکردش سیدن ها  
 اجل ابد در راه کوتاه کرد  
 بدانسان که بر صید ماهی ننگ  
 یکی گزشتش پیلو و هفت جوش  
 که کوبش آهن برون شد خوب  
 ز شمشیر طردش گزشت از سرب  
 برونیز شد طرد بازنده چیر  
 نبشتش ز خون حدیث لم کن  
 ز پولاد هندی در آمد بزیر

نیاید برون تا شود کیسینه توز  
 دلا و سواری ز پهلوی خویش  
 کز آسیب او کوه کردی خرام  
 چو بر پشت طاؤس باز سفید  
 سلاحی که کار آید اندر مصاف  
 کشیده کماں سوی او شد چو شیر  
 ز پولاد حبت و جبار رسید  
 برون اندر خش سبک پانجمی  
 که از باد پیا او فگندش بگرد  
 چو سردی ز پولاد کحلی ز موم  
 براو نیز شب گشت زخنده زو  
 بیک جنبش او نیز در خاک خفت  
 ز یک مرد چینی آمی شد ز هوش  
 که در معرکه پیش اند فرس  
 چو آتش بر افروخت چون یخ نشد  
 برون تاخت او هم سپیدار شام

و گر چنین و تا که نیم روز  
 فرستاد خاقان بنیر و می خویش  
 نبرد آزمانی کینفوس بنام  
 برون آمد آزاد سردی چو بید  
 ۵ ز بهر هنر تهنه از هبلان  
 بچشمش نیار و طرد و لیر  
 نبنگند تیر و نه بر جبار رسید  
 بل چینی از جوش صفرا می  
 چنان دسان رتی گاه طرد  
 ۱۰ رواں شد یکی دیگر از قلب موم  
 بیک ضربت نیزه سینه دو  
 دلیر افکنی دیگرش گشت جفت  
 چنین تا چهل رومی سخت کوش  
 دگر تیغ کس انیاید هوس  
 ۱۵ سکند که دید آن چنان دست برد  
 چو شمشیر خورشید شد در نیام

ز شب سایه بر چرخ و الارسید  
 دو لشکر ز کوشش عنان فتهند  
 طلایه برون شد ز هر دو سپاه  
 سکندر که ز انگونه فیروز بود  
 ه که فردا که پیش اند بچنگ  
 حرفیاں در اں بازی اندیشمند  
 وز اں سوی خاقان بس چیرگی  
 همی کرد بخشش سر انداز را  
 اگر خفته و گر چه بیدار بود  
 ۱۰ چو در گنبد آمد براق سپهر  
 چنان خور و شب ز غلطات دم  
 دگر بار شیران بجوش آمدند  
 کشیدند از قاف تا قاف صف  
 ۱۵ دو خسر و میان دو قلب سپاه  
 هان پر دل دینه بر ستم کار

علم زیر شد سایه بالا رسید  
 سوی جنگه خویش نشانفتند  
 نشین چون بدخواه را بست راه  
 همه شب در اندیشه روز بود  
 که پهلوزند باد لاور ننگ  
 که بر پیل باسیت بسیق فگند  
 شتابند در خون لب و خیرگی  
 همی داد دل مرد جان باز را  
 همه شب در اندیشه کار بود  
 بهرا از ریز بیار است پهر  
 که نعلش بنفیت دو مسمار سم  
 بشیر فگنی در خروش آمدند  
 بکوشش نهادند جانها بکف  
 چپ راست گردان لشکر نپاه  
 بر انگیخت از صحن میداں غبار

۶- سن: خیرگی - ۶- ۱: شتابنده درین

۶- سن: بصدتیرگی

سنانش ز خونیر پیشینه لعل  
 چو خود را و خافتانِ حج در استود  
 سواری برود آمد از رومیان  
 بگرمی بر آه سخت چون برق تیغ  
 ۵ نگاهداری سیاهی بزیرش چو دود  
 بگردن زنی تاخت بر جسم ستیز  
 کینفوی تا زنده خم خورد و حبت  
 گذاراشد از پشتِ دمی سناں  
 دگر خونفشانی بچوں پوشش کرد  
 ۱۰ نبرد آزمای دگر جمله بُرد  
 چنین تا درید آن هنر بر چوآن  
 دگر در سر کین نینفیا دپیش  
 سکن در پر آشفست از داوری  
 ز شکر دلی بشکند خون بود  
 ۱۵ حریت را به شطرنج شد چیره دست  
 بساط دلیری که بے رنج نیست

به پولاد غرق از کلمه تا به نعل  
 بر دی مبارز طلب کج دزد  
 سپر بسته پس حبت کرده میان  
 که برق از نفس آب گشتی چو میغ  
 بر آورد دسر بر سپهر کبود  
 بنیذاخت بر گردش تیغ تیز  
 بزوزینه و پهلوش رشتگست  
 زدش بر روی رفت یکسر عنان  
 همان شربت اولین نوشش کرد  
 هم از مردی مرد مردانه مُرد  
 بنه حمله پهلوی نه پهلوان  
 که با همسر خود نند پای خویش  
 که گم گشتش از یاد و راں یادری  
 دل شکر لبش کند چون بود  
 ببا زنده چابک آر شکست  
 بازی کم از نطع شطرنج نیست

گر از یکہ باشیر دنداں کشد  
 دل از سینہ شیر خنداں کشد  
 چو بازوی کوشدگان گشت ست  
 مہین سواراں عماں کرد ست  
 بہ بندی ہر دں حبت کآر دستاب  
 بر آں موج آتش چو دیای آب  
 سر آن سپہ پورش انگیختند  
 ہمہ در عماںش در انگیختند  
 ہصد غز گفت نکامی تاج بخش  
 تو خورشید ملکی محب چہ در بخش  
 بسے دشمن دوست اند در سپاہ  
 بدیں دشمن دوست ز دشمن مگاہ  
 بود بادشاہم چو کواہ از شکوہ  
 قیامت شود چوں کنبسید کواہ  
 اگر صد سر از پایتد ز جاے  
 تو داری جہاں ابکیسر پایے  
 و کرمے از فرق تو کم شود  
 خرابی بہ بنسیاد عالم شود  
 کہ فردا شود بر عدد کار رنگ  
 بدیں داری شاہ را دہتند  
 چو در پردہ خواب فت آفتاب  
 مکمل شد این نطع نیلوزی  
 دو شکر سے خانہ گشتند باز  
 ۱۵ طلایہ رواں شد بگرد سپاہ  
 بتاقتی بہ پیرامن بار گاہ

۹- سئل: اگر صد سر پایتد ز جاے، تو داری سر اسر جہاں ابیایے

۱۵- سئل: بادشاہ

شد از گوشه گیری فلک گشته گیر  
 ز چشم بداندیش میخورد خون  
 بسود او صفر از رنگ برنگ  
 همی کرد آشام ز دین و تیغ  
 طمع بر گرفته ز جان عسیر  
 که بدخواه را سر بجا آوردند  
 در زناخت بگرفتگر مکنند  
 چو پیشانی پیل شگرف وار  
 زین کرد چون عرصه گاه نشو  
 شد از خانه زین بصدق پیل  
 نهب حریف از دشمن بسته  
 به تندی چو شیران پنجپیر گور  
 قضا را به سلیم داده غنا  
 بسختی پے افشرده چون کوف  
 حریف از دد سو یکدگر مردخواست  
 سپرد پس در عچینی بدوش  
 فرس نخته و خام برگستواں

بمه بر شد از پاسبان نفیر  
 همه شب سکندر بجوش اندر  
 همی گشت زان دشمن خیره چنگ  
 ز گرمی برانگونه کز برق میسغ  
 ۵ ز خجالت لیران در گاه نینز  
 بر آن دل که مندر اچه ساز آوردند  
 چو اسکندر صبح بر شد بلند  
 شد از رنگ سرخی سر کوهسار  
 یکم ز سپه ارسین از عسیر  
 ۱۰ بغرمی که بر فتح گشتش دلیل  
 سوی رزم گاه آمد آراسته  
 دگر جانب اسکندر شیر زور  
 نه سم از خدنگ ند باک از نسا  
 بختید و آمد بسو مصاف  
 ۱۵ چو شد هر دو شکر بر تیب بست  
 بر ز دیکه چینی سخت کوش  
 خرد پیر بود دمبار ز جوان

بگردن بر از بهر گردن زنی  
 نمود اید عوی فرادان نمود  
 بر آورده تا آسمان بیگله  
 باز دی پولاد روئین تنه  
 که کبشادی از نسیفه کوه ناف  
 بسر ناخچی نینر خورد استوا  
 هم این خفت بر جای کال هم خورد  
 بجا بوده دهر دورفته بجای  
 بصحرای کین رفت و پرواز کرد  
 که بے ستون بر ستون داشته  
 زده جامه در ماتم خود به نیل  
 که هم جوشنش بودی هم کفن  
 سناں بر سرش سته چون برگ بید  
 ز لرز زمین زیر گرد آمدند  
 سرش را در آینه گمش کرد گو  
 زجاں پاک گشتند چون نقش چین

ز پولاد چسب ناخنچه ده منی  
 در آمد بیدان و جولاں نمود  
 بروں آمد از قلب و می یله  
 بزور و توانائی آهر منی  
 ۵ یکی حربه در دست خارشگان  
 رسید ز دال حسره نماند  
 هم اور اسل از نپا ح آمد بگرد  
 فتاده بیک جا دور زم آزمای  
 ز رومی دگر بفرساز کرد  
 ۱۰ عمودی بگردون بر سرشته  
 بر او تاخت چینی سواری چو پیل  
 قزاقندی از رق کشید بتن  
 یکی نیزه بید برگ سپید  
 چو بر یکد گردن برسد آمدند  
 ۱۵ به سختی که ز دوروی سخت زور  
 بر اینگونه ده پینی تیز کیس

دگر تا شب از چپینیان بول  
 سپر چوں بر آب او فگند آفتاب  
 شب تیره در صحن زنگار گوں  
 دوشکر به بشکر که آمد فراز  
 ۵ سکندر از آن خیر گهای بیش  
 چو شب پر سپم خویش در خون کشید  
 شعاعی که رفت از آفاق تا بدور  
 دو در یاد گر باره جو شند گشت  
 از آن سیل کافاق را در گرفت  
 ز جو از نگه رویاں بید رنگ  
 ملوکانه ترتیب آراسته  
 بگفت کرده قلابی الماس گوں  
 میدان شد چالش آغاز کرد  
 چو شکر سکندر به آواز گفت  
 ۱۵ قرانام پسنی یله پرستینز  
 همی خورد در جبان دمی دینغ

بمردی سوائے سید مدبروں  
 بر آورد مدہ نایح خود ز آب  
 چو ہندوی نایح زن آمد برون  
 یکی ستر گوں دیگری سرفراز  
 شکبیا شد و نختے آمد بہ خویش  
 زمین طاسِ خورشید بیرون کشید  
 بزد نیزہ بالا سنا نامی نور  
 بہر سوی سیلے خرو شند گشت  
 کراں تا کراں فوج و لشکر گرفت  
 کتابوں رومی برون شد بچنگ  
 چلنگے ز کوہ روان حاستہ  
 کراں سپل اور کشیدی نگوں  
 بہ تحسین خسرو زباں باز کرد  
 بنام آوری نام خود باز گفت  
 اجل از باں دادہ از تیغ تیز  
 بگردش درآمد چو بازندہ منغ

بیتغی که بر وی زرد از زور دست  
 چنان دمی انداخت قلاب را  
 بزخمی گریبان گمش خاک زد  
 قرار او در خود تیراری نهاد  
 ۵ ازاں است زخم کز آنکس گشته  
 دگر زهرنی کرد زان سونش آب  
 برینگونه تا سینه ده پیل مست  
 دگر راست بازی نکرد ایستاد  
 چو قلاب سیم از کین زد هلال  
 ۱۰ شهاب از سر سینه دیوسوز  
 دو شکر بمنزل شدند از مضاف  
 همه شب غنودند تا صبح دم  
 جهان چنین تشبیه با هر سریت  
 بطا ازیم چون سازد آوارا  
 ۱۵ به تشویش جان دهب استمرا  
 دگر در زکاشتر بر دل ماخت

قز اگند برید و اندام خست  
 که چون بزور آویخت قصاب را  
 بیالابر آورد و بر خاک زد  
 دگر بقیراری فرسایش نهاد  
 شد او نیز بر کنگر آویخت  
 شد او نیز زان جنبه کز بجا  
 بزخم کزک است در خون نشست  
 که کز باز را کز تو اند نهاد  
 بخون غرق شد ترک چینی جمال  
 شد تشن فگن در سیلمان روز  
 گروهی بخلت گروهی بلاف  
 ازیں سونشادی ازاں سو بغم  
 که رنج یکی راحت دیگر سیت  
 نوای پچادک بود با زرا  
 ملک آماناشا سگان رانسکار  
 یک اسپه روان شد بر وی سپه

کمان مہ نو کہ شد عجب تیر  
 د و ضرود گر بارہ گشتند تیز  
 کشیدند صفہا ببرد انگنی  
 ہماں پیل جنگی کتتابون گرو  
 ہ بستش ہماں روح قلاب دار  
 ہماں سر فلکن باخت از چینیاں  
 بہ تندی فرس برکتابون فکند  
 کتابون در انگند قلاب را  
 چناں تیغ زد چینی تیز کرد  
 ۱۰ چو قلاب آ قلبہ زد چناں  
 بزد برکتابون چناں برق تیغ  
 رگ گردنش موج زد برنش  
 کتابون گلابی ز شمشیر چاک  
 خروش از صف چیں آمد بند  
 ۱۵ مہ و میان چیں چناں دید حال  
 بدل دادن شکر ناشکیب

کشیدن نیار است گردون پر  
 سلامت شد از چار سودر گریز  
 ز روئیناں شد زمین آہنی  
 غمان نبرد اژدہا را سپرد  
 بخونریز ہم ششہم آبدار  
 کہ سپیش از ان و پیشینیاں  
 ز حملہ ترزلزل بہ ہامون فکند  
 کہ برسل آتش زند آبار  
 کہ خطہ قلم گشت در دست مرد  
 کہ ہم نیزہ بیکار شد ہم نساں  
 کزد خون و ان شہ چہ باران زمینغ  
 ہمہ خون او کرد در گردنش  
 ز توسن بغلطید در خون و خاک  
 دل و میان خستہ گشت از گردند  
 کہ لشکر ہر اسندہ شد زان خیال  
 گراں کرد بر خنک خلی رکیب

عنانش گرفتند کردند جهد  
 به پروانگی کار بر ما گذار  
 چرا خجسته بید شدن با زرا  
 ازاں پس تو دانی و شمشیر  
 به فیروزی شاه باشد دلیل  
 سخن تاز کردند از اخلاص شاه  
 فروزنده برگشته ازاں آب نیز  
 قدم پیش ز در راه جوینده  
 دل خصم را داده زان شو شیر  
 فرس جنگ برگستوانش سیاه  
 کمندی بکفت کرده چون اژدها  
 شکست خود از خاطرش دُر بود  
 که جوشش دلش ارضا کرد کند  
 بگردنگی گشت چون وزگار  
 که کند ازین آن خسروانی درخت  
 نهر میت بقلب بداندیش برد

بخوازش گری نامداران عمد  
 که شاهاتو شمع مجه چون شر  
 چو باشد بے باشه پروازرا  
 گراز ما بر آرد جهان رستخیز  
 ۵ و گر جامه دشمن نهتد به نیل  
 بے زین نمط گردن ان سپاه  
 چو بود آتش لفظ را شعلیه نیز  
 عنان بستند داد پونیده را  
 چو شیران به محنت بسلت لیر  
 ۱۰ تبارک ز پولاد سبزش کلاه  
 بقامت یکی جوشن بے بها  
 جو اندر پیچنے که معن دُر بود  
 نه کرد التفاتے بران شیرتند  
 بگردش درآمد کند ربحار  
 ۵ کمند آن چنان کرد بر تاب سخت  
 کشانش سوی لشکر خویش برد

بر آمدی غلغل از رویاں  
 چو خاقان چنان دید رفت از نگاه  
 به تندی سوی رویاں حمله برد  
 سکنه چو بدخواه را گرم دید  
 ۵ سیلماں شد باد را راند زود  
 سیلماںش بی چو خجسته کشید  
 صفیوم را تیز آواز داد  
 دو دریای جوشان بزم باز خورد  
 سواران عنان در عنان تاقتند  
 ۱۰ ز بس یکدیگر چاشنگینختند  
 غمگوس کاش را منش از دل بود  
 دهن ان تہی مغزے کا ندرت  
 ز جوشش درون مرد را پیے بر پی  
 ہراں تیر باران کہ آمدند و  
 ۱۵ ز باران تیر و ز تیرا بستن  
 دو روزن کہ پیکان ز ہر تن کشاد

بخون چست کردند ہر سویاں  
 بجنبید باشکر ہچو کوه  
 بخونیزی و کیں کشی پی فشر د  
 بکوشش نہ ہنگام آرم دید  
 چه بادیکہ ہم بود ہوسم باد  
 فرو رفت خورشید را بر کشید  
 فرس ابجولان عنان باز داد  
 قیامت د رفتنہ را باز کرد  
 یلان دبر و سیر تفتافتند  
 زمین و فلک با ہم مٹختند  
 در آنگذ غلغل سحر کبود  
 سخن گفت بافتنہ در زیر پوست  
 ز ہر سوی خون جبت بر جای خوی  
 پلارک ہی گشت و جاں می رود  
 بناہای گل زخمنہ شد بی دینغ  
 دو دروازہ مرگ در تن کشاد

سبک مرگ مهاں شد از یکدش  
 ز شمشیر چاک و سنگ تاناک  
 طاق سراز گرز فولاد بند  
 مشک شده سینها از نال  
 ۵ ز غلیظدن کشتگان در مصاف  
 سراسر شده روی صحرا چسپین  
 بهر سوز آواز زان غمگس  
 ز تنهای صد پاره و شاخ شاخ  
 هر اسندگان ادرال ریختر  
 ۱۰ بکوشش دیران شمشیر گیر  
 سکندرخود آشفست چون اژدها  
 بهر حمله گز خشم بر زد سهری  
 بران تن که ز ذخیر کینه کوش  
 بهر سو که شمشیر او کار کرد  
 ۱۵ چو دشمن دوی در غیبتش داشت  
 چو خاقان نگه کرد کاس پیل زو  
 بیرون رفت جان از در دیگرش  
 برآمد زهر جابنی چاک چاک  
 همی خواند اجل را به بانگ بلند  
 بلا زان مشک تا شاکن  
 شده پشته پر پشته چون که مین  
 ز بس نقش بجای چو دیبای صین  
 شتابان شده کرگسان آسمان  
 شده طعم بر برگ در و فرباخ  
 شد از سیل خون بسته راه گریز  
 بر غمت دوان پیش شمشیر قهر  
 عنان کرد بر صید شیران با  
 تنگانی در انکند در لشکری  
 روان شد سرشس پای کوبان زو  
 یکی را دو کرد و دو را چار کرد  
 زمانه سرشس اهان پیش داشت  
 بسی شیر را کر همسان گور

چو ابری که آید بریای نیل  
 که در شیر خنگی بر آرد شکست  
 چو طوفان آتش تباراج موم  
 که از پیلانان بر آید نفسیه  
 که شد غرق در کوه آهن سنان  
 به آزر دگی راندر و تافته  
 شکست آن شکر قلب خاشاک  
 در افتاد شکر بدنبال شال  
 که مرد اندک روز بنگاه بود  
 بفریوزی بخت رست از قصاص  
 کجا رسته گشته در آن دوری  
 که بهنگام سختی نیاید به کار  
 به آسانیت خود من روان بود  
 که بے یار کار نه نگردد تمام  
 بیک سنگ تو او غلت کند

به تندی بران پل ترین اند پیل  
 در انداخت خردم را پیل مست  
 دو دیدند فوج دلبران دم  
 کشتند از آن گونه باران تیر  
 ۵ دوالی ملک نیزه زد چنان  
 شد آزرده پیل شکن یافته  
 در افتاد در شکر خوشن  
 چو دیدند روی سران حال شال  
 تعاقب نمودن نه از راه بود  
 ۱۰ سکندر در آن مطرح بی خلاص  
 زیار آن گمش نامدی یادری  
 چه کار آید آن یار ناسازگار  
 بدشواریت یار شایان بود  
 بهر کار بے یار مگذار کام  
 ۱۵ نه بینی که در کار گاه حساس

۳-س: قوم ۵-ق: دانی

۴-س: آن همه ۱۲-س: مردی

۵-۱-ق: نتوانی جو کرد اس

مرا با تو چون کافر رفتی چه کار  
 دور دیدیم ہمیں رفت شمشیر تیز  
 فلک سرمه در چشم ستاره کرد  
 حریر معنبر پوشید ز و و  
 بہ تدبیر در حیلہ ساز آمدند  
 یکی نوحہ مردہ خویش کرد  
 یکی در رہ غائبان چشم داشت  
 یکی زندہ باز آمد اما بہ مرد  
 بخلوت گہ خسروی کرد راہ  
 دروں خواند تا پارسدش ہر گاہ  
 سلاح و سلب ہم بر آئین خویش  
 زرہ از تن و خودش از کمر کشند  
 بزیرش چہ بیند ما ہر تمام  
 کہ دروے نظر خیبہ گشتی ز نو  
 پری را در دشتش ادہ رد دہری  
 خود افگند ز بخیر در پائے خویش

چو کار افتد حاجت آید بسیار  
 ہمہ روز تا شب در آن رستخیز  
 چو خورشید برقع بر خسارہ کرد  
 کشید آسمان بھمان کہ بود  
 ۵ دولشکر ز خون ریز باز آمدند  
 یکی خستہ را مہر ہمیش کرد  
 یکی شب زانیت غایت گذشت  
 یکی پریش خستہ را پے فشرود  
 سکندر چو باز آمد از رزم گاہ  
 ۱۰ ہنر برے کہ خود بستش اندر سکار  
 جو اندر در ایستہ بردند پیش  
 سلاش بہ فرمود تا بکشدند  
 کشادند چون پوشش ابر فام  
 ہشتی و شے ز شک غلمان دُور  
 ۱۵ فریبندہ بازی گرے چون پری  
 ز زنجیر زلف سمن سائے خویش

بناگوشش از برگ گل تازه تر  
 چو باغ شگفتہ لفظیل ہمار  
 غزلے زہر غمزہ شیرانگے  
 سراندا از چشمے چو ترکانِ نست  
 ۵ کرشمہ باغزلے خونِ کردنش  
 زہر خندہ شورے انگینتہ  
 دہن تنگ لبہائے یاقوتِ رنگ  
 سکندر نگہ کرد چوں سوئے او  
 تماشای او دید و بخویش گشت  
 ۱۰ گے از بخودی لعل خنداں گزید  
 عجب نازانِ ادوری تابدیر  
 نہ آہو عنتر الی چو خورشید بود  
 چو دریافت سررشته عقل و ہوش  
 بدو گفت کائے شمعِ خوبانِ چین  
 ۱۵ بگو تا کی دوزاد تو چسیت  
 اگر مردی این حسنِ زریب از کجاست  
 سُرخ از مشتری عالی آوازہ تر  
 پراز لالہ و سوسن و سیبِ نار  
 ازیں شوخِ چشمے و چٹک زنی  
 زہرِ عمرہ دور باشی بدست  
 بے بارِ خونِ دادہ در گردنش  
 زہر ہونے جانے در اکوختہ  
 جہانِ نمکِ دُمنکدانِ تنگ  
 فرد شد بہ لظتِ ارہ رے او  
 کش از پیش دیدن ہوسِ تگشت  
 گے انگشتِ حیرت بندانِ گزید  
 کہ آہو چگونہ شد آن شترہ شیر  
 کہ روشن تر از جامِ حشید بود  
 طلب کرد گوہر ز گوہر فروش  
 غلط گفتم ام کافاب زیں  
 بدیں نیکوئی کار ساز تو کسیت  
 بشاخِ گلت نار و سیب از کجاست

کہ از تاپ او شیر درخوے بود  
 کز وزادہ شد چون تو نیک اشترے  
 بنفشہ شد آزاد سرد جوان  
 بساط دعا را پرا زفت کرد  
 فلک از تخت تو معراج باد  
 ز سہم تو جان عدو کا سہ  
 جو ابے ندا نم بہ از راستی  
 کہ در خاک چین قامت آستم  
 یگانہ بچندیں ہنر ہاے جنگ  
 ندیدہ کے پشتا در مصاف  
 یکے صد کند زور بازوے مرد  
 بہ تعلیم گوشس مراد ادیب  
 کہ چون من نہ شد دیگرے کامگار  
 مرا برد بہر تماشاے خویش  
 کہ آست ز نگہ داشتہم جاے او  
 یکے راز صد بے بردہم

و گر زن شدی زن چنیں کہ بود  
 ہزار اشیریں بر چیاں ماوے  
 بوسیدن مسند خرداں  
 پس از پستے نخے شکر ختہ کرد  
 ۵ کہ شاہ سرت زیور تاج باد  
 بہ فیروزی اقبال آراستہ  
 زمین باجرے کہ در خوہستی  
 من آن نازیں سہ نو خاتم  
 پدر داشتہم چون دلاد رنگ  
 ۱۰ بہ پیکان چون موے خار انگاف  
 بر آن دست بردی کہ گاہ نبرد  
 زرنیہ نہ بودش چو فرزند پیچ  
 چنانم در آموخت آئین کار  
 بر نے کہ شد پیش حمتاے خویش  
 ۱۵ چناں کردم اول تماشاے او  
 طریقے کزد در نظر داشتہم

چو من آہوے را بشیر افگنی  
ترا جلوہ کہ رخس زید نہ تخت  
بخوے نال بر نیاری غریو

دلا در نراز نر بود مان شیر

اگر شاه باشد اگر چاکھے

کنی گوہر خویش را دست سا

بہ نریج خوشت دروں آورد

جز از شیر مردے نگفتم سخن

ہنر ہائے میراث بر من گزاشت

بچالش گری گشت ہمتائے من

کز آسیب ہنجا بہ در خاک خفت

و گر رخت یا کشتہ شد یا گر خفت

کہ از چند تارک بودم کلاہ

کمندم بگردن در انداختی

کہ جز جہاں سپردن دیدم خلاص

کہ گشتم چو تو خسروے را کینز

ز بس چیرہ کرد از دلیر افگنی

بہ اندر ز فرمود کائے نیک نخت

تو مردی نہ زن تا ز دوسواں دیو

بجائے کہ باشند مرداں دلیر

۵ ہ گرت خواستگار آید از ہمسرے

نخوہم کہ نا کردہ دست آزا

کے کت بمردی زبوں آورد

من از پند آں کار دان کمن

چو اورفت دوران روشن گزشت

۱۰ بسا نامور کز متائے من

غورش خنایں کہ با خاک خفت

کے بر من از کینہ زخمے نہ نخت

ملک نیز دیدست در رزمگاہ

تو خود چوں بہ پیکار من تاختی

۱۵ چناں بانگ زد بر من اقبالِ خاص

مرا میں چسپہ فرخندہ نختی ست نیز

چونید پیر بود با گوهرم ق  
 کنوں کا یزدان دُربسکِ لست  
 اگر در خورم خاص کن در نظر  
 و گر کردے تو زین تن گیر  
 ۵ دریں چارہ خاقان بے پی نشد  
 چور دزی ترا بود حلوائے من  
 ہر آن لقمہ کش دورداری گا  
 چہ خوش گفت انا کہ دیرینہ بود  
 اگر چند کوش نگهبان باغ  
 ۱۰ بسا چوزہ کز باز بودش خلاص  
 سکندر کہ ہم دختن گناہ  
 بردن ادا با ماہ ناکاستہ  
 کہ اے نازنین میہانِ عزیز  
 برینگونه کار است یزدان ترا  
 ۱۵ نکوئی و چندیں مسند در برت  
 بہ کدبانوی در شبتاں گراے  
 کہ بندندہ من بود شوہرم  
 بسکبکِ گرچوں تواند نشست  
 و گر نہ بہ تعینم بنید از سر  
 و گر کس نہ بیند مگر تیغ تیز  
 میسر نشد با منش دست برد  
 کہ یار د کہ گرد و شکر خاے من  
 ز روزی خوراں کر تو اں اشتبا  
 کہ کس روزی کس نیار د بود  
 خورد عاقبت میوہ کنجشک و زاغ  
 بہمانی گر بہ شب گشت خاص  
 تمنائے دل بردہ بودش راہ  
 جوابے بصد پوزش آراستہ  
 ز رخ میزبان دم گشتہ نینہ  
 چرا دل نہ خواہد بصد جاں ترا  
 کہ یار و حسریدن بخرا سکت  
 کہ رفے ترا بندہ شد کہ خدایے

۱- سس: گیرندہ- ۶- ق: کہ روزی کس چوں تو اں اشتبا

۹- سس: باشد- ۱۰- سس: باشد

شد از بار گه سوی خرگه رداں  
 صنم ساقی و شاه ساقی پست  
 گرازے غناں تا بد ابله بود  
 خروخت و رغبت در آمد بخواج  
 طلسم خود از پرده بیرون فکند  
 بجادد گری در بر آورد تنگ  
 شود زنده بهیوش مرده بهوش  
 دراں بهیوش گشت بهیوش تر  
 که داند بدیں گونه بستن نگار  
 که می دہنت خود را با فسونگری  
 ہی کرد اندوہ دل را دوا  
 کہ رغبت سوی خواجگاہش نمود  
 کہ یادش نماید ز خرا و سیب  
 نشاط و نظاں بود و بس  
 کہ شیرینی عیش ریزد بجام  
 کہ تلخی بے دیدم از روزگار

بگفت این دسر بود تا میہماں  
 صراحی طلب کرد و در می نشست  
 کے را کہ ساقی چناں مہ بود  
 چو گردنہ شد چند و در شراب  
 ۵ صنم غمزا را در افسون فکند  
 بر آہنگ امش طلب کہ و خنگ  
 نہی زد کہ چون حایے سازد بگوا  
 چو زان نعمت شد شاہ را گوش تر  
 ہزار افسیریں کرد بر کردگار  
 ۱۰ چناں گشت دلدادہ آن پری  
 ہمہ شب با فسون آن خوش نوا  
 چناں دل سوی عیش امش نمود  
 چناں ماند بروے گل نامیکب  
 نصیبش ز چناں با طہوں  
 ۱۵ بیاساقی آن بادہ تلخ دام  
 بدہ تا بشیرینی آرام بہ کار

بیامطر با برکش آواز تر  
 دماغ مرا تر کن از ساز تر  
 رواں کن که خشک است و دریا  
 از آن دست چون ابر باران است  
 در فضیلت فرو خوردنِ خار خاشم که لذت کاظمین العظیم  
 به کام سازد و تسایش جمولات که زبوں نفس گسسته مها  
 نشوند و چون نایقه صالح از سنگ نه جنبد

زرد لاپ چرخ آن کسان است  
 که آسان نیارند در خون شتاب  
 چو دشمن زبوں گردد احسان کنند  
 بقدرت جو امر دی جان کنند  
 ۱۰ چو مجرم بخواری شود غدر خواه  
 بر حمت کشند استی بر گناه  
 توانا پیش تو شد ناتوان  
 مزن گر چه دشمن بود تا توان  
 کرم کن چو دست تو بال تریست  
 که نجشایش از خشم و الا تریست  
 بگاہ گنہ غصه را ز خشم بند  
 که خود بد گنہ ایمن ست از گزند  
 تو امر دز آن کن چو سودا رود  
 که بی پسندی ار بر تو فرود  
 ۱۵ با مزش مجرمان کن شغ  
 گر امید داری به آمرزگار  
 ترا چون زین دال بزرگی عطا  
 تبجیل رسم سیاست خطامت

گراؤں تو قف کنی در قصاص  
 و لیکن چو قالب پر اگنہ گشت  
 چو از ہم شد این خاک زنگین دھیت  
 نگہ کن کہ تا مادہ مہر سنج  
 ۵ کہ جلا د خونی بیک تیغ تینہ  
 کجا دید قصاب رنج مشابہا  
 چہ باید بود از کس لے کینہ سیا  
 چہ بایچیناں پیکرے خواستن  
 درختے کہ عمرے بر آید بلند  
 ۱۰ گو مرد صد کشتم اندر برہ  
 چو بر خود نداری رو انشترے  
 نسوزد کے راتپ دیگر اں  
 بہر جانوز جسم جانی فرن  
 مکوش اندراں کرتے خون رو  
 ۱۵ بخوں نیز خلطے مشوقنہ دست  
 بر زم آں کے راشمر گرم خیز  
 تو اں کشتن آں کہ مذہبی خلاص  
 نیار د لبسٹرن تو زندہ گشت  
 نگر د و سفال شکستہ دست  
 براں طفل خود چند بردست رنج  
 بر آرد بیک لفظ زور ستخیز  
 تبرزن چہ داند غم باغبان  
 متاع کہ دیدن نیار شیش باز  
 کہ نتواں از دموے آرستن  
 تو اں دیکے لفظ از بیج کند  
 یکی زندہ کن تا ت خواندمرد  
 مکش تیغ برگردن دیگرے  
 مگر شپت دستے کہ ساید براں  
 چہ جانی کہ خود تا توانی فرن  
 کہ جاں باز ناید چو بیسوں د  
 ترا نیز خونے ست آخر بوست  
 کہ باہمستیزے شود درستیز

۵- ق دسل: بشمشتریز - ق: ا: دادن ۸- ق: کاستن ۱۴- ق: باہمچوشیرے شود درستیز  
 ۴- سس: کہ باشیر شترزہ کند رستخیز

بود بر برگ مرده نشتر زدن  
 اگر شیر مردی پئے شیر گیر  
 چو شد خوار اگر خشم انی چه بود  
 شتر و ارغوان مرغیلاں خورد  
 بد اں کز فزون خوردن آمد بچ  
 گلوی مشعب دنیا بد خراش  
 نه ترسد ز بخشایش دشمنان  
 نواز د چسپس خونے را بشیر  
 که صفر ابرو دین سخن ناخوشست  
 چو آتش نگیرد چه حاجت به آب  
 کز افتادگان دُور دارند کس  
 که در مانده را دست در خون نبرد  
 بر افتاده زخمی نیارد ز شاخ  
 چو پیش نشینی شنید ز تاب  
 به از مردے کوز بول کش بود  
 که زالی بود رستی بر اسیر  
 زندگرددن پہلوانے زنی

ز بول گشته رایتغ و خجر زدن  
 بدنبال آه چو پئی چو تیر  
 که غمت از خصم خوارت نمود  
 عزیزاں که خشم ذلیلان خورد  
 ۵ اگر خنجر مکرّم بود غصه سنج  
 اگر خنجر آشاد و دور باش  
 چو مرد از هنر هست مطلق عنان  
 چو مارے به بند آورد مار گیر  
 تحمل هنگام صفر اخوشست  
 ۱۰ بلطف انگه کوشش کا ئی تبا  
 بر آن نیکنجان حسرت آفرین  
 ز رستم فزون بود سحر اب گرد  
 ستورے که در جسد پدید فرخ  
 گسکه کت بخوردن در آید شتاب  
 ۱۵ ستور و گسکه کوز بول هوش بود  
 بر آن تیغ نمن کو بود تیغ گیر  
 چو در بند و زنجیر باشد تن

نہ در شیر باں از دلیری مست شو  
 کہ باشیر زنجیری آید بہ زو  
 ایسے کہ در بندت افگندہ تر  
 چو آزاد کردی شود بہت تر  
 اگر صوہ را گذاری بہ کام  
 از اں بہ کہ سیرغ آری بدم  
 چو زنجبتی آمد ہمیس حد زیت  
 بہ بی حد بخشیدن جاں کہ چیت  
 حکایت دو وزیر کہ یکی آتش خشم بادشاہ را بد تمیز کرد  
 و دیگری با ب دہاں نہ نشاندہ

یکے را از شاہان صاحب سیر  
 قوی دستے از دشمنان شد سیر  
 بہ تدبیر گفت اپنے ہتھیار تر  
 کہ دشمن بکشتن سزاوار تر  
 ۱۰ چو دستوری از رے دستوریت  
 نہ شد نخستش بر سیاست دست  
 بر عین دل فتنہ زے ہمہ  
 سخن گفت بر عکس رے ہمہ  
 کہ در رسم شاہان بامید ہم  
 قصاص عدد دستے شد قدیم  
 اگر خسرو این حکم دارد روا  
 بود خسروے چوں دگر خسرواں  
 دگر ز آفتہ وار ہاند سرے  
 نباشد ز شاہاں چو او دگر  
 ۱۵ خرد مند کین دستاں یاد کرد  
 ملک از خون کردن آزاد کرد  
 بدیں یک سگالش ہنجا رکار  
 ہم ایں رستہ گشت ہم دستگا

ہزار آفریں بر چہاں رہنمون      کہ پیش بزرگان نکو شد بخون  
 گرفتن سکندر سمرغ خاقانِ اچوں مرغِ چینی و شکست  
 انگندن در جناح او و صید او در چنگال گرفتہ سوی  
 و سنگاہ شاہین باز شدن آن ابو صلیہ سراج  
 فارغ البال گردانیدن و آزا کردن

۱۰      نجستہ عمل رانِ این کار گاہ  
 کہ اسکندر از بختِ فیروز مند  
 بردیش لبِ عیش پر خندہ داشت  
 چو زنگی شب دیدش سیاہ  
 زد آئینہ ماہ را بر زمین  
 رواں کردش تختِ جمشید را  
 بچولان گہ آمد صف آراستہ  
 ۱۵      دزاں سوی خاقانِ شوریدہ مغز  
 ہمہ شب نیا سودہ جانش تہن  
 درین غم کہ تا کہ شب آید برود  
 چہین پردہ بردار و از بار گاہ  
 چو آورد صیدی چنان رکند  
 بران زندگانی شبِ زندہ داشت  
 در آئینہ عالم آراے ماہ  
 بخت دید نا گاہ صبح از کیس  
 بمنزل ہا کرد خورشید را  
 بکوشش چو خورشید شد خاستہ  
 ز نا آمد شمع در پای لغز  
 ز سودے گم گشتہ خوشین  
 کہ چون شمع خود را را ہاند ز سوز

بز و کوس در پشت کبک نشست  
 رسوئی نرسد بر شاه رزم  
 چنین تا بکے صبح دم تا بشام  
 دو تا گشت پشت هسیوناں با  
 ۵ بخوردن بود سیری از شهد و شیر  
 دو تا گشت در کشت دهنقاں گیاه  
 رعیت بدوش شد دلایت خراب  
 زبردست چون سمر در آرد جنگ  
 چو آشوب شمشیر گیراں بود  
 ۱۰ بجای که کوشند پیلان بزود  
 دو دوسن چو گیرند با هم تیز  
 توای تا جور کا دی در بند  
 به پیکار اگر با منی کینه سنج  
 چو کاری میان من دست بس  
 ۱۵ بیایا هم دست بیرون کنیم  
 بکوشیم تا بخشش کردگار

بصحرای رزم آمد از پویست  
 که تنگ آمد از دست این مزبوم  
 سپه در زره بارگی در لگام  
 فرو مانده باز و سمر داں ز کاه  
 خصوصاً که از تیغ و پیکان و تیر  
 گریزنده شد کار و دانه از راه  
 نه آسودگی ماند کس نه خواب  
 سر زیر دستاں در آید سنگ  
 فرو مانده را حسانه ویراں بود  
 غبار مهلت جابر آید ز مور  
 گیارا بود بر زمین رستخیز  
 ببردی کن این داری نی بزد  
 سپه را چه بهیوده داری برنج  
 چه جویم نسیر یاد فریاد رس  
 زره در خوی و تیغ در خون کنیم  
 کرا بر سر آرد سمر انجام کار

ز ما ہر دو تن جس کہ ماند بجای  
 چون ز دسکندر رسید ایس پیام  
 بود اند چون گانی خاص را  
 سوی حرب کہ تانت با ساز جنگ  
 ۵ میاخی بنجا قان خبر گفت با  
 دلش بود گر چہ ز اندیشہ پاک  
 ولیکن چون خود خواندہ بود تن بپیش  
 رواں شد بچو لاں گری ساختہ  
 چو پیلان جنگی در اں لوب گاہ  
 ۱۰ نخست از کمان ناوک انداختند  
 چو بودند ہر دو ہنرمند و چست  
 ز ناوک سوی نیزہ بردند دست  
 بشمشیر گشتند دست آزماے  
 دو جنگی بدست آزمای شگرف  
 ۱۵ چو کردند چنداں کہ بود از ہنر  
 بہ نیزے بازوے پولاد بخت

بود بر سر دم و دین کہ خدا  
 در اں کا جوئی دشمن یافت کام  
 شبانہ شبنگ رقا ص را  
 بر آنداں کہ پنجر جوید پنگب  
 کہ اینک بزم آمد آں بزم سا  
 از اں پیش دستی شد لذت ناک  
 چگونہ عنان تابدار گفت خویش  
 ز رخت بقا خانہ پر داختہ  
 در آمد بہ شطرنج بازی دو شاہ  
 ز یکدیگر آماج کہ ساختند  
 نیامد بر آماج تیرے درست  
 ز ہر دو در اں نیز موت سخت  
 در اں ہم شد قلب لہ زخم سا  
 ہمہ زندگانی دریں کردہ صرف  
 نگشتند فیروز بر یک دیگر  
 دو ال کہر گرافتہ سخت

چوپایاں کہ خرطوم درسم زنند  
 بہ پینچہ حسنہ طومو را حسم زنند  
 تباہ تو اوں درسم آمنختند  
 قیامت ز یکدیگر انگینختند  
 بسی دست بازی نمودند سخت  
 دو جانب نخبیدن بیخ و رخت  
 ہم آخر قوی دست شد شاہ روم  
 ز جادو ر بودش چونکے ز موم  
 ۵ فرس تاخت بازو بر افراختہ  
 ز ترکانِ چینی تی گشت صبر  
 خردش از صف و میان شد بابر  
 بر آورد روی تبارج دست  
 در افتاد در قلب خاقان سکست  
 سلاح ہنگان ابر اندینغ  
 سکندر لعین مودتا بسیدینغ  
 براں زینہار استواری کنند  
 بہ پیمان شہ زینہاری کنند  
 نکوشد کرتیغ بے سہر شود  
 او گر کس مبدی برابر شود  
 چو در ناید آماج تیرش کنند  
 بہ نیزنگ و ہنجار اسیرش کنند  
 سپہ نافزد کرد و خود باز گشت  
 چو را این بدینگونہ دمساز گشت  
 بدام او فگندہ شکار چیاں  
 سہر افراز گشتہ بکار چیاں  
 بفروزہ گوں سپنخ برزد کلہ  
 بفروزی آمد سوے بارگاہ  
 قرانگد مہماں کشا دند باز  
 ۱۵ بفرمود تا جامہ داراں برار  
 کہ نے پودا و بود پیدانہ تار  
 گرامی یکے جامہ شاہوار ق

پس از شستن شخص خورشید تا  
 چو گرد سوارى ز تن دُور شد  
 ملک دست بگرفت بالا نشخوند  
 دلش داد و سوگند با خود چند  
 ۵ همه روز با برگ سازندگی  
 چو آمد شب تیره مهمان روز  
 فلک میزبان ار از جیب پُر  
 بفرمود فرمانده روم و شام  
 هماندار خاقان بیدار بخت  
 ۱۰ بخواب خمش آسوده شد بپهرس  
 چنیز شب بسی خفت و لاشخفت  
 شب روز با خسرو مهر تو ز  
 سپاه سکندر بر آناں که خوست  
 در آن ه که لغیم اسر قباچ بود  
 ۱۵ همه شکر چینی از بے بری  
 گرد بے خورشید تیغ و تیر  
 کشیدند بروی چو بر گل گلاب  
 تن خاکى آئینه نور شد  
 هم ز انوى بر سرش نشاند  
 که از جان او دور دارد گزند  
 همی کرد مهماں نو از زندگی  
 بر افروخت همه شمع گیتی فردز  
 بدامان مهماں فروریخت دُر  
 که مهماں کند سوی بستر خرام  
 بخرگاه خواب آمد از اوج تخت  
 که بودش امان سکندر پاپ  
 بامید آزادی آزاد خفت  
 ز عشرت ندانست شب را بروز  
 بغارت همی تاخت پریچ دست  
 سپه تا دو هفته بت راج بود  
 در آمد بھنار اسکندری  
 گرد بے بزنجب خوری اهر

زمیں شد ز بارِ غنیمت گہاں  
 دل دُویدہ مفلکاں گشت پُر  
 نہا سخاۃ بے متاعِ مذہبت  
 کہ دل ادھرت جہاں ریا  
 ز کافور و عنبر ز مشک و عمیر  
 بیدار ز زیبا بقیمت فروں  
 طرائف بحر من جو حرمین  
 کہ دریا بد آں را مہندس شمار  
 کہ خم شد از اں بارِ پشتِ زمیں  
 دو عالم بیک دگر متختند  
 کے را بکھنشن نیامنیاز  
 برادرنگ شد چون جم و کیتبا  
 بر آراست بارے برسم کیل  
 بزرگاں کشیدند صف سوسو  
 زمیں سلسلہ شد خسرواں اکلاہ  
 فروز زده شد ماہ ناکاستہ

بے بنگاہِ رومی کراں تا کراں  
 ز بسیاری رخت و سپ و شتر  
 کسی کو بجانہ فقاہ مذہبت  
 زمیں خیر چین چہ نہایِ غیب  
 ۵ ز سیف و دیبا و خنجر و حیر  
 گر انما یہ ہائے ز غایت بردوں  
 زدہ تودہ بر تودہ در ہر وطن  
 نہ سرمایہ چنداں در آمدِ بار  
 جداگانہ گنجینہ شاہِ سپیں  
 ۱۰ بہ گنج سکندر نہ دختند  
 چو آہستہ شد شکر از ترک تاز  
 سکندر ہمیں وزے از بامداد  
 ز فرخندہ رایانِ سنخ بیاں  
 ستاؤند نمل بر اں روبرو  
 ۱۵ خردش رقیباں بر آمدِ باہ  
 جو گشت انجمن ز انجسم آراستہ

گرہ باز کرد ابروے طاق را  
 دوسرو از یکی بیخ نتمشا دسرت  
 غنیمت بدست آمد از شاه حسین  
 کم و بیش در پیش شاه آوردند  
 رسن در گلویش بر بند از جہاں  
 غنیمت زہب جانے دریر  
 بقدر سہ قرنگ پر گشت جاے  
 اسیران حسین را طلب کرد زرد  
 رسن باز گردن بردن کرد و سنا  
 دہد رخت و کالا بکالا شناس  
 طلبگار سہ سرمایہ خویش تن  
 بدست آوردند کالای خویش  
 بدرگاہ شہ میر رسیدند باز  
 نشہ بیخ ضایع مگر اندکے  
 شد از خاصہ شاہ حسین غد خواہ  
 کہ در دفتر آورد دفترنگار

طلب کرد خاقان آفاق را  
 چو آمد بر او رنگِ الا شہت  
 بفرمود تا ہر چہ در روز ز کیس  
 کہ دوماہ سوی بارگہ آوردند  
 ۵ کسی کو گذرشتہ تابی نہاں  
 چو فرمان شہ سوی لشکر رسید  
 ز کالای داز مردم و چار پا  
 چو ظاہر شد اسباب حسین ہر چہ بود  
 نوازش ز غایت فردن کرد و سنا  
 ۱۰ بفرمود تا لشکر بے قیاس  
 دو دید جویندگان تن بہ تن  
 ز ہر جانب از بختِ الای خویش  
 ہمہ چینیان ماہم برگ ساز  
 چو شد بر سر رخت خود ہر یکے  
 ۱۵ پڑو ہندہ در پیش فرمان شاہ  
 متاع ز ہر جنس پیش از شہا

بنحاصنِ خاقان اشارت نمود  
 دودیدند سران پذیرا چون باد  
 جداگانه اسباب کارگاه  
 زسے کاں تلف شد بغارتگری  
 ۵ گر افساے از تو سنے گشت گم  
 چو زان مرد میهای مردم دید  
 جهاندار برخواست از جای خود  
 ز مہماں نوازی شمارش گرفت  
 پس آنکہ دہن چشمہ نوش کرد  
 ۱۰ بدگفت کا میں شوالے تا جدا  
 اگر نا کہ از دورایں سہ سزاق  
 مہ و خور کہ نوریت پیوستنشان  
 دگر روشنان اکہ بنی جمال  
 کسی اور آفاق صورت بند  
 ۱۵ جفا گر چہ سیر افلاک نیست  
 زمانہ کہ دادت چنیں پایے لغز

کہ بر ہم نط باز جویم زود  
 نط ہای گم گشتہ کردنیاد  
 ہمہ باز کردند از بارگاہ  
 فرزندش از گنج اسکندری  
 فرس بوداوان آن بستہ دم  
 رمیدہ دلال را در آید کیب  
 بتعظیم شد پیش ہمہای خود  
 نوازش کنان در کنارش گرفت  
 ز لعل خودش حلقہ در گوش کرد  
 کہ رام تو شد گردش دزگا  
 گرفتار شد آخرت در محاق  
 گرفتاری عاقبت ہست نشان  
 ہم ایمن نینداز مہبوط و زوال  
 کہ در یابد آسایش بگردد  
 چون مشتری با شمت باک نیست  
 دریں تعبسیہ بازے دشت لغز

کہ از کیں مہرت دانی دہد  
 زمین دُور بودے گرائیں ادوی  
 بس کاشس و بدشواری ست  
 کجا باز داند چو شد پای لبست  
 ۵ چوبستہ شود پیل ترس دز مات  
 دور دزے کہ آزر دی انجخت  
 چو من پس کشادم ز ابری کیں  
 بگفت این فرمود کارند پیش  
 گر انما ہما کے کہ شایاں بود  
 ۱۰ بیک چشم ز د خازن گرم خیر  
 چو شد دید جمع آنچه بایستہ بود  
 بنخاقاں کی تاج ز زین سپرد  
 ز گوہر مکتل یکے تختِ عاج  
 سزاوار این مایہ گنج شکر ف  
 ۱۵ تگاور ہزار اسپ تازی نژاد  
 بہ اوزنگ مات آشنائی دہد  
 ترا کی شدے با من این مادی  
 چو بینی زد دولت ہر دیاری ست  
 کہ خواهد ابر دستِ سلطان نشست  
 نذاند کہ روغن خور دیانبات  
 بیادش و ایامی تختِ خود  
 مبارک ز سر بادت اقلیم پس  
 سلب ہای شاہانہ ز اندازہ پیش  
 سزاوار کشور حایاں بود  
 جہاں د جہاں کرد گنجینہ ریز  
 رواں کرد جای کہ شایستہ بود  
 کہ خورشید از اں روشنی رشک برد  
 بہاے دی اقلیم پس اخراج  
 کہ عمری در انداختش گشت صر  
 بیای دواں دست ہر دہ باد

۱۱- ق: چو شد جمع دید- ۱۱- سس: چو شد جمع گرد آنچه شایستہ بود

۱۱- سس: بانستہ بود

ہزارِ دگر ہستِ سرخِ موے  
 غلامانِ دمی و قباچِ دُروس  
 ز جنسِ حبشِ خادمانِ سرے  
 ہر اے ز ہر نوعِ زیبا و حبت  
 ۵ ہمہ پیشِ فرمانِ پھیں کشید  
 بزرگانِ چینِ از پاتا بفرق  
 جدا گانہ بر ہر گرامنِ سایہ  
 بفرمود تا پسِ بانِ عسکرِ نماز  
 سپہا چسپسِ ان نو از ندگی  
 ۱۰ چنان گشت شرمندہ احسا خا  
 فراوانِ درانِ رحمتش بوج  
 ز بس کا نذرانِ اوری شد  
 ز نجشایش و بخشش بے شمار  
 بصد شرمناکی و حجت گرمی  
 ۱۵ نو از ندہ را معذرت ساز کرد  
 سز آباد بردارثِ ملکِ جم  
 سبق بردہ ز اندیشہ گرم پوے  
 کنیزانِ آراستہ چوں دس  
 ملون سیاہانِ قیمتِ فزای  
 کہ در حیرتِ آن خرد گشت ست  
 سرش از رفعتِ پڑیں کشید  
 ز خلعتِ میانِ گمر کرد غوق  
 کرم کرد بر قدِ ہمہ پایہ  
 رود میہماںِ جانبِ خانہ باز  
 ز سرمایتِ سرمایہ ز ندگی  
 کز ان ندگی خوش بنودش خلص  
 چہ از بارِ منتِ چہ از بارِ گنج  
 دلش صید گشت ارتنِ آزاد شد  
 ز بانس ز پورس نمیکرد کار  
 بغلطید بر نطعِ اسکندری  
 بشکرِ نوارشش زباں باز کرد  
 کہ ویراں کند عالمِ آباد ہم

اگر بردے داغ داند ناد  
 بہ چشم ارپشیزے ساند زکس  
 وگر ملکہ از تاجدارے ر بود  
 چو دشمن قوی شد ز بول سازدش  
 ۵ بساراه زن شیر مردم ربا  
 نباشد چو تو شاه در مہر دکیں  
 کجا خسرفے جز تو باشد چنان  
 دگر شاه را در عدد سونستن  
 رہی کر تو در بندگی شاد گشت  
 ۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص  
 چو بستی بقیدِ عطیہ اگر دم  
 ہر آن مرغ کا سودہ گشت از فرغ  
 چو آہوے وحشی ز جو گشت ام  
 چو طاؤس احنانہ شد بوستا  
 ۱۵ دگر تو بشاہی نخوانی مرا  
 ز بنیاد برکنڈہ بود خستہ سرم

برد مہمی حسم تو اند ناد  
 بہ احسانش گنجے دہد باز پس  
 دو چندانش بخشد بہنگامِ جو د  
 دلی چون بولوں کرد بنواز دس  
 کہ گم گشتگاں را بود رہما  
 بکوشش چنان دہ بخشش خنیں  
 کہ کوشد بہ جاں بخشی دشمنان  
 ز تو باید این بخشش آہونستن  
 کنوں بندہ تر گشت کا زاد گشت  
 کہ تار و زنجیر نیامِ خلاص  
 چہ حاجت رسن در گلو کرد نم  
 دلش راقص خوشتر آید ز باغ  
 دگر آہواں را در آرد بہام  
 دگر یاد نارد ز مہنہ و ستا  
 کیے بندہ خاص دانی مرا  
 دگر رہ تو کردی نہال از سرم

درختے نشاندی بربنیک انہرتی  
 ازیں پس من خونِ خصمانِ شاہ  
 کسی را کہ باشد چون چاکرے  
 مخالف چون آو دشا دباش  
 گرم زندگانی دھم کردگار  
 چوزینگو نہ خاقانِ چینِ عنبرست  
 بیایے سکندر بے دایوں  
 برآمد بفرخندگی بہمن  
 ز سر ملکِ ایت افزا گشت  
 سکندر بفرمود تا مہتران  
 بتعظیم دیباچہ شاہیش  
 کے کیں کرم دید یا خود شنید  
 چوزان ناحیت صل آمد فراغ  
 ستودہ جہاں - داور نیکنام  
 تنزل در تسلیم دیگر نکلند  
 چو در ملک قار بود بادشاہ  
 کہ امید باشد کز ان بخوری  
 کز ایشان نہ سترتم و نی کلاہ  
 بخصمش چه حاجت دگر لشکرے  
 حوالت بہ من کن تو آزاد باش  
 کتم روشنِ اخلص باشم یار  
 بر آہنگِ فتنِ عمارا کرد راست  
 پس انگہ رواں گشت پائل دگوس  
 گر ایندہ از بختِ فیروز بہند  
 سوئے دولت آباد چین باز گشت  
 ز فرماں دایان و فرماں ہاں  
 گر ایندے نختے ہمہ اسدش  
 تعجب کناں لب بدناں گزید  
 شد از مشکِ چین خلق مشکین باغ  
 بنام نکو کرد آخبا خرام  
 گئی تاج بر بود دگہ سر نکلند  
 گئی سر زندگاہ بخشد کلاہ

چو ابرست فرماندہ کامیاب  
 کجا بداند و مجروحی کہ خوابہ او از جنگی بیرون او دبر حرا  
 بیاساتی آن شربت خوشگوار  
 کز د بزم گردد چو خورم بہار  
 بدہ تا چو در تن در آرد توان  
 گل زرد من زوشودار غواں  
 بیامطربا سباب می کن گام  
 بدان ارغنون ساز طنبور نام  
 ۵ کہ گرجوں عود سانش در بر بنی  
 می پڑھد از کہ دی تھی

فیضت قوی از وان کہ ز درستان بقوت پیجہ  
 کجا بداند و مجروحی کہ خوابہ او از جنگی بیرون او دبر حرا

### آں از سر لطف ہم نهند

کسی کو بہ گیتی بود ہوشمند  
 نیابد ز آسب گستی گزند  
 ۱۰ بانڈیشہ بنیاد کارے کند  
 کز ان خویش ادھصاے کند  
 بہ پیغولہ در کند جے خویش  
 کہ داد دڑ پاس کلائے خویش  
 گرش نیست کارے ز پیوتگان  
 گرنی بر نیست از خستگان  
 ولیکن گرش قوے اندر پدست  
 بہرنیک بہ بعد شاں بردی ست  
 چو صد سر با سائیت ز پر پاست  
 ۱۵ غم دیگران خو چو دتیت ہست  
 بسختی سر خویش گیری خطاست  
 غم خویشتن خود خورد ہر کہ ہست

بزرگی کے ادھ دتسگاہ  
 نہ زان مایاں کمتری در شمار  
 بزرگاں کہ کمتر نوازی کنند  
 سر مرد بہر سری کردن بست  
 ۵ ولیکن سراں اتواں کرد فرد  
 کے بر سر حلق زید امیر  
 شرف کردن مردم از مردمی نسبت  
 شد از بوسے خوش نازہ مشک دست  
 بہ تنہانہ باشد کہے سرفراز  
 ۱۰ بزرگے کرد خورد بیسوں شود  
 عقالے کہ از بے پری شد بول  
 بزرگ ارچہ طاؤس باغے بود  
 پلنگے کہ سبکت پایش بنگ  
 پر تارکش خدمت کردنی بست  
 ۱۵ ز سر گرچہ پازیر بار اندرست  
 بود پا بجاتا بود سب بجایے  
 کہ دار دینا ہندہ را پناہ  
 کہ بر چوزگاں سازد از پرحصا  
 نہ رسم بزرگی بیازی کنند  
 چون بود سری بار بر گردن بست  
 کہ بازیر دستاں بود پایے مرد  
 کہ افتادگاں را بود دستگیر  
 و گرنہ ہم آدمی آدمی بست  
 و گرنہ فراداں بود خون و پوت  
 سراں شد کہ باشد رعیت نوا  
 و گرنہ خود فریدوں بود دوش  
 ستونہ کند لیک ہم بر ستوں  
 گرش دم بریزد کلاغے بود  
 سرش ابرفتن مناند رنگ  
 ترانیر تیمار ادخوردنی بست  
 چونی بگری بار پا بر سر بست  
 چوسر نسبت پا اندر آید زبایے

میں درختِ بارِ سیارِ اد  
 چو پشتِ شتر گرد داز کرنگار  
 زرے خردمست آں را پسند  
 گرا ز فتنہ یک پائے بے تیشہ نیست  
 ۵ اگر میش در شہرِ گرگاں بود  
 چو سر سبزیِ خواجہ باشد بجائے  
 سگے خور و راد اں شبانے بزرگ  
 جہانداری آں را مسلم بود  
 بہنگامِ فتنہ مکن بے غمی  
 ۱۰ چراغے کہ در خرمنے بر کنی  
 چو سیلابِ تند آید از بر زنی  
 بغوغا و شور اہماں خوش بُو  
 دہل کار دشِ نوبتی در نصیر  
 مکن تکیہ بر حنا طرِ شہمن  
 ۱۵ بود پاسبان گر چہ بیدار تر  
 ز جو رہاں گر توئی تنگِ خوے

تو بر گردنِ خوبِ مہراں بارِ اد  
 دلِ سارباں اکتد خار خار  
 کہ از کتہراں باز دار دگر زند  
 چو داد ر قومی باشد اندیشہ نیست  
 نر نجد چو زانِ بزرگاں بود  
 چہ اندیشہ از دشمنِ سبزی پائے  
 کہ بزرگالہ راد ارا ہاند زگرگ  
 کز درختِ فتنہ محکم بود  
 کہ باشد سر انجامِ او در ہی  
 بکش ورنہ خرمنِ در اں سر کنی  
 ز سوراخِ موے کند روزنی  
 دلے کار داناں شوش بُو  
 بود شادی کو دک درنج پیہر  
 کہ زیرک تر از تستِ چرخِ بلند  
 ہمہ حال از دوزدِ ہشیار تر  
 جہاں کار خود کے گداز بگوے

غنی کو بغارت بہ بند میاں  
بد اندیش کو با تو بد میسکند  
کہ یور زباغ از نذر دود ترنج  
کهن گرگ ناشاد از خون میش  
چناں باید اندر جہاں رستن  
اگر بر سر کھتہاں سردی  
چو خوش خپد اندر پناہت کے  
دگر کہتری و پناہتے گریز  
زد ہرزبوں گیر چوں آگھی

در ان نعبہ خوش بنڈ زیاں  
زیانت از پئے سود خود میسکند  
ز بے نائیش مردہ باید بہ کنج  
بود بیگیاں تشنہ خون خویش  
کہ از فتنہ امین تو ان رستن  
حمایت قوی دار تا بر خوری  
بدان خواب تو نیستہ خسی بے  
کہ ہنگام خفتن نگوید کہ خیز  
رہانڈہ جوئے تا دار ہی

حکایت فریاد کردن اشتر و ہاں بستہ و بفریاد رسیدن  
موش بر سر وقت او

شکر فاشترے ابہنگام گشت  
بدو گفت کائے ہر و برد بار  
کیس ہاست اینجا بے ز آسماں  
شتر بانگ بر زد کہ خاموش کن  
وجود تو ز نیگونہ خورد و حقیر  
نگہ کرد موشے بہ پناہے دشت  
رسن چیت کن چوں گستی مہا  
از آن کسے شو کہ یابی اماں  
بمقدار خود گفت باید سخن  
مشو با بزرگے چو من خردہ گیر

شترچوں نکر دآں نصیحت بگوش  
 دکان بست موش نصیحت فرو  
 بسور اَخ رفت ایں غبار افکنان  
 شد اوسوے دیگر ہمارا افکنان  
 بہ شاخِ خاکے کہ شد سرفراز  
 ہمارا ہی داد رشتہ دراز  
 ہی گشت شاخِ افکنِ خار کن  
 کہ پیچیدہ گشتش شاخِ رسن  
 ۵ دور وز دو شب باندہیوں دتا  
 چو دلِ اں ز بونی بریش آمدش  
 بدگفت چونی وز ان کہ  
 نصیحت گر رفتہ پیش آمدش  
 بدی چاشنی مہمان کہ  
 شترگفت در یاب کان تو ام  
 بہ اربندہ خویش خوانی مرا  
 ازین بندگی وارہانی مرا  
 ۱۰ چو بحرِ خیاں دید چارہ سگال  
 دریں ہ کہ در سر کلاب ہے ترست  
 بعا جز رہانی بُریدش دوال  
 پناہندہ بے پناہ ہے ترست

غریمت کردن سکند روی دیو لاج یا جوح و ماجوح  
 وبعض را بتغ کوہ شگاف و غار کشتن و در آں رخنہ بلا  
 ۱۵ را از آہن گران سنگ و خشت پلا دبتن  
 گزارش گرفتس دیر نیہ ساز  
 چناں بند دایں پناہ اطراز

کہ چوں چہرہ شد کا ر فرمائے دم  
 ازاں دل کہ دولت سگال آتش  
 گرفت اُس طرف نیز مکیسر زبور  
 ز طاعات بالانیاں تاج داد  
 ۵ چو بر عرصہ روشنی دست یافت  
 چو ز اں چشمہ عمر لب تشنہ ماند  
 سوئے چشمہ از روشنی کرد روی  
 سنجکوی پشینہ جادوے پیش  
 بشر حکم بست این برق راطراز  
 ۱۰ چو زین کتہ اہ معانی کشاد  
 ازاں چشمہ ہا سیاہی گزاشت  
 چونکہ داشت ادم بشیشہ دروں  
 چو تاراج شد ز لہ بر خوان میر  
 چو دہقان کند خرم از داندہ پاک  
 ۱۵ گل از بوٹاں بادہ نوشاں برند  
 چو آمد جہاندار دریا دروں  
 بشرق دروں برسے مرز بوم  
 غریمیت بسوے شمال آمدش  
 بدریائے خزر اں در افگند شور  
 سر رویاں را بتاراج داد  
 بتاریکی آب حیواں شتافت  
 جنیبت ز ظلمات بیرون جہاند  
 بر بے آبی از خوشن دست شوی  
 کہ جادو گری کرد ز اندازہ پیش  
 ازیں پیش بیرون نفلکند از  
 نم از چشمہ زندگانی کشاد  
 گمر تبہ و گوش باہی گزاشت  
 من اریشہ شویم چہ آید بروں  
 من از ریزہ چینی ندارم گزیر  
 بود عاقبت قوت مور اں بنجاگ  
 خس و خار ہمیرم فروشاں برند  
 ز تاریکی آب حیواں بروں

درانہ کہ نطعے نہ ہموار داشت  
 سپہ از روشِ رنج بسیار داشت  
 ز کوہِ ددرِ بیشہ سنگلاخ  
 سہم باد پامان شدہ شاخ شاخ  
 علفِ اچنان بر عدم شد برات  
 کہ نایاب شدناں چو آبِ حیات  
 فراخی ز مطنخِ بروں برد رنگ  
 تزلجی دلِ ہنگناں گشت تنگ  
 ہ کسے را کہ صد گنج و دینار بود  
 شکمِ خالی و دلِ گرانبار بود  
 بجائے کہ باید شکم کرد پیر  
 کی دانہ جو بہ ز انبارِ دُر  
 تو نگر کہ ماش جہانے بود  
 چو بنیشِ محتاجِ نانے بود  
 چو بے تو شکی در تن آرد سکت  
 تو انا ترے را کند زیر دست  
 اگر آدمی بادشایارہی ست  
 ۱۰ بجلسِ میوہِ حالی بود  
 دلِ شاہِ رنج از ہمہ پیش داشت  
 از اں غم کہ کارش سختی فاد  
 کہ بار ہمہ بردلِ خویش داشت  
 شبے شد ز ہمہ صجبتاں گوشہ گیر  
 رہانندہ خویش را کرد یاد  
 بخویش نظر سے بخشدہ داشت  
 بہ پوزشِ گرمی پیشِ پوزشِ پذیر  
 چو باہنم خود بے راز گفت  
 شب بندگی را بجان زندہ داشت  
 ۱۵ سکنڈر شہ چو بے توشہ  
 سر شہ پدیدار گشت از نہفت  
 کہ دادش ز انکوہِ تو خوشہ

بدگفت کا زاد باش از گزند  
 ز باران اشکے کہ چشمت کشاد  
 نادمی چو در چشمہ عمرے  
 بے رنج دیدی بہ پویندگی  
 ۵ خدے کہ در کار گاہ مراد  
 چو بر قسمت رزق پر دانہ داد  
 گرت چاشنی بخشد این سبیل  
 یکے خضر زان چشمہ شد زندہ نام  
 ہمہ عمرت این توشہ یاری رست  
 ۱۰ صلادہ بریں میوہ ہر جا کہ ہست  
 درون تن این تحفہ جاں نواز  
 نہ از خوردنش باشد این دانہ فرد  
 تو مندر اتا زہ گرد درواں  
 ولے چوں سپہ یافت خوردنیے  
 ۱۵ چنانست فرمان نیردان پاک  
 ازین جا بکنبی چو دریاے آب  
 کہ بردہشت دولت نکار تو بند  
 بے داد زینگونہ شاخ مراد  
 شدی آب نادیدہ زو دست شو  
 بے حیلہ کردی بہ جویندگی  
 نکرد دست رنج کسے را بباد  
 بپاداش آن آیت این دانہ داد  
 کنی چشمہ زندگانی سبیل  
 تو زین عالمی زندہ گرداں تمام  
 ترا وہمہ لشکرت را بست  
 کہ ہم نقل وہم بادہ داری بست  
 بود تا بیک سال مہماں نواز  
 نہ سالے خورش جوید آں کس کہ خورد  
 تو اتا شود مردم نام تو اں  
 در آید بدلہ اتا نمودنیے  
 کہ ساکن نمائی دریں تیرہ خاک  
 سوے کوہ یا جو ج رانی شتاب

جماند از ازاں دوزیے بتقیاک  
 چو خورشید رخسندہ نمود تاج  
 بر آئین اسکندری داد بار  
 بفرمود تمام دم از خاص عام  
 ۵ نوائے نوازش لہجہ رسید  
 بدرگاہ راند آدمی فوج فوج  
 زمیں زان نوبتے کہ خوشکوی گویا  
 کسے کا مد از پیر و برناؤ خورد  
 بدان انہ حسیق شکم خوتہ  
 ۱۰ کسے را کہ نوبت سیدے فرا  
 بدر دیزہ نفس دوزخ شرت  
 ز پڑ مردگی زندہ گشتے تنش  
 جماند ارتماہفت روز تمام  
 سپہ اکہ در مالہ دواے بود  
 ۱۵ چو شکر ہمہ گیر گشت از خورش  
 ز آرمش معدہ دلنا گشت

بسے گفت دوزی رساں اسپا  
 برآمد چو خورشید بر تخت علاج  
 بر افگندہ پردہ ز در پردہ دا  
 ز لشکر کند سوے خرگہ حنام  
 طلبکار گوہر بدریارسید  
 سپاہے چو دریا در آمد بموج  
 چو صحرائے محشر درآمد بہ جوش  
 بدست خودش دانہ می سپرد  
 شتاباں چو کنجشکب آخوتہ  
 ربوے ز مخدوم کمتر نواز  
 سپرے بدوزخ نشان بہشت  
 چو شمعے کہ افزوں کند رغنش  
 بدان انہ آورد دلہا بدم  
 شکم پرشد دوشہ بر جاے بو  
 گرفت از غذا سینہ پڑش  
 زد ام شکم گردن آزاد گشت

شہ مہرباں طبع۔ پاکیزہ خوے  
 بفرمود تا مردم و چار پائے  
 خرامان آہستہ زیں مرز بوم  
 خود از کوچکہ کرہ بیرون جہاند  
 ۵ بدشت بیابان و کوہ و درہ  
 دران ہ کہ شد رخ صد جان شہ  
 پس از چار ماہہ گزند سفر  
 چہ بیند محنت تسانے دشت  
 زینے زد د زخ عنہم انگیز تر  
 ۱۰ علم برد ہسگرہ بر اوج سینغ  
 سرانڈ از د از تیغ گاہ ستیز  
 بہر کوہ و غائے چو دریائے زرف  
 چنان خاک و ان عنونت شہر شہ  
 چو شاہ اندران اورمی پے فشر  
 ۱۵ بفرمود تا خمیس ہر گروہ  
 بر آورد دہلیز و بر زد سریر  
 بہ تیمار در ماندگاں کرد رے  
 کہ از ماندگی ماندہ باشد بجائے  
 گر ایند منزل مہنزل بر دم  
 جریدہ سوے کوہ یا جوج راند  
 بہنجار می شد سپہ یک سرہ  
 خضر شیر و بود و الیاس نیز  
 کشیدند در کوہ یا جوج سر  
 کہ بیندہ راز و د تا گشت پت  
 گلشن خار و خار از سناں تیز تر  
 ز ابر سیہ آب دادہ بہ تیغ  
 کلہ می ر بود از سر آں تیغ تیز  
 بہر غار در اثر دہائے شگرف  
 شد از موکب خسروے چو شہ شہ  
 علم برد عنار یا جوج برد  
 بدوزند دامن بدامان کوہ  
 از انجا بقدر د و پرتاب تیر

خبر شد باقصائے آن مرزبوم  
 نواحی ششیں مردم آن یار  
 کہ بگذشت بر کوہ دریای روم  
 زبید او شان در فغان آمدہ  
 چو دیدند کلام پدید از نوی  
 ۵ ازاں گوشہ گیری بر آمدند  
 بفریاد گفتند کای دستگیر  
 بروں می گر ایند ازین تنگنای  
 بچنگال شاں ہرچہ افتد کم ست  
 کہ یازد کہ شاں اکنڈ ز خنت  
 ۱۰ مگر بخت بیدارت آرد شتاب  
 چنین کار نبود بہ بازوے کس  
 بہ سیمائے تست این سعادت پدید  
 بسے زین مبط بازی نگینتند  
 ز بس زار نالیس دن آن گرو  
 ۱۵ دل آزرده شد خسرو روم را  
 بامید شاں کرد چون تندرست

چہرہ دار داندیشہ کارِ شان  
 جسیں سود بر منہ شس بار گاہ  
 سخن گفت بر قد و اندکی  
 شب روز چون بخت بیدار باش  
 بداندیش ز اندیشہ فرسودہ باد  
 دم سردِ خصم از چراغ تو دور  
 کہ دیوانہ گرد سپہر کمن  
 کرہ برد در تنگ ز غولانِ دشت  
 چوریگ بیابانِ خاشاک کوه  
 بیکدم ز دریا بر آرنڈ گرد  
 نہ گل ماند از زمیں نے گیاه  
 بگوشِ دراز از خراں بوجے  
 در اں چشم کوتاہ و گوشِ دراز  
 نہ زان دانے کو بود عیب پوش  
 یکی گوش بالا و دیگر بزیر

کہ چونند و چندست مقدارِ شان  
 شناسندہ رازاں کار گاہ  
 چو برداشت سر زان سر افکنگی  
 کہ گیتی پناہا جاندار باش  
 ۵۔ جہاں در پناہ تو آسودہ باد  
 چراغِ جہاں از روی تو نور  
 ازاں دیو خویاں چہ رانم سخن  
 گرد ہی بہر سو چو دیوان گشت  
 فرزد از شمر دن گرد ہا گرد  
 ۱۰۔ مثل گرد بریا کنند آب خورد  
 بہر سو کہ در پیش گیرند راہ  
 بکو تاہ چشمی سگ جیفہ جوے  
 نہ شرمی نے بنیشِ دل نواز  
 تہ پا چو دامن فرود شتہ گوش  
 ۱۵۔ ہنگامِ سخن بچسپند سیر

۱-ق:- چونند- ایضاً- س:- چونت- ۲- بر فرخس آں

۱۴- س:- بہ آواز دارند چون حسرت خردش

۱۵- س:- یکے گوش زیر

قباشان بجان مست و جوشن ہماں  
 شکن برشکن چین ابروے شاں  
 گلے زہمے خوش بر وجود  
 بروں آمدہ پشت شاں چون گراں  
 ۵ برہن بیکد گیر آسند گرم  
 زبے دانشی ہچو خرس و خرس  
 بشہوت شب روز با ہم بکار  
 دراں کوہ بے میوہ و جے شوم  
 نباشد چو چیزے دگر قوت شاں  
 ۱۰ شہ کار داں کاں حکایت شنید  
 ہو س گرم شد طبع جوشیدہ  
 ز لشکر گزین کرد مرد ہزار  
 ز گوراں سبق بردہ ہنگام گشت  
 ز گرمی جہندہ برابرش جو برق  
 ۱۵ بہ پیکان چوں مئے خارا اسگاف

حریر سرد و حلہ تن ہماں  
 کشاں ایش تازی رزانوے شاں  
 قرہ زرد و رخ ز دیدہ کبود  
 شکم ہین پانخرد و ناخن دراز  
 ز فرزند و مادر نزارند شرم  
 بخواہرنے گشتہ مادر عدوس  
 نیمریکے تا نراید حسرتار  
 کہ درے ہمایوں تو اں گفت بوم  
 بود بہتریں طعم خرقوت شاں  
 عجب ما نذب ابدناں گزید  
 کہ بنید تماشائے پوشیدہ را  
 شتابندہ چون باد در وقت کار  
 گرفتہ بہ تنگ آہواں از دست  
 ز سر تا بہ پایر فولاد عنق  
 نذیدہ کے پشت شاں در صاف

۱- بر- ۳- س:- گلے زہمے کشن بر وجود، قرہ سرخ زرد و دیدہ کبود

۸- س:- ۲:- ہماں زاتواں

۱۳- ق و س:- ۱:- ت دم

چوشیر درنده بششیر و تیر  
 بفرمود تا هر سه همه یک سر  
 بر گوشه غار پنهان شدند  
 چو بگر فلک در عماری نشست  
 ۵ عروسان شب زیور آراستند  
 فلک پده زان لعنتان باز کرد  
 رسیدند بازی کنان فوج فوج  
 چو طفلان همتاب بازی کنان  
 نشستند در زیر هر خار بن  
 ۱۰ چو دیدند پنج پیر سازان ز راه  
 کمانا کشیده بر آهنگ کین  
 در آن وحش صحرا دریا مچختند  
 بگشتند چند به شمشیر و تیر  
 ز چنگال آن قوم بیباک نیز  
 ۱۵ سر اسیمه شد مرد از آن بزرگان  
 بر آنگونه کت زند پولاد را  
 بمردی و مرد انگنی بی نظیر  
 کین خستند از درین دره  
 بر آن فتنه افتنه جان بشدند  
 شب تیره در پرده داری نشست  
 فلک ابگوهر بر آراستند  
 جهان بازی لعبت آغاز کرد  
 زد از دیو مردم همه دشت موج  
 لب از آب بنی نمازی کنان  
 بهم ابحسن انجمن در سخن  
 که خچیر بیرون زد از صیگا  
 چوشیران بدون خستند زیر  
 گرفتند و کشتند و خون ریختند  
 دگر زنده کردند نخته اسیر  
 فروشد فرادان جوان عزیز  
 چوشیرے که افتد میان بگان  
 که شکنین پولاد بنیاد را

بزندان ہمہ حلقہائے زرہ  
 ہمہ شب ہنر برانِ جنگی سپایے  
 چو گلہائے سیارگان بُربا  
 درخشندہ شد چشمہ آفتاب  
 ۵ ز زنبورکِ مردِ کامل بزور  
 بجوش آمدند آن سگالِ صدہنرا  
 بر غبتِ شبانندہ سوئے ہلاک  
 رواں سوئے شمشیرِ خنجرِ بلاغ  
 بہر حملہ صدِ وحشتِ نگہبختند  
 ۱۰ یلانے کہ رستمِ نشان آمدند  
 بانندان زورِ بازوئے مرد  
 ولیکن چو موجِ بلا بود سخت  
 یکے تن کہ در پیشِ صد تن  
 بسا چہ شیر بر رُوئے خاک  
 ۱۵ ز چندان بنزد آزنائے سرہ  
 دگر جامہ خفتند بر نطعِ جنگ

بُریدند یک یک گرہ بر گرہ  
 دراں فتنہ بودند دست آزنائے  
 پیر از سبزہ گشت این ہمایوں سو  
 زہر سوئے فتنہ بر آمد ز خواب  
 بزنبور خانہ در افتاد شور  
 چو موران ز سوراخ ماران ز غا  
 نہ از دشنہ ترس نہ از نیزہ باک  
 چو پردانہ کو زند بر چسراغ  
 بہر مرد صد تن در آد بختند  
 ازاں دیو بازی بجاں آمدند  
 نمودند بادِ یومردمِ نبرد  
 بسیلابِ طوفان در افتاد خست  
 اگر خود تمتمن بود زن شود  
 کہ گرد ز غوغائے موران ہلاک  
 چہل تن بردن آمدند از درہ  
 ز آسیبِ دندان و آزارِ چنگ

در رخنہ را گشت ز آہن حصار  
 سرخوش در دست خود با خند  
 فرو ماند بازے مرد از تو ا  
 زد ریے شاں قطرہ گم گشت  
 باندیشہ جست از خرد یاوری  
 نشد صورت چارہ بر رو پدید  
 کہ رخنہ بہ آتش کند استوار  
 رہ از چوب کردند محکم چو سنگ  
 کہ از دو د آں تیرہ شد ماہ دہر  
 فرو زندہ دارند آتش مدام  
 بمانند از آں آتش اندر پناہ  
 در چارہ را یافت دولت کلید  
 بر آمد باین سرخ چیاں  
 پناہندہ را رونق کار داد  
 بیدین ہوس کرد ز اندازہش  
 طلبکار آں آدمی خوار گان

ز پولاد پوشانِ خنجر گزار  
 گرفتے کراں در بردن تا خند  
 ز بس تیغ را ندن چو آب دل  
 ز خون غرق شد گرچہ کما روشت  
 ۵ ز بوں گشت شہ اندر آں دوری  
 در آئینہ رے بسیار دید  
 بہ آخر براں یافت خاطر قرآ  
 بفرمود تا در گزر گاہ تنگ  
 بر افروختند آتشے تا سپہر  
 ۱۰ رقیباں نشانند تا صبح و شام  
 ہمہ مردم و چار پاؤ سپاہ  
 چو دروازہ نشتہ شد ناپدید  
 جہاں بادشاہ بر سریر کمال  
 بزرگان در گاہ را با رداد  
 ۱۵ اسیران یا حوج را جست پیش  
 دویدند جمعے ز نظارہ گان

رسن بستہ بر شاہ بردن شاہ  
 سکندر ز نظارہ آن خیال  
 بفرمود کہ بمطبخ آرنده خورد  
 فراد او نشانند از ان جمله خیر  
 ۵ چو آما وہ شد نزل مہمان کام  
 نمودند ز انسان بخوردن پستیا  
 نہ چوں سگ بخوردن اد پستیا  
 کہ این دے ان اناخن دید  
 چنان خوا پنچہ پڑ چشم تہی  
 ۱۰ براں گو نہ دندان ز دندان تو  
 در آئین شاہ خلاق نظارگی  
 چنان خوردہ شد شاہ مہمان لو  
 بفرمود تا ہچو گرداب شرف  
 بدان آب کانش بر آرد مغز  
 ۱۵ چنان در کشیدند بیباک د شرم  
 چو در مغز شاہ بادہ در کار گشت

بخاصان در گہ سپردن شاہ  
 بحیرت ہی شد ز حال بحال  
 ز بریان شمرخ و ز حلوائے زرد  
 بدلداریے میمان عسیر  
 دل میماناں در آمد بدام  
 کہ آتش بخاشاک و تشنہ بہ آب  
 نہ زان بستگی در دل اندیشہ  
 کہ اد پستیاں ابدناں گزید  
 بخوردند چوں چشم بر ہم نمی  
 کز ان آسیا آرد گشت استخوان  
 بحیرت فردماند یکبارگی  
 بر بیان می گشت شاہ جان لو  
 نہادند پیرے تغاری شکر  
 نمودند ز غبت حرینان مغز  
 کہ باران باریک اریگی گرم  
 ز سر فتنہ و خفت بیدار گشت

از اں بومِ خومی فرود آمدند  
 نشنند با هم گفت و شنید  
 ز م هر کلاغ شده بلبل  
 ملک با دل حکمت انداخت  
 ۵ بدشمن کز اں گونہ بیچاره بود  
 چو در سد اسکندری رفت مهر  
 فروزنده شد ماه ناکاسته  
 همه شب ملک شیشه می بچنگ  
 بهر جرمه گنجینه می فشاند  
 ۱۰ نولے چکادک ز رود در باب  
 کرشمه کناں ساتی نیم مست  
 چومی داد ساغر نشیننده را  
 ندیمان خوش طبع بیار مغز  
 از اں بلبلان خوش نغمه گوے  
 ۱۵ ز بس شمع کآن عالم افروز بود  
 چو اسپ سحرزین شده هفت پوآ  
 بکتر جهاندار فیروز مند  
 چو دشت سحرزین شده هفت جوش

چو ز غوغا و ز غوغا در سر دادند  
 ز بانها در خند بار اکلید  
 نگنده در اں بوستان غلغل  
 در اں تنگ چشماں نظر دوخته  
 همه روز مشغول نظاره بود  
 به یا بوج بازی در آمد سپهر  
 چو اسکندریه موکب آراسته  
 همه رخت گوهر به آواز تنگ  
 غبارے زهر سینه می نشاند  
 همی کرد خون در رگ زهر آب  
 به خونریز مستان پیاله بدست  
 دل از دست می برد بیننده را  
 غزال خوان شده بر غلطهای لغز  
 شده بزم چوں بوستان تازه روی  
 شب تیر روشن تر از روز بود  
 بر آورد پولاد ز خشاں بدوش  
 بر آواز تنگ سپاهی بر آمد بلند



خداوند فرماں بسیم درست  
 سپه جست حشرے بانوہ کرد  
 پس پیش در کوشش آمد گرو  
 چنان تیشہ زد مرد پولاد جنگ  
 ۵ ز بس کانش سنگ اتاب داد  
 ز کاو دیدن سنگها در شتاب  
 ز گرمی سنگ آتشی بود تیز  
 چو آتش چنان دید پولاد را  
 بفرمود کاہن در آتش نهند  
 ۱۰ اساسے کز انسانے مکیں کنند  
 رسید بنیاد سنجان چو باد  
 بر روی فرشته که اینگنجتند  
 شگافے که در عرض در طول بود  
 نباش از کم و بیش طرزے شد  
 ۱۵ نمائی بہ پیولہ آن اساس  
 گزے شصت پنج از فرض ساز  
 بہ بنیاد سنجی میاں کرد چست  
 غمیت بدر دوازہ کوه کرد  
 چپ راست در کاوش افتاد کوه  
 کہ آتش بروں آمد از زمانہ سنگ  
 ز تحت آتشی تیشہ را آب داد  
 نخست آتش آمد بروں انکہ آب  
 شتاباں ترا از آب رآب خیز  
 کہ در آب حل کرد بنیاد  
 چو پولاد کز آتش آتش دہند  
 بران خشت پولاد سنگیں کنند  
 اساسے نهادند محکم نهاد  
 بر روی حل کردہ می کنند  
 بجائے گلش روی مجلول بود  
 چو پولاد یک تخت رزمی شد  
 درمی بر کشیدند عالی قیاس  
 صد پنچہ اندر درازا دراز

یکی قفلِ شش پہلو ایتھتند  
 گزی ہشت کردہ کلیدش پید  
 ہر اس طولِ عرضے کہ در کار بود  
 چوسد سکندر شد آراستہ  
 ۵ سکندر ز توفیقِ کائے چہاں ق  
 دور و زود و شب و بے بجا ک  
 سیوم رہ ز کا سکندرِ صبح گاہ ق  
 جہاندار بر تختِ زر بار داد  
 ۱۰ کسانیکہ از بازے چارہ سنج ق  
 نمود از در برگ سازندگی  
 چوپا داسِ رنج کسانِ ادہ شد  
 ز گردنِ منہ از ان لشکر سری  
 کم و بیش آں کشور ان اسپر  
 بضبط آورد کشور از طوق و ناج  
 ۱۵ عمارت کند جملہ ویرہا  
 شبِ روز در بانی سکند

بزنجیرہ گزدر آد بختند  
 سہ گز چارہ دندان ہائے کلید  
 باندازہ خود گراں بار بود  
 شد آشوبِ خصم از میاں خاستہ  
 کہ برخاست از سینہ با رچہاں ق  
 خداوند خود را پرستش نمود  
 بر آورد بر اوج گردوں کلاہ ق  
 بکشند گاہ گنج بسیار داد  
 یہ بنیاد سنجی کشیدند رنج ق  
 بمقدار ہر کس نو از زندگی  
 بقدر عمل قیمت آمادہ شد  
 نشانداں در ان عرصہ بالشکری  
 کہ نماید از فتنہ را دست برد  
 ز کشور نشیناں ستانہ خراج  
 زد ہتھاں بکشت افگند و ہا  
 یکے سد بہ نیرے خود صد کند

کند نام زد مردم از روم و روم  
 بغفل در آرزو کوس در اے  
 بدان دارا حسن بے فتح باب  
 چو دانند کاجاست خیل و سپاہ  
 ۵ چو زان کارشہ رادل آسودہ گشت  
 علم را سوے روم پرواز داد  
 بیاساتی آن بادہ چوں عقیق  
 فرد ریز تا چوں بکشتی شود  
 بیامطرب آن چاشنی بخش روح  
 ۱۰ فرد گوئے و مجلس پاد آوازہ  
 کہ کونید بر در شب و روز کس  
 جہاں کر کنند از دم کرہ نای  
 رود فتنہ زان نعمتہ خوش بخواہ  
 ہر اسندہ باشند از ان کار گاہ  
 ہماں فتنہ بودہ نابودہ گشت  
 فرس ابرفتن عشاں باز داد  
 کہ ہم کو شرن نام شد ہم رصیق  
 خراباتی از وی ہبشتی شود  
 کہ ہم صبح از و خوش شود ہم صبح  
 دل جان میخوارگان تازہ کن

در نصیحت گد کنندگان دنیا روم کہ چون خم تیر  
 چرخ بخطامی بنید این و رات ابدت خود سپر  
 کنند دل در گره سیم نہ بنزند بلکہ این مس قلب را  
 ۱۵ دل گره زند کہ ہیج سر قلب را گره بند  
 زہی بخت بیدار آن نیک بخت  
 کہ ندہد بزداں دین خانہ رخت

فزایج جهان که با کس نه ساخت  
 چو در یابد از راه دانندگی  
 فرح هم کند محرم چند را  
 خور و نعت خود باد هم ناکوس  
 ۵ گز آن بس که شد خوابه در خاک  
 بی تابشادی و فرزندگی  
 بهم صحبتان و تنگانی بهم  
 اگر باز کاویم بنیاد را  
 چو غم را کرانه پدیدار نیست  
 ۱۰ کسانیکه رخت از جهان برده اند  
 که و مه طلبکار عمرند و بس  
 بقار اچوننگ ست جاننگ  
 یک امروز در خوشدلی و نیم  
 دل امروز در بند فزدهاها  
 ۱۵ ببری که نقدست از غم تهی ست  
 چو خواهی غم و شادمانی گزشت  
 شناسد به انسان که با نیت ساخت  
 که هیچ ست سرمایه زندگی  
 گزارد بشادی دم چند را  
 با فوس خوارا گزارد فوس  
 بجز خاک خوردی نه باشد خاک  
 بر آریم با هم دم زندگی  
 نشینم و داد جوانی دهم  
 بنا بر غم ست آدمی زاد را  
 به از شاد بودن دیگر کار نیست  
 همه در غم زیتن مرده اند  
 کس را بگردن نیاید هوس  
 چه داریم دل ا به بیوده  
 غم دی و فردا بیک سو نیم  
 مگر تا بخت دانیانی اما  
 غم عمر سیه خوری ابلهی ست  
 جهان خوش گزارا توانی گزشت

رہا کن حسابِ کم و بیش را  
 بخور کا پنچہ خوردی ہماں آنست  
 نہ از بہر زیر زمین کردنست  
 چو گورت کند سر بر آرد ز گور  
 کہ ادا ماند و تو منانی بجای  
 سفالِ دوس در جہاں گو مہاشا  
 کہ باز بچہ خورد سالان بود  
 بدہ تا پدید آیدت خور می  
 کہ گر مشت بندی شود کفت سیا  
 کشا و رزی دانہ خوش کن  
 کہ آہن پشمانی آر بار  
 کہ ندہ کہے بہر تو یک پشینر  
 رسانندہ دشواریابی کہے  
 کہ چیدن خوش و رختن مشکلست  
 کساں تودہ تودہ بیغاد ہند  
 چو دیبا شود بخشش شاہ راست  
 دہدنگ تنگ سیا بان آس

۱ بھی تازہ گرداں دلِ ریش را  
 متاع کہ دہ روز مہمانست  
 درم در جہاں بہر خوش خوردنست  
 ز سے را کہ در گور کردی بزود  
 ۵ نہ بہتر زتست آن گلِ دنامے  
 گرہ گرتی گشت بد خو مہاش  
 کسے بر سفالے چہ نالاں بود  
 دودے مے کزودہ دلست آدمی  
 درم چون تو ان داشت در دل گنا  
 ۱۰ دیریں وضع تخم عمل پیش کن  
 بدل انہ حرص چندان مکار  
 خود از بہر خود دہ گرت ہست چیز  
 ستانندہ ہر جائے بنی بے  
 جو امر دازاں قبلہ دخلت  
 ۱۵ خساں ذرہ ذرہ بکیب انہند  
 ہم کردن تار جولاہ راست  
 برد کشتباں خوشہ خود بد اس

خزینه باند و ختن خاص نیست  
 بمنم نذا دست روزی رسا  
 دختے کہ دور آفکند برگ و شاخ  
 کند گشت دہقاں چو بچوشگی  
 ۵ اگر ابر بارندہ گرد و کجیل  
 کے کڑے سیم کاں می کند  
 مگر تا چہ خون خوردی از حرص و آرز  
 ازاں بار صد کوہ برگردنت  
 خرے را کہ بیکار خربندہ گشت  
 ۱۰ بخور آں کت امر دز با ہم بود  
 چو روزی خوری بہر فردا پسا  
 اگر مایہ داری چرا کم خوری  
 چو روزی خواهی کم و بیش گشت  
 براں تنگ و ذی بیاید گریست  
 ۱۵ ازیں غم کہ بے توشہ ماندن سہل  
 کہ دُر در خور گوشِ غواصت  
 مگر بہر آسایشِ مفسلاں  
 کند سایہ بر زیر دستاں فراخ  
 جمانے میر دزبے توشگی  
 نہ بر آبِ خود دجلہ ماندن نیل  
 بزدوری حرص جاں می کند  
 کہ نقدے بدامانت آید فراز  
 کم از صد کی در شکم خوردنت  
 دو جو در شکم بہ کہ دہ من بہشت  
 کہ روز دگر روزی ہم بود  
 کہ نا اعتمادی بود بر خدایے  
 چو بخشندہ داری چرا غم خوری  
 نشاید بہت کم اندیش گشت  
 کہ از بیم تنگی بود تنگ ز نیست  
 ہمہ عمر بے توشہ بودن خطاست

حکایتِ حریصے کہ با صد ہزار دینار مغربی چون خوشید

ہمہ شب در آرزوے قرصِ خورشید رہے باہد او کہ تو صبر  
خو پیدا شد رومی دید و حسرت میخورد تا چند آنکہ در آرزو

## قرصِ حالِ داد

۵ در افتاد قحطی بشہرے دروں کہ می مردم مردم ز غایت فزون  
حریصے کہ دینار بودش ہزار بدروزہ گردی در آن وزگا  
رسیدش چو بڑاشت از جاں امید پس از فاقہ چند قرص سپید  
ہمیکرد از دور در سے نگاہ بدانساں کہ مردم بخورشید ماہ  
اگر چش تھی کہ پُر آزار بود تھی چشمیشس مانع کار بود  
۱۰ ہمہ روز از آن حسرت آزدہ تا شب او مردوں لقمہ ناخوردہ نہ  
چوبے برزید مرد ہنگام برگ سبوسے نیرزد ہنگام مرگ

ساختن سکندربگ مجلس در باغ و از نامی نوشت لب  
چینی نوشت در سے لبالب نوشت کردن جنگ زن  
۱۵ آل شاہین شاہ شکار دول بودن از شاہ سیر کردن شاہ  
اورا از خلاصہ سرخاب خون بطو گردن کلنگ

کشائیدہ نامت اس سواد  
 کہ چون قریح اسکندر سرفراز  
 بر اس شد کہ فارغ دل شد کام  
 ز پس گر چه چندان غنیمت بہ بڑ  
 ۵ ہمیں وزی از موسم نو بہا  
 ہم از اول باد آفتاب  
 ز باد بہاری ہوا مشکبوے  
 شدہ جلوہ گرنا ز نیان باغ  
 بساط گل از سبزہ گلشن شد  
 ۱۰ بہ لالہ ز فردوس جام آمد  
 شدہ مشکبو غنچہ در زیر پوست  
 بنفشہ سر زلف اخسٹم زدہ  
 کشادہ گل لعل جلاب نور  
 ز بس تری اندام زیبای گل  
 ۱۵ شدہ سرخ گل مفرش بوتال  
 بردوں کردہ سوسن زبان جوش

سر زانہ پس بد نیان کشاد  
 بفریزی از ملک پس گشت باز  
 ازاں کام دل کام گیر تمام  
 کنیفوے پس را غنیمت شمار  
 کہ گیتی شد از خورمی چون بکار  
 بفرخندہ طالع در آمد ز خواب  
 عروس جہاں آب گل شستہ  
 رخ آراستہ ہر یکے چون پران  
 چراغ گل انباورہ شن شد  
 ز رضوان گلین سلام آمد  
 چو تہ دید مشکیں بازوے دست  
 گرد در دل غنچہ محکم زدہ  
 نظارہ کناں چشم نگس زدو  
 شدہ پارہ پارہ سراپے گل  
 بصحر ابروں آمدہ دوستاں  
 ہمیکر دم تقاضے نوش

مرا غم ہمیں کس کو بر گل نسیم  
 چو مقرر اض زریں بقطع حریر  
 بہ نغم گلبن سر انداختہ  
 منفی تر تم فراموش کرد  
 تمنای میخوارگان کرد تیز  
 سبک گشت در خاستن پاپے سرد  
 کبوتر معشوق زماں در ہوا  
 سکندر سے ہوتاں کرد را  
 تنے چند خاص از غلامان دہس  
 زدن بر لبِ حجبے حنہ گاہ را  
 ملوکانہ بزمے بر آراستن  
 تہی کرد از خوشی و بیگانہ راہ  
 بحر لعلبانِ برخ شب چراغ  
 بفرماں بر ہی پیش فرماں گزارا  
 بیک چشم زد در لطن گاہ بود  
 سر نوبتی شد با بر سیاہ

ہوا بر سر سبزہ می رخت سیم  
 بہ چشمہ منفی اربط آب گیر  
 بہ شاخ مرغ ارغنون خستہ  
 از ان نغمہ کو غارت ہوش کرد  
 ۵ غزل خوانی بلبل صبح نیز  
 ز آواز در راج و رقص تدر و  
 ز نالیدن تہسری خوش لہوا  
 بر دہ زینس خوب و عشرت فرا  
 کس از نامداران نہ در پیش دہس  
 ۱۰ بفرمود اشارت ان در گاہ را  
 گل دمیوہ و نقل دے خواستن  
 ولیکن بشرطیکہ در بزم گاہ  
 کس از جنس مردان نامد باغ  
 کمہست کرد اشارت ان کار  
 ۱۵ مرادی کہ اشارت ز در گاہ بود  
 بر آمد سر پردہ بر اوج ماہ

چمن گشت خالی ز نامحسب  
 دگر ماند ریحان و با سنبلی  
 گلستاں پر از سر و آزاد گشت  
 بر خسارہ خوں کردہ گل راجگر  
 دہان لبان نیز از اں مایہ پُر  
 گلاب و شکر با ہم آمیختہ  
 مہ نیمہ و آفتاب تمام  
 ز خواب جوانی ستمگار تر  
 معلق جہانی بہ موشی س  
 نظر بستہ چشم بد اندیش را  
 خدنگ انگنان فرشتہ شمار  
 بہ بردہ ز نایب دنا را بر دے  
 چو آب و اں دست ایشان برد  
 چو پرویں بہ مہمان مہ آمد  
 ہماں ترک چین بود مطبوع شاہ  
 خرد فتنہ چشم تنگ آمدش

رسیدند شکر لبان در زماں  
 نماذ پنج خہ راست گرد گلے  
 ز خوابان میں جنت آباد گشت  
 صنوبر قدانی چو گلنار تر  
 ۵ بنا گوش شاں پر زیاتوت دور  
 لبے پُرمی و در خوے نگینتہ  
 ہمہ ناز پرورد و نمازک حرام  
 ز بیداری فتنہ خونخوار تر  
 مسلسل بے دل بہ گیوسوی س  
 ۱۰ نہفہ معجز گل خوش را  
 بہ بازی از زگس بر خار  
 ہمہ ناپستان دنا رنج خوے  
 سخن گوی بر بطازن خوش ہر د  
 خرامان و خوش پیش شہ آمدند  
 ۱۵ ز چنداں پری پیکران جو ماہ  
 کہ در جنگ خاتاں بچک آتش

جہاں سوزے از مہ شب افروز تر  
 بیک طرہ صد شہر جسم نہ وہ  
 در آمد خسرو مندہ با ہم سراں  
 بطاعت کہ شاہ با صد نشا ط  
 ۵ ز فرمان فرنگ ارغوش  
 دگر ناز نینان گلپسہ نیز  
 اشاقاں کہ بود نزد یک دود  
 جان سن ماند و سر جواں  
 ازاں جو چہران مردم شہرت  
 ۱۰ نواے بر شیم بر آمد برا فوج  
 ز نالیدن چنگ موزوں نوا  
 فروتن شدہ چنگ موزوں سرا  
 خوش آوازی ارغوان رباب  
 بہ نعم چہاں بر کشیدند زیر  
 ۱۵ کرشم کناس ساقی خوشخرام  
 قزاقہ چہاں خندہ زد سزنگوں  
 ز خورشید و لیش جہاں ز تر  
 بیک غمزہ بر ملک عالم زدہ  
 چو مہ در صف مشتری پیکراں  
 زمیں بوسہ زد ہمو نقش بباط  
 بصد ناز بہشت بر جانی لیش  
 بدامن کشیدند پایے عزیز  
 رمیدند یک یک چہ سایہ ز نور  
 یکی شیر و یک بشتہ آہواں  
 شد آراستہ مجلسے چوں شہت  
 ریحق از صراحی ہر دوا موج  
 فرشتہ در آمد چو مرغ از ہوا  
 سر افگندہ و ایستادہ بہ پایے  
 بستاں ہمیداد دار و خجواب  
 کہ از زہرہ و مہ بر آمد نفیر  
 ہمیرخت خون صراحی بجام  
 کہ جہتیش بدان قوت از سینہ خون

بہر سو گل و غنچہ دلوش خند  
 بزم اچسہ لبر ز حدیش بود  
 نشانہ صنم را بہ پہلو سے خود  
 بہر دوش آں ساتی نیم خواب  
 ۵ بقدرت نشستہ دوسرہ جوان  
 ملک عاشق رویش از جان تن  
 گمی گل ہی ریخت اندر کنار  
 چومی رغبت عاشقان تازہ کرد  
 چنان بادہ درنازین را یافت  
 ۱۰ ہوائے دلش قفل عصمت شکست  
 بہ افسوں گری چنگ ابر گرفت  
 از ان نمک اندر پری خانہ شد  
 بر آئین خواب ز شوخی و ناز  
 برد تازہ بود آں گل مشکبو سے  
 ۱۵ کہ از رنگ تر عشوہ بازی کند  
 چو شکفت گل خوش بود بوستان  
 ملک در میاں ہچو سہر بلند  
 دلش ہمیراں دلبر خوش بود  
 چو آئینہ نزدیک زانوسے خود  
 ز لب نقل میداد و از کف شہزاد  
 پیانی شدہ دوست گمانی دل  
 بر انساں کہ او عاشق خوشی تن  
 گمی دست می سود بر سب ناز  
 شکیب از میاں غم درد ازہ کرد  
 کز دشرم ز دست کوتاہ یافت  
 عنان تکلف ر بودش ز دست  
 فسوش بدیو پری در گرفت  
 سیلماں پری وار دیوانہ شد  
 سرودی بر آورد عاشق نواز  
 کہ بوش جہاں اکند تازہ رود  
 گے از بوسے خوش دلنوازی کند  
 ولیکن ہمراہی دستاں

چمنِ دورا زیں جا بے زنداں بُو  
 چہ حاجت بہ بالا سے سرِ بلند  
 شود خوابِ خور بر جو اناں حرام  
 بدیگر رہ آشنایاں ز غم  
 زمن بایش با زبی آموختن  
 و گرت بایشم خرابی کسَم  
 شکر پیش بیرون نیاید ز نے  
 دلی نوشش بادم کہ خوش میخوم  
 بخیزد بر اندامِ خورشید مو  
 بر قص آدرم قنہِ خفت را  
 کہ خوں گرید ابرِ باری نہ آب  
 صنم خانہ را اکلید از من بست  
 صفت تو بہارِ شکست اکنم  
 بہر بوسہ تازہ جانے دہم  
 کَنم چوں گریبانِ گل چاک چاک  
 کلاہ از سر اندازم و سر دوش

چو بے صحبت از جنداں بود  
 کسے را کہ من باشم اندر کند  
 چو سرد جوانِ اکنم خوش حرام  
 بیک غمزہ بر پارسیاں ز غم  
 ۵ مشعبد کہ داند جہاں نخوتن  
 جہاں فتنہ دے شرابی کَنم  
 چو لب اکنم چاشنی گیرے  
 ہمہ خونِ خوباں بکش مے خورم  
 چو در ہم شود کیسوںے من بروکے  
 ۱۰ چو شانہ ز غم زلفِ اشفتہ را  
 بسکے کَنم سوںے بتساں شتاب  
 رنج بہر صنم نا پدید از من بست  
 بہرے کریں چشمِ مست اکنم  
 کسے کش بر حمت ز بانے دہم  
 ۱۵ دے کش سپارم بیا دہلاک  
 چو کیسوںم متنع از طرفِ گوش

پری گر چہ باشد دل آویز تر  
 ہر آن جادوے کا داند شمار  
 بہا رار کند عالمے مشکبوی  
 چون دین تراش کنم ناز خویش  
 ۵ ہنر ہے کہ آمد بے نچسپہ من  
 سپہ آفتاب زمین خواندم  
 چو رقم بیازار نیک اتھری  
 منم قبلہ روم انجا جسم  
 قصبہ چوز اندام بخشم جمال  
 ۱۰ بغمزہ ز کوہ ہے بر آرم نفیس  
 مرا زین قرہ ٹوسگانی ست خو  
 چو سیندہ در نارم آرد شتاب  
 ہستے ست این قامت چوں نکا  
 دل آنکہ پذیرم نبطت ارگی  
 ۱۵ چوز لغم زنج را بچوگاں سپرد  
 ز سیم مگر غیب چیمختہ

نباشد ز من آفت انگیز تر  
 نسا گردی من شد استاد کار  
 دو عالم کنم من بیک تار مے  
 کر انخوں گرفت ست کا یہ پیش  
 بردن نایش ز نخبہ من  
 دگر ماہ بندہ ہیں خواندم  
 جمال مرا بندہ شد مشتری  
 کرشمہ مرا زید و نا جسم  
 کشم گردن ماہ را در دوال  
 وگرموشود موشگام بہ تیر  
 کہ دیدت کو ٹوسگاند مے  
 لبش خشک بینی و چشمش پر آب  
 پراز سیب بادام و نارنج و نار  
 کہ جاں یزدوم در سیم بارگی  
 بازی ز خورشید و مے گوے برد  
 ہلاے ز خورشیدے آویختہ

بزخمہ رگِ نوحں کشایم زسنگ  
 دہم غسل پر ہیر گاراں زے  
 نہ بیند دگر ہوشیاری بجا  
 بود بادہ چوں خونِ مستاں حل  
 می از دستِ من آبِ حیواں شود  
 نظیرِ منش بود مقصود و بس  
 تبار کی آبِ حیواں دوید  
 بہ دیرانہ کم کردہ درخانہ یافت  
 چہ نسبت بمن آن سیدِ رؤے را  
 تو ایشست از دوست تو ایشست  
 کہ در عینِ ظلمات چند ایشست  
 و چشمِ زندگانی رسید  
 من اندر دہاں دارم آبِ حیات  
 من آن آہوم کو بود شیر گیر  
 مرا جامِ گنتی نامیست روے  
 مرا لالہ و گل ز تن میدد  
 من از تارِ موئے کتم پیل بند

بشوخی چو گیرم در آغوش خنگ  
 بستی چو خسارہ شویم زخوے  
 کسے را کہ من مست کردم جزا  
 چو ساقی شوم با چنین زلفِ خال  
 ۵ گل از رنگِ رویم گلستاں شود  
 سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس  
 چو در روشنی چوں منی را نہ دید  
 چو باز آمد آں مے بہ پیمانہ یافت  
 منہ نامِ آن چشمِ اس حویے را  
 ۱۰ چو من کے بود آن کہ در ہر زین  
 مگر شاہِ زلفِ مراد رین یافت  
 چو در خلوتِ من نہانی رسید  
 گرا از چشمِ راجع شد اورا برات  
 گراندا از داو شیر و آہو بہ تیر  
 ۱۵ گرا دہست کینخسرو جامِ جوے  
 گرا از مجلسِ او سمن میدد  
 گرا پیل بند و جسم کند

گراو حربه بر جسم نبردان زند  
 گراو اژدہاے ست در زین لیر  
 گراو گیتی از شکر آرد بدم  
 گراو زنگِ دھیں است بیدر  
 ۵ گراو هست بر تختِ زپایے بست  
 گراو اور اکلاہ است بر آسماں  
 گراو بازخواہد ز شاہاں خراج  
 گراو گنجِ زرِ خچتہ در تمام  
 گراو قبالِ دولت و رایا ورنہ  
 ۱۰ گراو جبرئیل ست با پیر نور  
 گراو تخت گیرد ز کین چو شاہاں  
 گراو دشمنانِ ابخوں خوردن  
 گراو اور ایک آئینہ بر کفِ نشست  
 علمہاے او گر چہ بالا رس ست  
 ۱۵ گمانِ بے ارصد شکار فگند  
 گندے ارصید بند بدم  
 سُرُخِ من ہر شیر مرداں زند  
 من آرم ز زین اژدہاں بریز  
 خیالم بہ تنہا بگیہ در تمام  
 بہرے من ہست صد چین بنگ  
 مراد دلِ او ست جانے نشست  
 مر اصد کلاہ است بر آسماں  
 من از سردراں سر ستانم نہ تاج  
 مرا نیز گنجے ست از سیمِ خام  
 مرا ہر دو چوں کمتریں چا کرند  
 منم قبلہ خوب رویاں زدور  
 من از پازے مہر گیرم جہاں  
 مرا خونِ صد دست در گردن  
 دو آئینہ دارم من از پشتِ دست  
 مرا یک علم ہم زبالا بس ست  
 یک بڑے من صد ہزار فگند  
 من آنم کہ صیتا دگیہ ہم بدم

نگین دے از لعلِ تانی ست  
 سرخس گر جہاں امبارک نمود  
 لم بالپِ شاہِ دُخندہ باد  
 چو سازندہ ارغنونِ نوشِ نوش  
 ۵ ز سرِ ہاخرِ دفتِ سرِ مستِ دنت  
 بخوبانِ دیگرِ ایشا رت نمود  
 چو پرویں ز ہما ہی ماہ راند  
 تہی گشتِ سرِ گاہِ شاہِ ہنشی  
 چو نختے از اں بخودی باز گشت  
 ۱۰ حکیمِ الہی طلب کرد شاہ  
 از اں مہ کہ مہمانِ جبریس بود  
 ملکِ سرخوش دنا زینِ نیمِ مست  
 رسانیدہ این خضرِ صفائی صفا  
 چو نوشیدن از دستِ جاناں بود  
 ۱۵ ز بس کا و ریشِ د آغوشِ تنگ  
 ہماے در افگند باز سپید  
 نگین لبِ منِ سلیمانی ست  
 من از سے مبارک ترم در درجہ  
 مِرحم با چہاں سوسے فرخندہ باد  
 بدیں ہرنی کرد تاراجِ ہوش  
 ملکِ اعنانِ دل از دستِ ریت  
 کہ ہر یک بسوسے چمیدند زرد  
 مہ آفتابے بحسبِ گاہ ماند  
 ولیکن شہ از خوشین شد تہی  
 زمستی بچہ سزاند از گشت  
 کہ بستند تا عقدِ خورشید و ماہ  
 سکندرِ سلیمانِ ملتیس بود  
 دو عاشق بیکدیگر آوردہ دست  
 بہ اسکندرِ شہنہ آبِ حیات  
 ہر آبے کہ ہست آبِ حیواں بود  
 بنفشہ دیدم از گلے لالہ رنگ  
 در آمیخت گلبرگ با مشک بید

گئے انجمن چید و گاہے شکر  
 گہ از نار و اں سببِ اختہ بود  
 ہمیش نار بر دست و ہم آبِ نار  
 کشید از دو الِ قصب ماہ را  
 کلیدِ حنرینہ بخازن سپرد  
 گہ سفتِ دیا قوت بیرون نشانند  
 پیالہ فنا دئے ناب رفت  
 شد از پردہ تار بر بط نواز  
 بخاتونِ پردہ نشین داد ہوش  
 نشد ماندہ تابست منزلِ برفت  
 زمستی آسایشِ خواب کرد  
 فر دستِ خالی سیہ از رو  
 نمود از پسِ چادرِ شبِ حال  
 نشستند با ہم چو در دخلِ موم  
 ہماں ساز شبِ عالی آواز گشت  
 کشیدند صفحا کر اں تا کر اں

ز شاخِ گلِ دُخسلِ خرمائے تر  
 گئے نار با سببِ پیوستہ بود  
 گرفتہ ز گلِ حنر منے در کنار  
 ز ساعت کمر ساخت دینواہ را  
 ۵ بگنجینہ آرزو دست برد  
 بکان گہر شاخِ مرجان نشانند  
 چو خورشید را چشم در خوابت  
 بہ بر بط زنی زہرہ پردہ ساز  
 بہ پردہ درون خسرو پردہ پوش  
 ۱۰ در اں ہ کہ ہر گامش از دلِ برفت  
 چو ز اں مے دلِ تشنہ سیراب کرد  
 چو شدومی صبحِ رخسارہ شوے  
 عدسانہ خورشیدِ چلنی خیال  
 دگر رہ مہ چینِ خورشیدِ دم  
 ۱۵ ہماں عشرت دے ز تہ ناز گشت  
 رسیدند باز اں پری پیکراں

ررود و سرود و گل و نقل دے  
 بشادی ہمہ وز ساغوز دند  
 بہنگام شب عاشق رفتہ ہوش  
 بیک بوج زینگو نہ تا چنہ گاہ  
 ہمہ عمر ازاں پس بت سیم ساق  
 سکندر کزاں ساں جہاندار بود  
 بخراگاہ ذوق و طرب گاہ بزم  
 حریفے بدانگو نہ در خور داشت  
 جہاں خورد و خوش خورد پد و دگر  
 تو نیز ار تو انی ہمیں سو دکن  
 کہ فردات چوں خوردند ہد کے  
 بنجاک اندرون لقمہ خور کر دست  
 بجام طرب زندہ کن جان پاک  
 بیاسانی آن گنج دان نشاط  
 بدہ تا نشاط سخن نو کنیم  
 بیامطر با ساز کن چنگ را

فزائیدہ شد خور می پے پے پے  
 گے چنگ کہ بر بطر تر زدند  
 بت دوش را بست پیمان دوش  
 تراں کردہ بودند خورشید ماہ  
 بنودی ازاں حُفبت تا استطاق  
 پرستار خود را پرستار بود  
 بصحرے سخن و میدان زم  
 و گردشت با او برابر داشت  
 بدین ماہ نام نکو سود کرد  
 جہاں انجور شاد و پد و دکن  
 پشیمانیت خورد باید بے  
 جز افسوس و حسرت دگر خور دست  
 کہ محتاج جرعه است مردہ بنجاک  
 کہ اندیشہ ادر نور دو بساط  
 وز مجلس آراے خسرو کنیم  
 بناش در آراں پرہنگ ما

زہو گیر کز ذوقِ آوازے      حرفیاں نگر دند محتاجے  
 ستائشِ جوہر بانی کہ از فعلِ ایشان متاعِ انفعال  
 نریرد کہ پیش از آن دیر کیفیتِ دیگران کم بُرہ بودند  
 و چون آن وضع ملکِ ایشان باشد بغیری مضاف  
 نتوان کرد مثلاً کردہ کس در ملکیت ستان سخن گویند  
 از آن مقولات عشر جوہر ہاں کی تو انہا د موضوع و  
 صنعت دہ و دیگران اکہ چون اعراض اند چنان  
 بقای نباشد

دل روشن آئینہ شد ز غیب	کہ ہر دم بر آرد خیالے زجیب
بہر پیشہ پیکرِ نو کند	بہر پیکرے زیورِ نو کند
بہر صنعتے کا پیش در گرفت	مموداری از خود بر آرد گفت
چو بکار نہ گزارے اندیشہ را	ترشے وہی عاقبت تیشہ را
ز خود قابلے باید گنجین	نہ در قالبِ دیگران گنجین

ز آرایش تیغ و پیکاں سپر  
 دریں فن توئی پس رودیگران  
 کہ خلقے کنی پس رود کار خوش  
 بسین تا چه فرق ست از دماہ تو  
 کہ ایں نخل کار ست داس نخل بند  
 کہ در ہر زمان صنعت انوی ست  
 کہ باید پناہ از پیے بیم کرد  
 بموشاں کہ فرمود لقب انگنی  
 کہ در خس رنگانی بود موشگان  
 کند خانہ صدف سراز لعاب  
 کہ ہم خانہ تے کرد و ہم سختے  
 کشد ارشکم خانہ خود بروں  
 کہ او در شکم خانہ دارد نہرا  
 کہ حاجت ندارد بہر خانہ  
 بہ خانہ است بایت بسیار چیز  
 کہ سازد ہر آنچه بدل کرد خوش

مثل گرتو آہن گیری در ہنر  
 چو ایں کہنہ آمد بودیگران  
 مثال دگر کن بہنجا ز خوش  
 چو ہر صنعت آید ز دانا بہ تو  
 ۵ در انگیرش و ساخت فرق ست چند  
 بد لمانبازا دستاد قوی ست  
 و گرنہ مبرغاں کہ تسلیم کرد  
 بوراں کہ آموخت صحرا کنی  
 بے ہست کنج شک بار یک بان  
 ۱۰ بز بنور میں کر پیے خورد و خواب  
 گس کا بگین ست بگاہ دے  
 بہر خانہ میں عنکبوتاں کہ چوں  
 چرا گاہ پوید بہر خانہ خوار  
 ازاں جانور ساخت کاشانہ  
 ۱۵ ولیک آدمی را جبستہ خانہ نیز  
 براں می گمارد بناچار ہوش

ہمہ خلق وضع گزینش پس کرد  
 کہ تا ماند از گردش روزگار  
 ز جمشید ماند آلت دار و گیر  
 ز تور او کله و زکیاں تختِ علاج  
 ۵ ز کینخسرد - آل گیتی افروز جام  
 صطرلاب آئینہ گوہ سری  
 چنان گزسراں ماند سازسراں  
 و لے رختِ خاص ارچہ موزوں سست  
 مہیش کلِ غریب چون بویست  
 ۱۰ دگر آسیای سست اندر خراس  
 در آندم کہ گرد شکم دام خواه  
 چو ترکِ گرسنه خورش گم کند  
 شنیدم کہ در روزگارِ نخت ق  
 ہمہ کس ز راہ نیازے کہ دشت  
 ۱۵ یماں تیغ ترکاں کماں ساختند  
 یکے پنبہ رشت از پے جامہ را  
 متاعے باندانِ خویش کرد  
 نمودارے از ہریکے یادگار  
 سریر از سلیمان صاحب سریر  
 درفش از فریدون ز ہوشنگ تاج  
 کہ دیدے در دراز گیتی تمام  
 نمودارِ آئینِ اسکندری  
 دگر سازها ماند از دی مگراں  
 بکالائے کم حاجت افزوں سست  
 بسیں چند باریک بیزے دست  
 دقیقہ نگر چند دار و اساس  
 گلین دیگ بہتر ز زرین کلاہ  
 کله در تپہ دیگ ہمیزم کند  
 کہ انداز ہر تیشہ می شد دست  
 ہی ساخت آہنگ سازی کہ دشت  
 زماں دوک - مردان سنال ساختند  
 یکے بافت پوشیدن عامہ را

یکے بہر آبے سفالینہ ساخت  
 یکے تیشہ ساخت بہر شراب  
 یکے تیشہ آراست از بہر چوب  
 یکے آسیارادو پایہ نہاد  
 یکے خوان کاسہ پدیدار کرد  
 ہمہ نختہ دیگر ایں می خورد  
 کہ ترتیب عالم شد آراستہ  
 چو مینی بکلم خنچے آید منسراز  
 ولے پاس صد گنج دار دزدو  
 کہ وہ خانہ را پاک دار و خن  
 بحر بادشاہ کس نکر دے چراغ  
 ہو س شد بکالے افزون کار  
 گر دے نقش و نگار آمدند  
 گر دے کشیدند شطرنج نرد  
 گر دے بہار و کبوتر شدند  
 ازاں بیشتر گشت بازیچہ نیند

یکے بہر زیب خود آئینہ ساخت  
 یکے شمع افروخت از بہر تاب  
 یکے پتک و سداں زد از بہر کویا  
 یکے دستہ بر صلا یہ نہاد  
 ۵ یکے گونہ گونہ بر انگیخت خورد  
 کنوں ہر چہ ایں مرد ماں می خورد  
 شد از ہر س آرایش خاصہ  
 بر نختے کہ باشد فراواں نیاز  
 چراغے ہداں کے زند لاف نور  
 ۱۰ بود نرخ جاروب فلسے و بس  
 گر ایں ساز ہا پیش جتے فراغ  
 چو کالے و کار آمد اندر شمار  
 گر دے ہزار و تار آمدند  
 گر دے ہنگامہ گشتند فرد  
 ۱۵ گر دے بچوب و رسن بر شدند  
 چناں کالت کار ہا شد عزیز

ازین نکتہ مقصود دم آن است پس  
 کہ ز ایندہ باید دل پر ہوس  
 بہین تا بزرگان چہ ساختند  
 کہ کار تو پیش از تو پرداختند  
 توانی تو با این ہمہ سرکشی  
 کہ یک سا ز این ساں ز خود کشتی  
 کساں کنر خود این جملہ فرمودہ اند  
 نہ آخر چو ما آدمی بودہ اند  
 ۵ چو آگینزش زیرک افزوں فتد  
 دم اندر دشمن وضع موزوں فتد  
 عجب نبود از بے فسون فوسوں  
 دماند بر از علاج و گل ز انوسوں

## حکایت و تراشیدہ کہ یکی برنج از استخوان بریں کشید و دیگرے کنجد از شاخ بر آورد

۱۰ تراشیدہ پیرے ز طبع جوان  
 برنجی تراشیدہ از استخوان  
 بہ ہچوں خودے بردن خواہش نمود  
 کہ این داند را پختہ پیش آرزو  
 سدم دوردو دیگرے جشاں فشاں  
 زمانی ز پامیہاں انشاں  
 چو کرد از پے چاشنی کام تر  
 بدان داند تراول بے خام تر  
 زمانی دگر ماند چوں باز دید  
 بزیر نہیں سہاں راز دید  
 ۱۵ چو آن خام کارے گزشت از فیا  
 ز صنعت شد آگاہ صنعت شناسا

۱- سس :- مقصود آنست - ۶ - (سرخ) ق :- از دندان ہاں - ۱۶ - شد آن مردو

۱۴- سس :- دگر چوں چشید آن ہاں راز دید

کمن کنجے داشت ناکاشته      زہر خیں روز را داشته  
 بباریکی از شاخ بر کرده ساز      کہ از کنجش کس ندانست با  
 بہماں کفے داد کیں کن بکار      دے تارسہ تمہ خوشگوار  
 ہنرمند کردش چو در کام جاے      نشہ چہ دندان پولاد خاے  
 ہر دوں برداں خوردہ دبارت      کہ اس کنج از کشت زار کہ رت  
 بگفتش نینوشندہ سخت کار      کز اس کشت کا دہر بخت بہار  
 ہنر پروراں کز ہنرے پرند      یکے از یکے در ہنر برتر اند

داستان دو اتی کہ خداوندان مروئی از برے  
 حال استقبال وضع کرد مذہبی برانکہ اسم ایشان انان  
 فعل در حرف ماند و ذکر مصنوعاتیکہ اسکند بہامام  
 الہی قوت طبعی صنعت یا ضعی اختراع کردہ و باشار  
 او بر قانون حکمت تمام گشتہ و مناظرہ پینان و رمیا  
 کہ در نظر او بود قصہ سطرلاب کہ در آفتاب گردش<sup>۱۵</sup>

۱- ق ۱ :- روزش آراستہ ۳- س ۱ :- دگر ۵- س ۱ :- ہر دوں کرد

۲- س ۱ :- کہ مردانہ کہ گوے ہنرے ہنرے ۳- س ۱ :- ہنرے ہنرے

# برہان روشن شد صورت حال آئینہ وار در و رنم

نمایندہ صورتِ این جمال  
 کہ اسکندر انرا و پھان وی  
 بر او زنگِ کنجشوی سود پے  
 ست جام بر دستِ بخشندہ کرد  
 جہاں ادر و بے مدار ابدید  
 بے حل شدش مشکل روزگار  
 بے یاد آن شاہ در دل نگاشت  
 دلش خواست از رے پوشیدہ  
 چو گوہر بروں آمد از تیر کاں  
 کز ان در بینی کہ دارم ہوش  
 نماں بے این جام آئینہ نام  
 دروے دمیدم ز جان عزیز  
 کنوں کاں ہمہ بادشاہی مرہت  
 حکیمان کہ من دارم از پیش و کم  
 چرا باید حسرت کہ در روزگار  
 چنین داد آئینہ بیرون خیال  
 چو در رفت در غار کنجشوی  
 بہ کنجشود و دیگر آراست جاے  
 تماشے آن جامِ خشنده کرد  
 نہاں جہاں آشکارا بدید  
 بے راز پنہانش گشت آشکار  
 کز آنساں عجب یادگارے گزشت  
 کز دینیز ماندنشانے بہ ہر  
 فرد سخت این قصہ بازیر کاں  
 چو کردم من این جام بے بادہ نشا  
 دریں جامِ خشنده دیدم تمام  
 براں جام و سازندہ جام نیز  
 بزرگی ز مہ تابا ہای مراست  
 نہ کنجشود آن دشت ہرگز نہ جم  
 نشانے نامد ز من یادگار

زمیں بوس داندروشن دلاں  
 چہ فرمود شاہ کفایت شناس  
 ہر آن فن کہ مہت دار مردم بود  
 بر این گفته با ہم شستند راست  
 ۵ ہمہ فیلسوفان جس پر پیشہ  
 ہمہ کس در ان از پوشیدہ تر  
 چو ہر کس مثالے ز ہر باب ساخت  
 بیونانی اصطر ترازو بود  
 دگر معنیم باز پرسی زلاب  
 ۱۰ چو این ناما شد بہ پیوند راست  
 پس آن کو مراد صطرلابت  
 دگر کار دانان راں دوری  
 یکے گفت لاب ست نام حکیم  
 اگر چش بر اسکندر اندختند  
 ۱۵ دگر گفت لابے کش این نور بود  
 دگر گفت دیدم بتاریخ عام  
 نمودند کائے قبلہ مقبلاں  
 کہ آں بر کفایت نکردیم اساس  
 نہ مردم بویم ارز ما گم بود  
 کہ ما ادکند آنچه جویندہ خواست  
 نہا و ندرے اندر اندیشہ  
 باندیش می کرد جہتے شکر ن  
 ارسطوے دنا صطرلابت  
 کہ در کئے عدل سازا بود  
 بود ہم بگفتار روم آفتاب  
 بت ترکیب موزوں صطرلابت  
 ترازوے نور شید باشد درست  
 دگر گوں نمودند نام آوری  
 کہ او ساخت این پیکر مستقیم  
 دلی پیش از اسکندر شختند  
 ارسطوے فرزانه را پور بود  
 کہ شد پور اوریس الایام

ازاں بہرہ کو دہشت اندر سپھر  
 برائیں گو نہ ایس با جہرا را کہ ہمت  
 بر آراستہ نین ساں ترا ز دے مہر  
 کنہ ہر کسے بر کسے باز ہمت  
 درستی شدش ہم ز رطو دست  
 بجار صطلاب مے برد رنج  
 بفرنگ فرزانہ گرد تمام  
 کہ در ثقبہ خورشید را بر کشید  
 بد آں عنکبوت صطلاب زاد  
 شدش از خورشید روشن چو روز  
 ہوس پیش گشتش در آں ساز ہا  
 کہ در چند گہ شاہ فرزانہ خوی  
 مثالے بر آراستی در نماں  
 شدی پردہ از پیش برخاستہ  
 عمل یافتی در عمل ہائے خویش  
 بنرخ اندک و در عمل بقیاس  
 ترازوی وکیل کیان گذست  
 ہمین کوفت بر پنج نوبت دل  
 از اں بہرہ کو دہشت اندر سپھر  
 برائیں گو نہ ایس با جہرا را کہ ہمت  
 تحقیق چوں کردہ شد با جہمت  
 غرض سالما خسر و کار سنج  
 ۵ کہ ماہم بر آئین پیشینہ جام  
 بخورشید سنجی چنان کمر کشید  
 سما کو چو پیرنگس تاب داد  
 از اں تنگ سوراخ بنیش فرو  
 ز آگاہی آں چنان راز ہا  
 شنیدم ز گویندہ راست گوی  
 نشستے بفرزانگی با مہماں  
 چو گشتی نموداری آراستہ  
 در آں پیکر از پیکر آراے خویش  
 ازین ساں بسے ساز ہا کرد اسآ  
 ۱۵ نشانما کہ امر دز ازاں مرکزنت  
 ہمیں رخت در طاس ساغزال

سہ از فے شد و پنج سخنر ناماد  
 سہ و پنج شاں در سپنجی ہرے  
 زگر گیسندہ بود و پنگی سہ ہم  
 ہمہ سازاں اہم از جام ساخت  
 بدل شد بکر پاس چرم ننگ  
 بدوران ادب شتر یافت ساز  
 ز آرائش راے جمشید ماند  
 کہ در حاجت و حکمت آید بکار  
 خبر یافت ہر چاہک اندیشہ  
 بسوے ہنر جو نامادند روے  
 باندان کار می یافت گنج  
 بفرخندگی بود بر تخت علاج  
 مسلسل چون پنجبیر زر یافتہ  
 گراں کردہ جائے گراں مانجان  
 حکیمان ز حکمت بیان کردہ راز  
 ہی رفت گفتاے از ہر روے

چونباید نوبت سکندر ناماد  
 بماند اینک از چرخ گردش نامے  
 سراپردہ و خمیسہ از گاہ جم  
 ازاں رختما کر پئے عام ساخت  
 ز فرہنگ آں خسرو در دم وزنگ  
 بہر آلت کہ بیش است ہوش نیاز  
 نمطہاے شاہے کہ جاوید ماند  
 ز اسکندر آں ماند در روزگار  
 ز بس کو فرہ شد ہر بر بیشہ  
 ہنر نشیہ مردم ز ہر چار سو  
 ہنر نشی می برد ہر کار سنج  
 بفرخندہ روزی حد افونج  
 بزرگاں کمردر مکر یافتہ  
 بہر کسی نشستہ قوی پایگان  
 ندیمان ز دانش سخن کردہ ساز  
 ز ہر موہنمندی و دانشورے

زہر ماجرا ہے چو بگزشت کار  
 زکار آزمانا نوتا کس  
 چو گفتند کس زہر کو نہ چیز  
 کہ صنعت گر چند بار یک ہیں  
 ۵ ازاں جا کہ شد دعویٰ کا رشاں  
 در ایوان شاں خواند باید براز  
 ملک گفت تا پیش خواند شاں  
 فرستادہ تک د از بار گاہ  
 طلب کرد ز ایشان شہنشاہ ہم  
 ۱۰ ہماں نقش بندان د انش پسند  
 پس آنکہ کشتا دند کیسر زباں  
 ہمیشہ جہاں زیر سرمانش باد  
 ہنر پیشہ چندانے خیال  
 کہ تمثالِ حسینی چہاں بر کشیم  
 ۱۵ کے آید ز رومی نمودار ما  
 ہراں نقش گز خامہ شد رو کا  
 صنعت گر بھیبا در آمد شمار  
 ہی گفت ہر کار دانی سخن  
 سخن گفتا رطلوے اندہ نیز  
 بروم آمد ستان ذرا تصاویحیں  
 بدون ست اندازہ گفتا نشان  
 کہ برہاں دعویٰ نماید باز  
 تبر تیب صنعت نشان شاں  
 سبک حاضر آورد شاں پیش شاہ  
 کہ بیرون دہند آنچه دارند بہر  
 شدند از قرہ خاک ر نقش بند  
 کہ جاوید باد اسر سرداں  
 ز شمع خرد نور در جانس باد  
 ز چیں آید سیم صنعت سگال  
 کہ بر حرف رومی تسلیم در کشیم  
 کہ گم گردد اندیشہ در کار ما  
 بدیوار ایوان نخب بند زجاے

بسیر و سکون ست چون ما دست  
 مشابہ بود باہم موبہ  
 دہد لپت اگر لپت سوش کند  
 ہمہ آں نماید کہ ہم آیش  
 کہ بے جاں چنہا تو اند نمود  
 بروم اندر ان نقش و سلفش بند  
 بفرمود خاصان در گاہ را  
 رسید پیش شہ از ہمہ مرزوم  
 کہ بر چنہاں نکت چنی کند  
 بفرماں رسیدند در پیش سخت  
 کہ ہر کس بجائے کند کار گاہ  
 جد اگانہ ایوانے آراستہ  
 کہ با خصم سازش برابر نمند  
 دوار زنگ را در دو ایوان سکر  
 در ایوان خود پردہ راز خویش  
 ہی بست از ان سال کہ اندیشہ داشت

ولی نقش ماکان از خامہ رست  
 مقابل بود جملہ اردو بروے  
 کند ہر چہ در پیش ویش کند  
 چنان مپشت آید کہ پیش آیش  
 ۵ از نیساں خیالے کہ داند نمود  
 نیابند اگر چہ جویند چہند  
 شکفت آمد این ماجرا شاہ را  
 ز ہر جاے پیکر نگارے بروم  
 چنان در ہنر نقش مینی کند  
 ۱۰ نگارندگان جملہ با ساز و رخت  
 اشارت چنان آمد از بار گاہ  
 کند رومی از نقش نو خاصہ  
 بہ چنی ہم ایوان دیگر دہند  
 و کیلان ایوان نمودند جاے  
 ۱۵ گرفتند ہر قوم با ساز خویش  
 خیالے کہ مردم ہنر پیشہ داشت

سپرِ نذرِ دستِ حاکم ز مام  
 با یوانِ دومی در آمد نخست  
 ر بوده زار زنگ مانی سگب  
 خیالے بصد نقش چون وزگار  
 پس انگہ بہ پینی گرایش نمود  
 چہ بنید کہ خود تاپ دیدن بدت  
 سر اسر ز دودہ بصد روشنی  
 نمودہ چو صورت بدیوار ہا  
 بہر جانے سپیکر خوش دید  
 دراں بے نظیری نبودش نظیر  
 بہر جانیا لیشس ہمراہ بود  
 نمودار او بود جنبش نماے  
 شگفتی فرو ماند کیب ارگی  
 نیارست از اں جانظر برگرفت  
 بیدیاں شد دست حیرت گزناں  
 نخست از چہ ساں شد بچیں دناے

چو شد حجت ہر دو دعوی تمام  
 شہ کار داں بہر اں با حجت  
 صنم خانہ دید خاطر فریب  
 نگاہے بصد زنگ چوں نوبہار  
 ۵ بے درمیاں استایش نمود  
 چو ر شد بہ یوانِ پیش گماشت  
 ہمہ رے ویوار دید آہنی  
 در اں روشنی عکس دیدار ہا  
 اگر پس نظر کردو گر پیش دید  
 ۱۰ جہت ہائے یوانِ صورت پذیر  
 کسے کو بہر اہی شاہ بود  
 براں ساں کہ جنبید ہر کس ز جاے  
 چو شد شہ در اں عقبہ نظارگی  
 بہر سو کہ نظارہ در گرفت  
 ۱۵ چو کم دیدہ بود آئینہ پیش از اں  
 بر سپید کیں ساز آہن دلاے

کہ ان زیرکاں کیں ہنر خواتند  
 کہ رے کٹر لقوہ گرد دست  
 عروساں چیں اشدا فرزند  
 زد دست عروساں بشاہاں رسید  
 چہ بر چیں چہ بر کار سنجان چیں  
 ز چیں گشت صورت نمائے بوم  
 اساسش ز خاقان نہ ز اسکندر  
 نشانِ دگر یافت نام آوری  
 کہ شہِ برونے براورنگا  
 رسید پونیندہ در بارگاہ  
 نفیر از فرنگان بیداد خوے  
 بر آورد آتش ز دریائے روم  
 شد ایس قوم بے عاقبت اتمام  
 بدنبالِ شان بادرا پویہ کند  
 وزاں گوئے تاراج کشتی کند  
 سلامت بسا حل نیاید یکے

ہنر پروراں پاسخ آہستند  
 اساس ہنر بر آں شد نخست  
 از اں جاہر دست گاہی نشست  
 خبر چوں بصاحب کلاہاں رسید  
 ۵ سکندر چو بشنید کرد آفریں  
 دریں صورت آئینہ در مرز بوم  
 سخن کرد رستی بشرح اندرست  
 ولیکن سکندر دریں آوری  
 نگارندہ ز اں گوئے نسبت این سخا  
 ۱۰ دل آزرده چند تاراجِ راہ  
 نمودند کای خسرو نام جوے  
 گر چہ ز گرمی چو بادِ سموم  
 جزیرہ کہ خواند قبرس بنام  
 از اں جاہکشتی نشیند تند  
 ۱۵ پیایے بصد گوئے زشتی کنند  
 جہاز از فرون بست در اندکے

چو مارا بدین جانب آمد حجاز  
 نمودند در کشتی مانتاب  
 بانوہ در ما در آوختند  
 ز شامیم بازارگان سچار  
 ۵ ز مغرب طرائف بے دستیم  
 کسانیکہ کردند زور آوری  
 چو شد کشتی ما ز زنجیر گاہ  
 متاع کہ دزدان ما برده اند  
 چو شہ میسر بحر و بیاباں بود  
 ۱۰ چو تو پاسبانے و غارت چنین  
 چو تاراج گشت اشتر سارباں  
 اگر داد ما دادشہ ورنہ پیش  
 سکندر چو بشنید فرماید شاں  
 بخود گفت کائے بے بیگاہ و گاہ  
 ۱۵ اگر چارہ شاں من نہ سازم برآ  
 بود واجب افتادہ رایارے  
 رسیدند پیرامن ما سر از  
 چو موجب کہ در کشتی افتد ز آب  
 گرفتند و خستند و خویستند  
 باز مینہ می کشیدیم بار  
 بیاد اش سر حمله بگذاشتیم  
 سپردند کالاد سر سر سری  
 کنوں ماؤ زنجیر دہلہ شاہ  
 نہ از ما کہ از بادشاہ برده اند  
 بتاراج ما بر کہ تاواں بود  
 جہاں چوں پذیرد عمارت چنین  
 چہ سود از تو انانی کارباں  
 ستانیم داد از خداوند خویش  
 فروشد باندیشہ دادشاں  
 پناہندہ را شاہ باید پناہ  
 دگر کمیت بیچارہ را چارہ سا  
 دلی دارد این کار دشوارے

گریں پویہ بودے بصر او کوہ  
 چونتواں بدریا فرس تہا ستن  
 مرادیر یا زست تا در دل ست  
 بدیاں گونہ کا ندر سطرلاب ہا  
 ہ بسا زیم شکیلے دگر تانباک  
 شبے چند یا فیلسوفانِ عہد  
 چو بانو خجالی گرفتند راست  
 بفرمود شہناخداوند رائے  
 چوسرمایہ کار شد ساختہ  
 ۱۰ نمونہ کہ از چینیان دیدہ بود  
 بدیاں ہنونی کہ فرمود شاہ  
 تبدبیر شکیلے برد خستند  
 طلسمے در آئینہ کردند ساز  
 چو شہدیکر روشنائی و تاب  
 ۱۵ بفرمود بترسط دریاے روم  
 دویدند معماری و بنا بکار  
 زمیں گشتے از بار شکر ستوہ  
 بساید دگر چارہ حسنتن  
 اساسے کہ ترتیب آن مشکل ست  
 تو ان دید افلاک را باب ہا  
 کہ بنیم از ورا ز دریا و خاک  
 با گیزشش تازہ می کرد جہد  
 خیال آشکارا شد و پردہ خست  
 ہم آہن ساند ہم آہن زدائے  
 شد اندیشہ کار پر دختہ  
 بدانان نمود آنچه بہ حیدہ بود  
 نمونہ نہادند در کار گاہ  
 وہ اندر وہ آئینہ خستند  
 کہ روشن تو ان دید راہ دراز  
 درخشاں شد آئینہ چون آفتاب  
 منارہ بر آرد چون نخل موم  
 ز بنیاد گیتی بر آرد غبار

کہ در چشمِ انجم رساند گزند  
 شہ آئینہ را بر سرش بر کشید  
 بے عکس گیتی پدیدار گشت  
 باندا زہ شصت فرسنگ بیش  
 نمایندہ گشت اندر آں آبِ رنگ  
 کہ باشد میتا بدریائے ژرف  
 شود عکس از آئینہ پیکر نامے  
 شبانندہ ز آں سوے پرختہ  
 بدریائے شویند از ایشان زمین  
 براں ہر نماں حسن فی خلتند  
 خراماں شدہ را ہر وہ بے گزند  
 سفینہ نہ گشت اتر از باد ہم  
 شد از کشتی نوح بے بیم تر  
 ہماں آئینہ نیز بر عکس کا  
 جہاں برد گر کہ حنیایاں سید  
 براں آئینہ پاس ہ داشتند

باہے کشیدند میسے لبند  
 منارہ چو اندر ہوا سر کشید  
 در آں سطح روشن کہ بر کار گشت  
 نمودند رو عکس دریا ز پیش  
 ہ جزیرہ کہ ہست آں زمین فرنگ  
 بفرمود صد کشتی انکہ شگرف  
 چو جنبش کند مرد قبرس زجاے  
 بکشتی بود بدستہ ساختہ  
 براں اہگیراں زنند از کیس  
 ۱۰ بر نیگونہ چون چند کہ تا خلدند  
 رہ ایمن شد از دزد بیداد مند  
 چو الضاف شہ زد بدریاء رقم  
 ہماں شبانندہ در حیر گزر  
 بماند آں منارہ بے روزگا  
 ۱۵ چو دور سکندربایاں رسید ق  
 ہماں رسم پیشین نگہ داشتند

فرنگانِ حسن زبیا چارگی  
 نہانی بر آئینہ داراں شدند  
 پوشد دزد با پاسبانان یکے  
 شبے بر منارہ شدند از شتاب  
 ہماں شورِ دریا ز سر تازہ گشت  
 از اں پس چنان کاروائے سجا  
 زمانہ کہ دزدیت بریںہا  
 بیاساقیا زان مے دلنواز  
 مے صاف کاہد چو مارا بہ تن  
 ۱۰ بیامطر باغمے خوش بر آر  
 بز زان زباں اہ بابی دنگ  
 کہ شدراہن ہچو تیغِ فرنگ

صفت دے دیوانہ و آہنی گشتن ز نجاب و بستہ شدن  
 چشمہا از جنبش و ذکر روز بازار خورشید گرمی ہما  
 ۱۵ آتش و شور خلق در مومنہ و سوزن شدن مومے برن  
 پیراہنای گرم شدن پشت پوسین لوشاں و تحریص معاشرہ

## دعوتِ پستی

خوشتر کہ گرم درماہ دے  
 ہم از تابِ آتش ہم از تابِ جو  
 مے روشن و ساقی چون شکر  
 بریشم زین سادہ زانِ خوبتر  
 کبابی و نقلے و سمنجوابہ  
 کہ جانے ستاند بہر لایہ  
 ۵ کے کیں تناسس ہمہ بود  
 اگریش ازین جوید ابلہ بود  
 مشوا ابلہ اے مردِ عشرت پسند  
 ز عشرت دے چند شو بہر مند  
 بکف گیر جامِ درفشندہ را  
 در و ریز یا قوتِ رخشندہ را  
 درآمد زمستان و شد تیر ماہ  
 گرفتند کس بکنجے پناہ  
 دے آمد بدیوانگی چون بہار  
 گسست آب ز بخیر و جو سبار  
 ۱۰ کف ابر رستم کماں گشت باز  
 خزاں کرد بانزوی بہمن دراز  
 چناں آہب جان نو ازندہ گشت  
 کہ چون الہ دندان گدازندہ گشت  
 بچے رواں دے چہ تعلیم کرد  
 کہ سیما ب لرزندہ را سیم کرد  
 حصار ی شدہ ماہیاں زیرود  
 بقعر زمین رفت ماراں فرود  
 گر نرندہ شد مرغ ازاں لوبتاں  
 ز سوے خراساں بہند و ستاں  
 ۱۵ بدشت آہو و شیر مسکین شد  
 بخانہ زن مرد پشیمین شد  
 فک ب فک جبہ کمتراں  
 و شق برو شق شقہ مہمتراں

جگر پریم شمشیر سسما کہ چوں  
 ہمہ کس ز مویں نہ تن کر دہم  
 زنوںے شدہ برد پانیدہ تر  
 بر آں کس کہ بادِ مخالفِ نذیر  
 ۵ ز بادِ مقامِ کشش کینہ کش  
 برہنہ تنان از تن پوششِ کم  
 شب آں کوندار دز پوش فراغ  
 فرومایہ لرزندہ چوں بید میں  
 چو چشمِ خساں روز کو تاه باز  
 ۱۰ شب از کوتی مرغ بے بال بود  
 بر آتش ہمہ خلق ہنگام وار  
 دریں موسم آں اشمار آدمی  
 بمقدار سزایہ خوشتن  
 یکے لعل روشن فتاند بجام  
 ۱۵ یکے گوش ارد برود و رباب  
 یکے ترہ و مرغ برخواں نمد

نخر د شیر در چسرم رو بوزوں  
 گلیمینہ را گشت بازار گرم  
 پلاس از کتاں ہا خوش آئیدہ تر  
 مثل گرچہ کوہ است ز موخر نذیر  
 مقامِ دواں دست کردہ کشش  
 دروں رفتہ انودرون شکم  
 طلب کے و خورشید اور چراغ  
 ہمہ جای کے پوش خرشید ہیں  
 چوسوولے زرد و ستاں شب دراز  
 کنوں لف گشت آں کہ او حال بُو  
 چو مرغانِ لبان بہ گل بے قرأ  
 کہ کالے نذار دجس نہ خرمی  
 نمد در طرب پایہ خوشتن  
 یکے در سفال افگند درِ خام  
 یکے بر لب و د نوشد شراب  
 یکے ترہ و تر ب برناں نمد

یکے ہم بخاشاک جانوش کند  
 یکے بانگائے بود گوش گیر  
 نہ از بیش و کم در خوشی کردن بست  
 کہ نعمت بے بدل یاراں کند  
 بہمستی چون خودے ہم خوش بست  
 کہ از ہر چہ وارد شود بہرہ مند  
 بکم خو کن بے غمی پیش ہیں  
 فراخی بجایینی از خوئے تنگ  
 علف کے رسد تا بہ را از خراں  
 بجاں کند نش مردہ باید براہ  
 کمت نیز ترسم گر نزد پیش  
 چوناں خودہ شد دیگ سبکاست

یکے منقل ز بر بر آتش کند  
 یکے با حریفان شود تو شہ گیر  
 خورد کہ در بند خوش خورد بست  
 نہ عشرت چنینیایہ داراں کند  
 ۵ گدائے کہ در گوشہ دُردی کشت  
 چہ فتح شد آں مرد عشرت پسند  
 بہ بسیار جوئی مشو بیش میں  
 چو جو جو بصد کوشش آری بچنگ  
 چو جو بشمرد آسیاباں دُراس  
 ۱۰ چو از نوک سوزن کند نشنہ چاہ  
 چو کم را نخوردی بامید بیش  
 یکے بہر سبکا زناں روزہ بست

حکایت سکے کہ گرفتہ را بر امید نا گرفتہ بگزارشت

ہی بر لب جوے شد پویہ زن  
 تپیدہ بڑے زمیں سولہوے

۱۵ سگ پیر، مردائے اندر ہن  
 مگر ہائے دیدختہ ز جوے

رہا کرد مردار و شد در شتاب  
چو آن جاشد افتاد ماہی در آب  
چو باز آمد و دیدہ واپس گماشت  
غلیبو از بزد آنچه واپس گزاشت  
بخور کم میا از پے بیش را  
غنیمت شماراں کم خویش را

مردے نمودن سکندر در عیش و عشرت و باسارت  
حاجت نقد کے عین بمیل مئے و نعمت با اہل الصبات  
وزمرہ خلافت ادن و بفقہ نار دوزنار با مخلصان جانی  
مشغول شدن از سموہ النار لنا فاکتہ فی الشتا  
۱۰ مزہ نار داناں و نار برداشتن و تیرگی کیش معان ا از بان  
آتشیں روشن کردن و دیدن دیکے لشکر ابکشتن الشہا  
زرتشتیاں و اں کردن

ز آتش فروزان بازند و زند  
روایت چنین می کند ہوشمند  
۱۵ کہ رونے سکندر در ایام مئے  
نشاط بر آراست از مرغ مئے  
نشتند فرمانروایان دھر  
کہ از خرمی باز یابند بہر

بر ششم زناں در سر و آئند  
 چنان یرو بالاشد آواز زیر  
 پری پیکر ان ترخم سرے  
 بہر زخمہ راہ صد جہاں زدند  
 ۵ خرامندہ شد ساقی انجن  
 قح داد بر زندگانی برات  
 دراں وز ازیں سپرخ دولابگرد  
 بکافور پنجاں شدہ قرص مہر  
 بفرمود شاہ آتش افروختن  
 ۱۰ فروزندہ شد گوہر تہا ناک  
 گل انگیز شد شعلہ چون نوبار  
 عجب میوہ رستہ از چوب ز  
 ہم از شعلہ نعمت پری رائگاں  
 ز لطف زباں میزبان ہمسہ  
 ۱۵ بہر خانہ شمع و مشعل فروز

در آرزو دین تبار رود آمدند  
 کہ از مرغ و ماہی بر آئند نفسیر  
 بہر زخمہ شدند از درون دل بے  
 بہر غمزہ در سینہ پیکان زدند  
 چو کبک دری در میان چمن  
 صراحی سخن گفت ز آب حیات  
 ہواے نبار ندگی بود سرد  
 ہی کرد کا فور باری سپہر  
 حطب چو دل دشمنان سوختن  
 چو خورشید کو سر بر آرز خاک  
 ز خوبی بر آورد گلزار مار  
 کہ ہم میوہ خوانی دہم میوہ پیز  
 ہم از دو دغماز ہمسائگاں  
 ز بانس صلا گوے خوان ہمسہ  
 کہے مشعل انہر وز کہ خانہ سوز

۱- سس :- رقیبان باداز - ۷ - ق :- بادورمہ - ۸ - سس :- بنیری - ۱۰ - ق :- گشت آتش

۱۱ - سس :- گلمائے - ۱۵ - سس :- شعلہ

پرندہ کز درفتہ پرتاب زن  
 زکالے کہ درے درخشاں شدہ  
 مے بر شے پر تو انداختہ  
 زتابی کز آئینِ خویش آیدش  
 ۵ اگر کشتہ شد در فرو زندہ گشت  
 بلند افسرے کز خنساں شادیت  
 نمادے زندہ بے آب کس  
 فرو میرد از آب بیجاں بود  
 مراغہ بروغن کند جان او  
 ۱۰ ز سنگ ز آہن بر آورد سر  
 وہ لعل یاقوت کاں ناپید  
 زخاراؤ آہن شدہ گرم خیز  
 گمے از دخانے سحابے کند  
 سہ افزاے از تبریں دوماں  
 ۱۵ ز گرمی کرہ در ہوا تاختہ  
 کرہ کو ز گرمی شدہ بادہ پیے  
 دلش سوختہ لیک بر خوشین  
 سیہ بود۔ لعل بدخشاں شدہ  
 سیہ رے را سرخ رو ساختہ  
 کند سچو خود ہر چہ پیش آیدش  
 بمرہ از دم و ہم دم زندہ گشت  
 زباے بمرہ و ہم از باورست  
 مگر او۔ کہ مرگش در آب ست و بس  
 و گر خود مثل آب حیواں بود  
 کہ روغن بود آب حیواں او  
 چو از سنگ یاقوت و ز آہن گہ  
 تنش جملہ جان چو جاں ناپید  
 دروں رفتہ در ہر ذراہنگت  
 کہ از ذرّہ آفتابے کند  
 کلارہ دخان بمرہ بر آسماں  
 ہوار اور آغوشن جاختہ  
 ز جولاں بے ہوا کردہ جاے

ز عنقریب جانیم برتر ز زده  
 بدین ز اول علم بر زده  
 همین گوهری روشن اجزاشده  
 گهر کو محیط دریا شده  
 سوادِ سیه نامه چند از و  
 سیه روی زنده و پازند از و  
 مغش در خدای فرو زنده کرد  
 خدای که خود کشت و خود زنده کرد  
 ۵ بر همین همش در پریش فروخت  
 که فرجام از دوزخی گشت پیوست  
 بر اہم را گشت بستان نور  
 چنیں کمنہ نورے بنو گوہری  
 سکندرز داندگان باز جُست  
 کہ این آتشخیز فرو زنده چسیت  
 ۱۰ نیاید ازین جوہر تبار  
 چه واجب کند کابلے چند خام  
 چه باید پرستیدن آل ابد  
 مرا کایزد از بر آں آدینغ  
 براغم کہ در آذر آ بادگان  
 ۱۵ کہ باہنیرید زیر دستی کند  
 سیردہ عمان موبدے چند را  
 کہ فرماہی آتش پرستی کند  
 گزفتہ کجبت زند و پازند را

شنیدم کہ آتش در تشکدہ  
 چنان زندہ ماندہ است آتش دہاں  
 سمندر کز آتش بود بچہ زانے  
 براغم کہ آن جانب آرم شباب  
 ہ نایم بہ آتشکدہ سوختن  
 سر سیرید دیگر مبطیح کسبم  
 بسوزد دل مع ہم از دود او  
 بیاسخ بزرگان پاکیزہ کیش  
 نمودند کاسے اور روزگار  
 ۱۰ درست ست کاں قوم ناہوشمند  
 نہ از راہ بنیش نظر کردہ اند  
 زنوںے و تابے کہ آتش نمود  
 ندانند کس چوں پرستد کسے  
 دو قوم اند کہ چشم کوتاہیں  
 ۱۵ مع و برہمن کیں و راشد صواب  
 بہر دو تراٹیت حاجت گداز  
 ہم از عمد زرتشتیاں شد زدہ  
 کہ یکدم نہ مردہ بہت تا این زمان  
 تو ان یافت زان آتش دیر پائے  
 فشانم بر آن نار ویرین آب  
 کہ آتش چنین باید افرودختن  
 بر آن دوزخی خانہ دوزخ کتم  
 بسوزانمش ہم زمعبود او  
 سہر بندگی را بخشاوند پیش  
 بہر دانشت دولت آموزگار  
 نذار دزاندیش راے بلند  
 کہ نظارہ از چشم سر کردہ اند  
 نمودند در پیش آتش سجود  
 کہ او زندہ گردد بچوب دختے  
 بچو رشید و آتش شدہ راہیں  
 پرستیدن آتش و آفتاب  
 کہ او سوزش خویش خود کردہاں

چوزندہ بہ آتش در خوش رو  
 و لیکن فرو سوز زختِ مغاں  
 شد از لرے پاکاں و آزادگاں  
 بفرمود مغ را بنا برکنند  
 ۵ بسوزند ناموس پاژند و ژند  
 پس آبی بر آتش فشاند زو  
 دویدند فرماں پذیراں بر پیش  
 زدند آتشی در ہر آشکہ  
 در آتشی تند کافر و خستند  
 ۱۰ در آتش چنای سوختاں قوم خس  
 فشاندند آں خاکماے خراب  
 ز زرتشتیاں کس نماذ آشکار  
 رہائی ندیدند آں دیگر اں  
 ہمہ خلقِ عمداندر اں جستجوے  
 ۱۵ چنای سکہ راستی شد تمام  
 بیاساتی اں بادہ خوشگوار  
 ہم از راہ آتش در آتش رود  
 کہ تا خود کنند از بت خود قفاں  
 شد از روم در آذر آبادگاں  
 بہر خانہ آتش آتش زنند  
 کشانید ز تار ہار از بند  
 ز کانون آتش بر آرد دود  
 بدستوری کار فرماے خویش  
 کہ گردوں شد از دود آتش زو  
 منع و ہمیزد را ہی سوختند  
 کہ خاکسترے نماذ از ایشان بس  
 ز طوفان آتش بدریاے آب  
 مگر در بیابان و در کوہ ہار  
 جز از راہ نیکاں و پنمب ال  
 بہ از پردہ پستی نہ اندرے  
 کہ کس کیش کثرانداست نام  
 کہ تا اندہ و عنم نہم بر کنار

بیاساقیا ارغانی شراب      کہ محراب زر تیشیاں شد زباب  
 بدہ تا بمستی کتم خوابِ خوش      گشتم آتشِ غم بد ایں آبِ خوش  
 بیامطرب آں چفتہ کز یک فغان      کند ز اہداں را بکوئے مغان  
 چنان زن کہ آتش زند سینہ را      ز سر نو کند داغِ دیرینہ را

۵ نصیحت بہ اصحابِ ہمیں کہ در معاشرتِ اہالی السیف

کو بند و سروتنِ بیدینانِ فلسفہ انیا میزند و دہریا  
 را ہم بزمِ ایشاں قفا زند و بخر تر قضایےِ حکمی

۱۰ نداند و مار میت اذ میت و لکن اللہ رمے

چہ فتح کسے کزدل تر سناک      گر ایش کند سوئے یزدانِ پاک  
 بہر سرفرازی و انگندگی      نہ پید سپر از رشتہ بندگی  
 ز پرہیزگاری بر آرد نفس      کہ سزایہ ہستی این ست و بس  
 بہر شہیہ کایدش در شمار      خدا را نگردد فراموش گار  
 ۱۵ گرش خشم پیش آید و گرواخت      شناسد ز جائے کہ باید شناخت  
 چو او آفریدہ شد از خاکِ باد      بعبرت کند ز آفرینندہ یاد

ادب انگہ دارد اندر سخن  
 سخن جبر باندازہ بندگی  
 زمعلول و علت برآرند نام  
 کہ مادہ چنین ست صورت چنان  
 کہ انجا حُبِ نئی بعلم قدیم  
 گمے در ریاضی ریاضت نماے  
 دریں ہر دو چندان کم و بیش نیست  
 خیالِ حسد در تباہی فتاد  
 قفا زن کہ گردنِ دنِ انست  
 خورد زین نمطہاے زنگین فریب  
 کہ پیدا گزندست و پنہاں گزند  
 چہ بینی سُخِ سُرخ و حنا سیاہ  
 شناسندہ شو ما یہ خویش را  
 ولیکن فراموش کن پائے خویش  
 کریں پر بر افلاک بتواں پرید  
 دمِ خوبہ تاشی زند تا حیات

در آگاہی خود ز نو تا کس  
 نگوید زت انونِ دانندگی  
 بسا تا ماں کہ از نخے خام  
 بدستِ ہوس باز دادہ عنان  
 ۵ کہ اثباتِ کلی بقولِ حکیم  
 گمے در طبعی طبیعت کشاے  
 کسے را کہ چشمِ خرد پیش نیست  
 دے چون سخن در اٹھی فتاد  
 چوزیں در کند فلسفے مکتہ راست  
 ۱۰ چہ ابلہ کسے کا ندیں نہ حجب  
 چہ نازی براں علمِ ناسود مند  
 چو حیثہ بدل ز حسد در تباہ  
 مبین رنگِ پیرایہ خویش را  
 چو طاؤس شو پیکر آرائے خویش  
 ۱۵ باندیشہ باید سخن گسترید  
 سخن کر شرعت نویسد برات

کہ غنصر چنیں کرد و پنج پیمان  
 کہ ہند عا بہتر از ما بے  
 کہ باشد سرا سیمہ در کار خویش  
 دگر مرغ را کے رہاند ز دام  
 کجا چوں خود کے اشود و تنگیر  
 نشاید بیا لین ہمیا رخواند  
 کہ دار و ستان ز کجا ل کور  
 کہ چرخ این سہ رشتہ را دینیت  
 ز پرده نشیس کے دہد آگہی  
 چہ دار و خبر پرده راز را  
 کزین پرده تائے نکر دند باز  
 کہ گنگر بلند در سن کوتہ است  
 کجا داند از بیضہ بیروں کہ عسیت  
 جہاں آفریں چہ داند نہاں  
 کہ گنج در اندیشہ تو خدائے  
 چہ مصنوع را گنج اند خیاں

ازیں ہرزہ ہم بہ کہ سچی عناں  
 سخن زین زبوناں چکوید کسے  
 چہ بندی بر دھسہ آرز خویش  
 چومغے خود از دام پنج نام  
 ۵ گس کوجلاب ترگشت اسیر  
 طیبے کہ پیوستہ بیمار ماند  
 سبک گیر دآن دیدہ را آب شو  
 بباید سہ از رشتہ چرخ تافت  
 چو پرده است ز آگاہی خود ہی  
 ۱۰ پوشد پردگی پرده باز را  
 بسا کس کزین پرده گفتند  
 بدیں قلعہ بنگر کر خود رہ است  
 چہ فروغہ مرغ در بیضہ زسیت  
 کسے کوندانت راز جہاں  
 ۱۵ چہ پنداری لے ابلہ تیرہ لے  
 چو صنایع بود در صفات کمال

خدا کا آدمی راہ جانی ہفتاد  
 چہ روشن کہ در ہر ذی آرز  
 نذاند شناسے پنهان اساس  
 نذاند چو کس ز آدمی راز را  
 ہ جہانے نست گر چہ آدمی پیچ  
 چو ہر وہ ہزار اندر سے گم است  
 ولیک ایس سفیمان بے رے و ہوش  
 بحر ہر دو گستاخ روی کنند  
 کسے را کہ رشتہ آمد بہت  
 ۱۰ رقم بہ کہ بر حرف ابر کشند  
 ادب را نگہدار کز جھپچ را  
 در و آتش کار انسانی ہفتاد  
 بہر خاطر انجام و آغاز نصیحت  
 نہا سخا نہ آدمی از قیاس  
 چہ روشن کند آدمی ساز را  
 بدر و ازہ کبر یا بہت حسیح  
 چہ اندازہ یک دل مردم است  
 دل بنخورد را نہا لند گوش  
 بکار خدا نکتہ گوئی کنند  
 لبش بر سخن مہر جادو بدست  
 زہیو وہ گوئی زبان در کشند  
 خدا را نذاند کسے ہر خداے

## حکایت نالے کہ زالے را بچدایے تعالیٰ راہ نمود

یکے راز زالان پوشیدہ حرف  
 ۱۵ خبر یافت نالے ز بازار او  
 بہ نزد خدا بود کاسے شکر  
 در آمد بظاہرہ کار او  
 کہ ما نصیحت ایس بیوہ بے خبر  
 ہی کردش از چشم خواری نظر

بہ پرسید از وزاں الا گرائے      کہ ہاں اری آگاہیے از خدائے  
 بگفتا کہ اے کو ز پشتِ کمن      نہ پرسید کس از چو من این سخن  
 کہ در ذاتِ صانع ز لفظِ چو در      شد از گفتِ من جملہ آفاق پُر  
 بخندید فروت بگرست زار      بدو گفت کجے غافل از سر کار  
 دلت گر نشانی زے داشته      زباں در سخن زہرہ کے داشته  
 برائے کہ کو نین زے کم گمت      چہ جائے سخن گفتنِ مردم ست

پرتابِ کمرِ کندرِ راست و انِ کیشِ خود را کہ

بایستہ بودند بہم را ہی پیکانِ سوئے نشانہ گاہِ یونانیان

کہ درونِ ایشان دروند و عقدہ عقیدہ باطلِ انہارا

بکشایند و پیش آمدنِ آن آمہنِ لائ و رد کردین سکارا

بسختی چشم و دل و بازگشتنِ آن فرستادگانِ بازبان

کنند سوہاں شدنِ جبّہ شاہ و م از چین کیں و بلند

کردنِ کمند بکمر کوہِ یونانیان و درازدادنِ بار و

دست است لشکر آما از شست سمناک سہمی  
 برایشان نند و حرب کہ دن یونانیان از تیغ کوه و رو  
 تافتن و میاں از زبانه شمشیر ایشان و سکندرد  
 و گرم شدن سکند از آتش غصہ و از سر غضب  
 کوه بریدن و دریا بر آن و زخیان و سختن

چنین ببت پیرایہ این عروس  
 ز ہر جنس مردم رقم شوے عیب  
 بہ شمشیر حجت ہی کرد راست  
 کہ یادیں پذیرفت یا جزئیہ داد  
 بہ خنجر رہ کتر گریاں گرفت  
 سر اپردہ در پردہ آب کرد  
 نشیندہ را کرد منان پذیر  
 رواں کرد دریاے لشکر بہ نیل  
 ستیزندہ در خون یونانیان

طرازندہ قصہ روم در دوس  
 کہ چون شد سکند را بالما غمیب  
 ہمہ گمراہ ابرآں ساں کہ خوت  
 چو زان گونه شد مردم از ہر بلا  
 حمایت سوے نیک ایان مگر  
 بہ پیرایہ رایت چو مہتاب کرد  
 چو گشت اندراں نہایت جاگیر  
 از ان ہا شتابندہ با کوس و نیل  
 بخم افگنی چست کردہ میاں

زیزداں نذرندرد دل ہراس  
 کہ مار اکلیدے ست برگنج راز  
 نکو تر بغمیب سے در سخن  
 رواں کر دزدیک آں گمراں  
 بر آئین پاکاں گوانی دہد  
 کہ باید خیال کتر از سینہ شست  
 فرستادہ راست گوداشتن  
 ہم از تیغ من ہم ز خشم خدا  
 بدہرہ زند و حیرانِ اقفا  
 خدا را بدیں رہ نمایش کند  
 زمعلول و علت بتا بناس  
 سزا بنید اندیشہ خویش را  
 بیونان سانید پینام شاہ  
 شدہ نچت کار اندران کا رخام  
 ز فرہنگ فرماں عنان تافتہ  
 خطی عورناس و پری مہ لباس

خبر داشت کانت ناسپاس  
 بہ گستاخ گوئی زباں کردہ باز  
 بہ نزدیک شاں فیلسوف کہن  
 پیام آوے راز کار انگماں  
 ۵ پیامے کہ دیں ارڈانی دہد ق  
 بدو گفت تا باز گوید درست  
 فرستندہ راست نہ گزاشتن  
 کسے را کہ سوئے ہانی ست را  
 شود بہرہ مندا ز شان صفا  
 ۱۰ بدین حسیفی گرایش کند  
 نشانہ سر فلسفے بر سناں  
 دین نہ نباشد کتر اندیش را  
 فرستادہ شاہ برداشت اہ  
 سرے بود شاں افلاطون نام  
 ۱۵ ز بہودہ گویاں زباں یافتہ  
 نگارندہ در سینہ بے ہراس

کہ پانیدہ شد گردش روزگار  
 بخوبی درشتی جزای گم گشت  
 کند هر که هست از جهان چه هست  
 بخود کمالی کرد مطلق عنان  
 یقین بست بر قول رنگین او  
 نہ اندیشہ زد و زخ و دہشت  
 خرامند ہر یک بگام فراخ  
 کجا ماند این عصمت سلیم  
 نہ پوشش بہنجا رہا شد نہ گام  
 بیاسخ شد از زیر کاں چہ خواہ  
 ز رومی در ابرو رفت گند چین  
 جوابے فرستادہ بر شہسوار  
 سر آسمان رتہ پائے ماست  
 بہ پرسیدن کس ندارد نیاز  
 کہ ما بر سر خویشیں سنبہیم  
 خرد بس بود مشعل راہ ما

یہ گمراہی حلق فتویٰ نگار  
 سزا میں دیگر سزائے گم گشت  
 طلب نیست از دبر ایزد پیر  
 توشندہ را از خیال چنان  
 ۵ ہمہ مردم از رائے سنگین او  
 زد از یک سرائے دریں بحالت  
 زد سواس دیواندین دیولخ  
 چو برخواست از مردم امید ہم  
 چو رفت از سر اسپ کشن کلام  
 ۱۰ فلاطوں چو بشنید پیغام شاہ  
 ستیزندہ پیران یونان زمین  
 کشادند ز اندیشہ نا بکار  
 کز آنجا کہ بنیائی رائے ماست  
 دل ما کہ گشت ست دانائے آ  
 ۱۵ چہ محتاج سنبہ دیگریم  
 پرائے بخوید لطف نگاہ ما

بنو حنظلہ رہے بہ نیردان بریم  
 اگر نعمت بخرد مندی ست  
 بدیں آہو ارشاه شیریں کند  
 اگر بگذری کار ما جنگ نیست  
 ۵ وگر با فرد دست گیری ستیز  
 چو بازور منداں فقد داوری  
 دین کوہ پایہ بیاباں کم ست  
 چگونہ کند بے سپر شکرش  
 ۱۰ ہر خانہ چوں چاہہ میژن گو ست  
 مگر شہ کزین سو گر آید ہی  
 سکندر گراز دست گاہ چو میخ ق  
 ہم آخر بکائے ست این کو ہمار  
 کلونے میں خوار کاقد براہ  
 ۱۵ رسانندہ مکتبہ باصواب  
 بدرگاہ اسکندر آمد سراز  
 کہ سنے فرستادگان بگریم  
 خرد مند را چارہ خرد مندی ست  
 مگر آہواز سنگ لیری کند  
 فردستی چون تے تنگ نیست  
 چه چارہ گریزندہ را از گریز  
 گریزندگی بہ ز زور آوری  
 گزر گاہ کشور خدایاں کم ست  
 کہ صدلی سراید صبا بر برش  
 کجا پیل بر کوہ پوید چو مور  
 بہر گوشہ صد غار کین خرد ست  
 بہمان کین سرد آید ہی  
 بکوہ افگنی راند بر سنگ تین  
 کہ بنی مکر بستہ و تعین دار  
 کز و چون سر آئی بفتد کلاہ  
 چو بشنید گشتار خود را جواب  
 شنیدہ سخن را فردو گفت باز

جماند از ازاں پسخ تلخ و ام  
 بفرمود تا فوج از قلب خاص  
 چنان شکر اندر حیل او فدا  
 بفرمان فرزند تاج و تخت  
 ۵ ز مردان کوشنده کارزا  
 خدنگ انگلانی که هنگام جنگ  
 کمر بسته و ترکش آراسته  
 به تیزی چو در کوهسار آمدند  
 بهر سو سواکے ز سن ز انگلی  
 ۱۰ ہی آمد از کوه بے سنگ زیر  
 فرو جستن از چار و ناچار بود  
 پیاده بھر فرج کوه و سنگ  
 ہماں کو ہیاں نیز از آہنگ تیز  
 نکر دندستی دران کار سخت  
 ۱۵ چو مور و بلخ گشته پر شور و شر  
 طرف بر طرف بھس پیکار ہا  
 بہ تندی فرو رخت تلخی ز کام  
 کند بستہ بر خصم راہ خلاص  
 کہ جوش گز ازلے نیل او فدا  
 بزرگان بکشتی کشیدند رخت  
 گذار شد از نیل خب ہزار  
 نشانند سو فار و معنہ سنگ  
 پوشیراں بصید انگلی ہاستہ  
 بد امان کسار حنار آمدند  
 ہی شد بمردی و مرد انگلی  
 بکوہ گراں سنگ ہی شد دلیر  
 کہ رہ بر شتابندہ دشوار بود  
 ہی تاختند از کین چو تلنگ  
 ستا دند کینر گاہ ستیز  
 فشر دند در سنگ پلچون رخت  
 ز مور و بلخ بلکہ انبوسہ تر  
 مکیںہا بروں می زد از غار ہا

بسے سوسومی کشیدہ شلم  
 چومے کہ دریک گرتیج خورد  
 دو صف ہچو دندان شیانہ بہ تیغ  
 کہ خارا شد از تیغ فولاد نرم  
 چو الماس بکا ذرا ہن شست  
 کہ سومی درو دند و اندام گشت  
 کہ بروے یک نشہ صد گشت  
 ہمہ سنگ کہ ساز شد لہ نیز  
 ز دل کان یا قوت بیرون فکند  
 نمی گشت یک ویہ کار دورو  
 نشد چہرہ بردشمن کینہ تو ز  
 خس انہ ترا از سبزہ کوہ گشت  
 ز فیروزی خصم شدے تاب  
 بسے سر زمین ڈور شد یکسرہ  
 ازیں سوے گم گشت از ان پڑ  
 سر و سینہ خستہ بہر پستہ ماند

نشیندہ رہ دان دآیندہ گم  
 ہی مے در مے آویخت مرد  
 در ان مہو پیش بے دریغ  
 چناں گشت ہنگامہ رزم گرم  
 ۵ سناں ردل سخت شیران است  
 اجل عبرہ خون ایشان شست  
 چناں مہر پستہ ما کشتہ گشت  
 ز باران بدیناں کہ زد تیر تیز  
 ز لب خون تو گوئی کہ کوہ بلند  
 ۱۰ دورویہ ہیفت تیغ دورو  
 بکشیدومی بکین تاسہ روز  
 چہارم کہ یونانی ابنوہ گشت  
 سپاہ سکندریا ورتاب  
 یکے آن کہ در کینج غار دورہ  
 ۱۵ دوم آن کہ کوشندہ رزم کش  
 ز رومی سپاہ کہ ناکشتہ ماند

۸- سس پختیز- ۱۰- م پ غیرت یکر دہ کار دورو- ایضا- ق و س بکارا ردو- ۱۳- م ب آئین تر  
 ۱۳- ق پ- بہ- ۱۴- م پ- زبے رے

سران سپه اصواب آن نمود  
 سپه ابرجت و لیل آمدند  
 نشستند گریاں بر اهل رحیل  
 گزشتند از نیل و فرستند باز  
 ه بسیرغ گفتند از اندوه و تاب  
 سکندر که ملک سلیمان شد بود  
 عجب نماز از آن سختی خشم و دل  
 در اندیشه شد تا چه سازی کند  
 اگر باز لشکر فرستد به جنگ  
 ۱۰ و گرتن زنتاب چون آورد  
 چو را پیش در دل نیامد درست  
 از آن جا که دانا نمی خنص بود  
 که هر کار دشوار کاید به پیش  
 عدوگر به نیرو مگردد خراب  
 ۱۵ پس پشت کمر این مرد بوم  
 سه فرسنگ باشد سطره ی سنگ  
 که و امانده را باز یابند زود  
 و زان چشم بد سوئ نیل آمدند  
 زدند اندران سوگ جامه نیل  
 سرافکنده پیش سکندر فرزند  
 ستمکاری ماکیاں بر عقاب  
 همه مرغ و ماهی بفرمائش بود  
 که تیر سکندر شد آن جانخل  
 که با گرگان بسته بازی کند  
 روش مشکل ست و گزرگاه تنگ  
 که مور اثر دهار از بون آورد  
 در آن دوری از خضر را حسبت  
 به پرسنده گفت آنچه خواهش نمود  
 به آسانی آید بهنجب از خویش  
 به نیروی دانش فرد کن در آب  
 کمر کای کوه است در یای موم  
 که یونانیان است در یای دنگ

کہ آں اینجار بتوان شکست  
 ز سیلے کہ بر کوه ریزد تو اں  
 اگر خصم را عمر فوج ست بیش  
 سکندر کہ خضر رهش ز نمود  
 ۵ بفرمود باشد سپہ تیز گام  
 کمر بست بر عسکر کوه افکنی  
 بجای کہ شد خضر شان ہنماے  
 بتعلیم رایش بجار آمدند  
 ستون ار کوبے کہ بر روست  
 ۱۰ ہر گوشہ میں ماچو فرہاد چند  
 بقرب سہ مہ قلب دار اشکن  
 رہیل کردند زان گونہ پست  
 بہ نزدیک ریاز کوبے چو ابر  
 در آں پردہ ہمیزم فرو بختند  
 ۱۵ گرفت آتش در راہ در خارہ کرد  
 ز زیرے دریا در آں سنگ لایخ  
 شود آتش فتنہ از آب پست  
 شود بر سر کوه کشتی رواں  
 بطوفان فوج افکند زخت خویش  
 رہ چشمہ می جست دریا نمود  
 بدنبالہ خصم خضر انحرام  
 پیواد سحستی و خارا کنی  
 کشادند بازوے ز در آژنکے  
 بسنگ اندر آہن گزار آمدند  
 ستونے زدو بی ستونے شکافت  
 بہ تیشہ جوے چو فرہاد کند  
 در آں تنگنا بود حنار اشکن  
 کہ چون بشکند باز تو انش بست  
 تنک شیشہ ماند سنگ سطر  
 زدند آتش تند و بگر بختند  
 بدامان کہ پردہ را پارہ کرد  
 رہیل شد ہیچو دریا فراخ

خروشنده شد موج دریا ستوه  
 اجل امنِ فلیسوفان گرفت  
 نشانی ز یونان یونانیان  
 زیونانیان علم اوسود پیش  
 برآب گرفت ریحیت بیرون سخن  
 بیونان نیایش گمے بود پیر  
 ز برگ گیا ہے خورش ساختہ  
 برافروختہ دل بنور خودش  
 رسیدہ بجائے کہ باید رسید  
 بسنگ کرامت شکستہ دست  
 جنیماے معقول را کم زدہ  
 شدہ معترف بر نمودار او  
 سخن گفت با کاروانان راز  
 گرایش کن سونے دیگر سرائے  
 بروقبہ چون سپہار جمند  
 تجوید کے سونے آن خانہ راہ

در افتاد سیلاب ریابہ کوہ  
 جہاں رجہاں موج طوفان گرفت  
 نماز اندراں عسرقِ طوفانیان  
 حکیم کمن بود دور و پیش  
 ۵ دریں ہا بسرا زدان کمن  
 کہ سائے دو صد پیش از آن آگیر  
 ز رخت جہاں حسانہ پرداختہ  
 خدا دادہ رہ در حضور خودش  
 شنیدہ ز غیب آنچه باید شنید  
 ۱۰ ہر آن شیشہ کہ حکمتش دیدہ است  
 در عرقِ عادت محکم زدہ  
 حکیمان ز حیرانی کار او  
 چو ہنگام آن رسیدش فرا  
 کہ چون پیر از م از خانہ جائے ق  
 ۱۵ چہل رس بر آزند جائے بلند  
 در آن قبہ سازندم آرام گاہ

بیابند زان پس بدو لیست سال  
 که تا هر یکے راز راه صواب  
 در آن وز کفاد در یکے روم  
 زدو لیست سال آخریں روز بود  
 ۵ چو بود این فسانه خبر بجز  
 بهم گشته بود ند پیرانِ عهد  
 نشسته بر پیش کشاده زباں  
 نظر داشته تا در آن انتظار  
 طلب می نمودند رازِ نمان  
 ۱۰ همه غرق شد گردش از پیش و پس  
 در آن حیرت اندیش ز ادشال  
 چو گردید روشن کرامات پیر  
 بدل گشتشال سر کارشست در  
 چو بود او پناه همه عهد خویش  
 ۱۵ که راهش سوسے آشنای عهد  
 یکے گفت کال وعده کز پیر سخت  
 کنند آنچه در خاطر آید سوال  
 دهم ز آنچه سپه سیده باشد جواب  
 بیونان در یاشد آن مرز بوم  
 که میعاد آن دانش افزوز بود  
 رسیده بهر کس پد ر بر پد  
 بمیعاد مهدی شد سوکومد  
 بایلین آن خفته پاسباں  
 ز پرده چه بیرون بد پرده دار  
 که طوفان شد از چار سونا گمان  
 همان قبه ماند از بلندی و بس  
 که اندر زده اناشد از یادشال  
 که گشت اندر آن غرقه شان سنگبر  
 که آن وز را دیده بود از سخت  
 پناهنده را خواند در مهن خویش  
 زموج هلاکش بانی عهد  
 اگر راست شد باز جویم رحمت

شناسندہ گفتش بگویش و کم  
 سخن بے شک این بود از نیکے  
 نہ آہستہ بود این سخن نزد ہوش  
 حدیثے کش آفاق بشنید راست  
 ۵ ہد مردہ پند و جہاں بشنود  
 عزیزاں کہ در خاک کئے تواند  
 چو آن پند جو یاں شنید پند  
 ق گنڈ نہ ستر چہ چار کنند  
 چو ہنجر دیگر نیامد فراز  
 ۱۰ اچھل مرد بود آن کہ برقبہ رفت  
 تنومندی از دل بر آوردہ لطف  
 زدہ دست در آب افتادہ سبت  
 از اں ہفت تن ہم بیک موج سخت  
 سہ تن ماند با سینہ پرفسوس  
 ۱۵ چو شاں آنجور بود باقی حسرت  
 ق قح پر نمیداد ساقی حسرت  
 رسید نزدیک روز و یک شب خاک

۱-م :- کہ گفتش - ۲-م :- سخن ایک ایس بود کیں ہو کر لے - ۳-ق :- س :- م :- غریباں - ۴-ق :- س :- م :- غریباں - ۵-ق :- س :- ہنگام  
 ۶-ق :- م :- تختہ - ۷-م :- بنویدی - ۸-س :- جرمہ گاہ

گرفتہ رہے بادلِ بیچ بہرہ  
 ازیں جس بلکہ مردم کہ فرماں نبرد  
 فروماندگانِ ادرآن ترسِ بیم  
 چنان کہ وہ کو تیغِ بر سر کشید  
 ہنہندم کہ چون کشتی از ہر مقام  
 تو ان دید یک یک غارتِ در آب  
 زنا صیبتِ آن زیں سینہا  
 بدل کرد اندیشہ لے پدیر  
 ز معنی شود سینہ صورت پذیر  
 از بیجا باریے گردوں بسست  
 بے کشتیاں کا ندیریں و دویل  
 چوزیں و دِخانہ فراتر گزشت  
 ز پندانِ و ندہ کزیں و تسات  
 پس آں بہ کہ غوکانِ دریں چاہن  
 بیاساقی آں ساغر و لکشاے ق  
 بدہ تا دل از فے نصف کنم  
 فراطوں بہ ویرانہ ایساں لشہر  
 جزاں ہرستن چارمی جاں نبرد  
 نہ حکمت بجار آمدہ نے حکیم  
 بیک لطمہ در یاشں در تہ کشید  
 بدان آبِ نخشندہ یا بخسرم  
 بر آنساں کہ در آگینہ شہر آب  
 تخیل کنہ ہچو آہینہا  
 کہ اندیشہ نہ تو انداں جا رسید  
 ز حکمت در انگیرش آید ضمیر  
 کز بوشی در دل ہر کسست  
 نشینندہ راشد بہ حکمت دلیل  
 گزشتش ز سر ہر چہ پر بر گزشت  
 کسے غورِ طوفانِ او در نہ یافت  
 نگویند از موجِ دریا سخن  
 کہ صورت نماے ست و معنی فرا  
 دو دریاے معنی بیک جا کنم

بیا مطرب آں نائے راکن بیت کز وار غنوناے یواناں شکست

چنان مکتبش کن کہ غنقائے روم ازاں باز گوید بہر مز بوم

وصیت بہ موفقاں کہ در بخش وفاق دید بیضا نماید

ہ واز آرایش کاسہ تخت نغز نامدہ سنج آرانید و

فرو ماندگان صفِ نعال عین عطلت و غفلت

راد صد او تو العلم درجات خوانند و از دعوت

محمدی نعمت چشاند

۱۰

کہ ہر کس نہ گردد بر جے گیر

کہ بر تا بد از رشتہ بجاں کند

وزیں کاں بجاں کندن آید بچنگ

کہ اوچوں قلم خورد و دود چراغ

بہر دست گہ دستِ خود پیش یافت

کزین سایہ میمون شوچوں ہما

چہ والا است دانندگی را سیر

بریں پایہ آں کس بر آید بلند

بجاں کندن آید ز راز کاں تینگ

کسے دراز علم عالم فراغ

۱۵ خرد مند کیں سکے با خویش یافت

ہمایوں کسے باشد از ہوش در آ

اگر زورمندست و گرناتوان  
 همه کارواناں بدور و نهند  
 چو خشنده شد سینه زین آفتاب  
 شناسد که در پرده هارا از حقیقت  
 ۵ چرا شکل تدویر دارد سپهر  
 چرا دارد اختربیک سو میر  
 چرا شد پدر هفت و مادر چهار  
 چو این هر سه زین یک پدر ماورند  
 چرا بهتر از جامد آمد نبات  
 ۱۰ تن آدمی کز جهان برترست  
 چرا مردم از بنش نیک و بد  
 جامد از چه فرد و نبات از چه زینت  
 چگونه است جسم و چه چیزست جان  
 چرا جوهر جان بد پیشه نیست  
 ۱۵ چگونه کنی حسد هستی تمام  
 مقولات کماں نزد او افزون بود

بود در همه جا حکمش روان  
 همه گوش بر گفت او نهند  
 دگر تیرگی را نه بینی بخواب  
 بهفت ارغنون فلک سا ز حقیقت  
 اثر حقیقت را بنجم و ماه مهر  
 چرا عنصرست استیالت پذیر  
 چگونه سه نذرند شد آشکار  
 چرا این نه مانند یک دیگرند  
 چرا بر تر از هر دو شد ذی حیات  
 سبب چسبیت کز همگان برترست  
 خردمند شد دیگران بے خرد  
 چرا برق خندید و باران گر سیت  
 چرا این برهنه است پوشیده آل  
 سزاوار تقسیم اندیشه نیست  
 دو جوهر چه دمست نقطه کدام  
 یکے جوهر و نه عرض چون بود

چرا جوهر اعلیٰ ز اجناس گشت  
 چگونه است در پنج فرد ارتباط  
 سخن چگونه دهند اختلاف  
 دلالت چنان است در التزام  
 ۵ در آن حصّه که جنس خود نوع را  
 چه چیز است علت که عقل حکیم  
 کجا نیم ماوین صنم خانه چیست  
 گر این خانه ما راست رفتن کرا  
 غریبان این ه کجا میسوزند  
 ۱۰ چنان نیر و این تخت خاک را  
 چه روشن دلی باشد اندیشه سنج  
 در آموزد آن نکت کز آنچه خود  
 چو در خود خرد را شناسنده خست  
 ز هر دانش آن شد پندیده تر  
 ۱۵ براه خدایت روانی و حسد  
 چرا جانور جمله حساس گشت  
 چنان است در چهار شکل اختلاف  
 در امکان عام و در امکان خاص  
 تطابق کدام و تضامن کدام  
 نشه فصل علت ز بهر چه است  
 بدین حسیله خوانند جهان را قدیم  
 نگارنده این صنم خانه کجاست  
 و گزران مانیت بودن سجا  
 چرا آندند و چرا میسوزند  
 که روشن کند راز افلاک را  
 کزین در کلید رساننده گنج  
 شناسد کم و بیش کالای خود  
 خداوند را هم تواند شناخت  
 کت از بیم نزد او کند دیده تر  
 ز بند غرورت ربانی و حسد

۲- چگونه است در شکل در اختلاف - ۴- ق: تطابق کدام و تضامن کدام - ایضاً م: مطابق کدام  
 ۶- سلیم - ۸- س: چراست - ۹- م: ب: کجا نیم - ۱۲- م: س: خویش در هر دو مصراع ۱۴- س: بگنی

ہر چہ چونند ناخواندہ بہ  
 چنان خواں گرت حکمت ست آرز  
 قلمہائے بیہودہ ناراندہ بہ  
 نہ ز اں گو نہ کاں تیغ گردن زنی  
 کہ حجت کنی علم او جسم بر او  
 بخواں ہر چہ خوانی۔ ولیکن تمام  
 زد شمن ستانی و برتن زنی  
 ۵ میں دستلح ہی ماگیاں  
 کہ نا پختہ نیکوتر از نیم خام  
 کہ جویند آزارِ جسم ساگیاں  
 بود قطرہ آب طوفان مور  
 کہ با صد ہنر بر نیار نفس  
 مدان است از خود ہمہ است گفت  
 ز بوں آمد از دعوی شوم خویش  
 بسا کس کہ با جملہ معلوم خویش

۱۰ حکایت فلسفی کہ اول زسخ زد و آخر بر ریش خود

## خندید

شنیدم کہ یونانی پُرگراف  
 کہ بالائے گردوں ز زیریں ق  
 ہی زد ز دانائی خویش لان  
 درون برون دہان وہیں  
 ۱۵ ز ہر چہ آشکار است یا در نقاب  
 بر سپید تاباز گویم جواب  
 خبر دہ کہ موے ز نخدانت چند  
 یکے گفت بگزار پست و بلند

نیوشندہ زان مومے در سخن      یہ پھپھوچوں مومے بر خوشین  
 دمش باچیاں دعویٰ بر تمے      ہومے فروماندچوں پیکرے  
 سخناے ابرچہ گوید کسے      کز اں خندہ بر ریش بند بے

رواں کردن سکند کوہ بے سنگ اور سنگلاخ  
 کوہ بطلب گوہر افلاطون در یافتن آن گوہر در کمر کوہ سہا<sup>۵</sup>  
 و نگین دستگاہ دولت خود ساختن زیر دست خود  
 نشاندن از پر تو معادن الناس کمعادن ابدا  
 و لفضہ در یافتن<sup>۱۰</sup>

شناسندہ حرف دانندگی      چنین کرد ازیں تخت خوانندگی  
 کہ چون بیرون آمد فاطون آب      ق      تنِ خاکی از موج طوفان خراب  
 نبودش سر باری مردماں      رواں شد سونے کوہ چون سنگاں  
 ۱۵ زہر بوم برداشت آہنگ خویش      چو سیرغ نشست بانگ خویش  
 وہاں از آشام و خور بن کرد      بشاخ گیا سینہ خرسند کرد

نیایش گیرپده رازگشت  
 نمانی زکیش کتر آمد برون  
 چنان گشت کوشنده در بندگی  
 ز شب زنده داری دلش زنده  
 ه فروغ از درونش برون آید تا  
 همه مردم از سکه کار آید  
 بر آمد میان هم خاص و عام  
 ز نامش که در شهر و کشور رسید  
 سکندر که بد در حسرتش از آن  
 ۱۰ که از کار دانا نوتا کهن  
 که بودند نازان بهر مرز و بوم  
 ارسطو که آن گونه داننده بود  
 هوس داشت اسکندر کاروان  
 دلش ماند زین عسب تاب اندر  
 ۱۵ یونان نگر چون تباهی رسید  
 چو آگاه شد کاک خرد پیشه مرد  
 به باز اندر آن پرده دمساز گشت  
 سوئے راستی شد دلش رهنمون  
 که شد سرفراز از سرفکنندگی  
 چرخش چون خورشید رخسده شد  
 نماند آخر روشنش در نقاب  
 نمودند رغبت بیدار او  
 فلاطون حکیم آیشش نام  
 حکایت بگوش سکندر رسید  
 خبر داشت از کار او پیش از آن  
 نیوشنده بود از فلاطون سخن  
 بشاگردش فیلسوفان دوم  
 هم از لوح او حرف خواننده بود  
 بیدار آن مرد بسیار آن  
 که چون گشت حالش به آب اندر  
 کز آن گونه مرغی به ماهی رسید  
 به آتش خور آمد از آن آب خورد

زند بر محک کیمیای حکیم  
 بجز انوئی دشتگا حشش دہ  
 کند زرش از زور بانوے خود  
 نماں خانہ حکمتش ر اقیاس  
 بہ برہان عقلیش طرم کند  
 بجیش بر ہمیش آرد فرد  
 کہ از کاں بروں آرد الماس  
 رواں گشت انا چو کارا گماں  
 نشیندہ را از نشاں بازیافت  
 کہ ما راست سویت بیدین نیاز  
 زدانش دہی بھتہ جان ما  
 کہ ذرہ ندارد سہ آفتاب  
 ز غوغای عالم شدم گوشہ گیر  
 نکو بم بچو حشش در دیگرے  
 سکند نیاید دریں پرن بار  
 عنانش از سلامت ببا گیت

ہوس کرد کز سکہ سنگ و سیم  
 بہمستی خویش را حشش دہ  
 ہند سنگش اندر ترا زوے خود  
 فرو برد از اں جان حکمت شناس  
 ۵ خیالات خام از سرش کم کند  
 دشش کز ہوا تیر سرد بود  
 فرستاد پنهان بلیناس را  
 بفرمان مندر دایے جہاں  
 نشاں حبت دسوے فلاطون نشاں  
 ۱۰ پیام سکندر بدو گفت باز  
 سزد گر گرانی بھسمان ما  
 ز اندیشہ ادش فلاطون جہا  
 من اینجا کہ گشتم ز دل توشہ گیر  
 کہ تا چوں زدانش گرفتہ درے  
 ۱۵ چو ہمت بود بردم پردہ دار  
 چو درویش باشاہ جویشست

چو با سلیمان ہوس کرد مور  
 چو کتبخک خواهد کہ بریاں شود  
 بشہ گوئی کاے منظر ت نوردا  
 مرے نیاز کم و بیش تست  
 ہ فرستادہ کوشش فراوان نمود  
 بلیناس چون دید کاں ہوشمند  
 بشہ باز شد در جبین خاک فت  
 چوشہ رغبت دیدش پیش دہشت ق  
 سبک بارگی حبت بردہشت راہ  
 ۱۰ نہ بود از بزرگاراں بدنبال کس  
 سر کو کہن سوئے کسار کرد  
 چو در غار شد کرد مرکب رہا  
 دراں اثر دہا حسانہ مار پیچ  
 بسے اثر دہا زیر پا کرد پست  
 ۱۵ انگہ کرد در کنج آں تنگ نائے  
 گلے در آوردہ در گرد دوش  
 شود کشتہ زیر پائے ستور  
 طلبا رگندم سلطان شود  
 گدار ادیں گوشہ معذوراً  
 ترا اگر نیازست ہ پیش تست  
 نیشندہ رائے رستن نہ بود  
 کند وقت خود را بخود ارجمند  
 شنیدہ سخن یک بیک با گفت  
 دل اندر پئے رغبت خویش دشت  
 بہ سرج عطار دورواں شد چوماہ  
 جز از ہوشمنداں تنے چند لبس  
 بکوہ آمدورہ سوئے غار کرد  
 بغار اندروں رفت چون اثر دہا  
 بجز مار پیچاں نمی دید هیچ  
 کہ تا یافت بر گنج پوشیدہ دست  
 فرشتہ و شی دید مردم نمائے  
 نرذیہ چور و باہ شپینہ پوش

کلیدِ زبانِ دروہاں کردہ گم  
 مُصفا شدہ تن ز کم خوردنش  
 نمایندہ چوں رشتہ در کمر با  
 حکایت کماں رے رخسانِ اُد  
 برسم بزرگاں تو اضع نمود  
 دعاے سزاوارِ تعظیمِ شاہ  
 بریں سوچا رنجہ شادگان  
 کجا پیل گنج بسوراخِ مور  
 کہ ویرانہاں افروزد ز نور  
 بیدار تو بود مار انیساز  
 کہ گردوزد انانیت بہرہ مند  
 سر گنج پھاں بیاید کشاد  
 کہ آمد سیدار گوہر شناس  
 نشاندش بہ تعظیم و خود ہم نشست  
 ز رازِ نماں پرودہ را باز کرد  
 حکیمش با بندیشہ مے نمود

کسے کنش اندر سفایبِ ترحم  
 مبراشدہ دل ز عنخمِ زرش  
 رگ اندر تنش رونما از صفا  
 ز تاپِ رونِ در افشانِ اُد  
 ۵ چو سیما شہ دید برخاست ز د  
 پس آنکھ گفت از دلِ غدر خوا  
 پرسید کاقبالِ شاہِ جہاں  
 چہ آورد بر صعوہ سیمرغ ز د  
 بے نبود از کارِ متابِ دُور  
 ۱۰ جہاندار فرمود کردیر با تر  
 بے آرزو داشت رای بلند  
 کنونم کہ آل آرزو دست اُد  
 چو دانست امانے ریاقیاس  
 بہماں نوازش گرفت دست  
 ۱۵ سخن از ہر پردہ ساز کرد  
 بہر باز پرس کہ شہ مے نمود

ازیں گوشہ گیری چہ داری نیا  
 بمستی گیا چون شادی نو پیر  
 چنیں تنگ غارے چہ پالست  
 جانے بکنجے خساں دشمن  
 بگور اندروں زندہ رفتن چومور  
 نشاط و خوردے دجانے خوش  
 چہ فرق ست از و تاباں کس کہ مرد  
 نہ سیرغ کار آید و نہ ہماے  
 رہا کن پئے بوم ویرانہ را  
 کنی ہدیہی با سلیمان عمد  
 و گر غار گنج ست حسم کن ہا  
 کہ بخرامی از غار بایار غار  
 بھمستی خود شستت دہم  
 تو ہمتاش باشی کہ ہمتاش نیست  
 نشاخم دو دستور ادر دودست  
 مدہ آرزو را زدستم بیاد

نخستش بہ پرسیدکے گنج را  
 جانے پراز آرزو و ضمیر  
 چو گیتی پراز بانگ و آہست  
 سبب چسیت دست از جہاں شتن  
 ۵ کند دیدہ عسل پیندہ کور  
 بدان چہ آدمی را نولے خوش  
 چو زینہا کے بہرہ مندی نہ برد  
 نگیرد چو در بوم آباد جاے  
 چو مرفان وہ یاد کن جانہ را  
 ۱۰ سزد گر سوے مہدی آئی ز مہد  
 بروں آئے ازیں غار چون اژدہا  
 گرت دل بریں گفتمہ گیر و قرار  
 بدستوری خویش دستت دہم  
 ارسطو کہ خبر راے والاں نیست  
 ۱۵ بسم آرزو بود کا ندر شست  
 کنونم کہ آں آرزو دست داد

فرد شد بکار خود از کارِ شاه  
 کہ اے از تو آفاق را زندگی  
 جہاں اہم از چو تو غمخواریستی  
 ز تیار یک تن کجا غم خورد  
 عجب نیست ز ان خلق کمتر نوا  
 بگردون گرداں رسا غم کلاہ  
 رود پایے کو باں سے آفتاب  
 گراں حشمی باید شود غرق نور  
 کہ یورشدا زوے غماں تا فتنہ  
 دہن خوش نگردد ز امر و اود  
 کہ نرزد جے نرزد کالاشناسا  
 کہ آید بد اں بوحسریدا مین  
 کہ شد خار او تیر و خرماش گور  
 ز بالا ہماں سنگ بار دنبا  
 کہ دستوریم بخش و آزاد کن  
 بجز خیر ما دم چہ ماندہ است پیش  
 غماں چون سپارم بر کنوں

فلاطوں چو بشنید گفت ارشاه  
 بروں ادا پاسخ بش زندگی  
 از اں جا کہ رسم جہاندارستی  
 کہے کو غم حملہ عالم خورد  
 گرم از نوازش کنی سرفرا  
 تو انم کہ من نیز از قبالی شاه  
 زبے دولت ذرہ کہ رفت و تاب  
 چو حر با بخورشید بیند ز دور  
 ولے گشت با غم حنراں یا  
 درختے کہ بے آب شد و اود  
 چو کالا کہن شد چہ جویم سپا  
 نامد اں شگوفہ بہ گلزار مین  
 چہ جنبانی اں نخل بن را بہ نور  
 چو شاخ تہی را کنی سنگا  
 نگویم بدستوریم شاد کن  
 سرم در سلام آمد از جے خویش  
 شبم و ز شدہ روز من شب کنوں

کسے کو رو دوزد شد یا عس  
 نہ شب کو راہ شب کاری ست  
 ازاں گشت چوں شپک گوشتگیر  
 کہ پرنده خوانی وبے پر بود  
 پنہ بیودہ خود را نم دست پائے  
 بہ بیدست و پائی دود سو گنج  
 کشد دست پاچوں شود سال خورد  
 ز بسیاری دست و پائی خرد  
 کہ در خود کشم دست پاچو مار  
 کنم دست پا بر ہر آبے دراز  
 کہ کائے نہ بروا جب خوش رفت  
 ہماں پشیم گیرم نہ از داوری ست  
 کہ از لذت عیش دندان خوش ست  
 کہ بے رنج دندان کنم فلقم  
 چہ باید ہوسھائے بیودہ کرد  
 یکے خورد و خورد و گر پیر پیر  
 ز طبعت کنوں نافقہ تو اں کشاد

شب از خانہ بیرون نرفتہ ست کس  
 نہ شب دیز را روز رہواری ست  
 ز پرد از کابل شد این مرغ پیر  
 بود شپک نے کبوتر بود  
 ۵ چو بیدست پانندن دیر پائے  
 بسین مارکز کوشش آید برنج  
 نہ مرد از دہا باشد آں کز نورد  
 ہماں کرم کز گوشہ امی خرد  
 مرا گاہ آن ست ازین جو نبار  
 ۱۰ نہ غولم کہ از شوخی و چشم باز  
 پشیمانم از ہر چیزیں پیش رفت  
 کتو نم کہ ہنگام غدر آوری ست  
 بکار جہاں چاہے چنداں خوش ست  
 حواصل نگر جبکہ کام و شکم  
 ۱۵ چو بیکار شد معدہ ز آشام و خورد  
 ہنجا را باید دوتن لقمہ گیر  
 چو شکم ولایت بکا خورد اد

چه بردل نی عالمِ عنم مرا  
 چه خوانی درین شخسِ بگاینه باز  
 برش نیست جز خار و غاشاک را  
 که روزِ دگر گاه برگیت خشک  
 چو مینی خسه باش انجام کار  
 ازیں چند روزہ بقادم نخورد  
 دهنِ خالی دسینہ پر باد ماند  
 ولیکن چو دریا تسم خوں خورم  
 بدیں سختگی چوں شوم باز خام  
 مرا تلخ شد شاه را نوش باد  
 خبر داشت کانیچہ ابرون دہست  
 زباں نرم کرد از شامے کہ دست  
 توقع ہمیں باشد از ہوشمند  
 کہ یکیند با تو بر آرم نفس  
 ز دریا صدف ز صدفِ در برم  
 تو اضع ز تو غیت مارا درینغ  
 کنوں خپسہ ماؤد امان کوه

چه فرمائی آشوبِ عالم مرا  
 دے را کہ گشت آشنا مینا ز  
 بے کردہ ام بنیش این خاک را  
 بیس گل کہ حالی دہ بے مشک  
 ۵ براں سبزہ کو خوشتر اندر بہا  
 کد ام ست کو رزقِ عالم نخورد  
 ز دم خوردن آں کس دلش اند  
 اگرچہ دشمن ہم افروزم  
 چو بشناختم را ز گردون گام  
 ۱۰ شرابش کم از دل فراموش باد  
 سکندر کہ بادانش داورست  
 نشد سخت گیرش بجائے کہ دست  
 بدو گفت کائے زر لے بلند  
 ولیکن مراد من این بود و بس  
 ۱۵ ز دانا نیت بھڑہ پر برم  
 چو تو داشتی صحبت از مادینغ  
 گراز ز حمت مانبیائی ستوہ

نہ آن بادشاہم من از کبر و جاہ  
 کہے کو خرد را بود جو حسی  
 بہ از تک من داشت در ستیز  
 نکور د کہ ز پور نہ بندد بدوش  
 ۵ کہے کش گنج خرد رہ بود  
 دلت کو بہر کتہ گنج افکنے ست  
 ترا چوں جانی ست در دل نہا  
 چنانی بفرہنگ خود سراز  
 نیاز تو گرفت از ما ز مام  
 ۱۰ بہ میں مایہ چوں اذختر بتو  
 نہر کزدرون چو دریا و میغ  
 دلم راز نزل کہ ہر خوان تست  
 در آموزاں نکتہ زاندر زو پند  
 در آئین ملکم روانی دہد  
 ۱۵ نہادست تاج مبارک مرا  
 رہم پیش بارگراں بر سرم

کہ تعظیم دانا ندارم نگاہ  
 بہ بیند در اکلیل ہکندری  
 کہ این عاریت باشد آن خانہ خیز  
 بسے بہتر از زشت پیرایہ پوش  
 اگر گنج زر جوید ابلہ بود  
 چہ محتاج گنجینہ چوں منے ست  
 کجا سرد آری بشغل جہاں  
 کہ دولت مانداری نیاز  
 تو بہت را نیاز متام  
 کہ محتاج باشد سکندر تو  
 ز شہ ننداری زلالے دینغ  
 بدہ گر چہ ناخواندہ مہمان تست  
 کہ اینجا و آں جا بود سود مند  
 در انجام کارم رہائی دہد  
 ہمہ بار عالم بہ تارک مرا  
 بگو کیس گرانی بسر چوں برم

طریقی نما از خبِ داشتن  
 بخشودی کردگارم در آر  
 حکیم از چپاں خویش ز بر کمال  
 پیوزش گری گفت کای که خدا  
 ۵ همه خسرواں را بمیلِ ضمیر  
 بگیتی تو آں بادشاهی و بس  
 نگر تا چپاں فسخ آئیں بود  
 چو این دُرتو بے گفت کس میرنی  
 ترانامہ کار دانی بجیب  
 ۱۰ بہ آموزیت گرسہ پیوزنیست  
 مہ از نور اگر چہ شد بی فراغ  
 چو خورشید تاب از سجاوا مخواست  
 دے مہتران اکہ میل کسےست  
 مرا ہم چو فرمان شہ بردنیست  
 ۱۵ اگر مایہ کم دارم دگر شگرف  
 دے رنجہ کن سوں گویندہ گوش  
 کہ تو انہم این بار برداشتن  
 کہ خشنود باد از تو ہم کردگار  
 برونِ حسبت دشمن چو تیر از کمال  
 ترار است گویم بہ فرہنگِ دراک  
 سخن خوش نیاید مگرداں دگر  
 کہ خشنودی خلق خواہی و بس  
 کسے کار زوے دلش این بود  
 بگفتن چہ محتاجِ پند منی  
 ز تلقینِ اقبال و توفیقِ غیب  
 چہ اندازہ دانش چہ منوست  
 نہ از کرمِ شبتاب خواہد چراغ  
 اگر صبح برے بخندد روست  
 بہ کتہ نوازی بہانہ بے ست  
 ہم بار گردن کہ آں کردنیست  
 کشم قطرہ پیشِ دریاے زرف  
 نگو نامس فرماے و بدراپوش

زمام دادنِ فلاطونِ ناقهٔ معقولِ از یر دستِ محکما

استوارِ عقلی و سکندر را ریاضتِ مغازهٔ تجا

تعلیم کردن

نخست آن چه فرض است بر شهریار	ہماں شد کز ایزد بود ترس کار
د بہر شادمانی و تمیہا را	بہ نیرداں ہوا لت کند کار ہا
چو تیرے زندجان کبیش را	بہ بیند توانائی خویش را
دگر خور و زخمے بر و نیس زطن	ز ناوک رسانی بہ ناوک فگن
در آن حضرت از راہِ دانندگی	کند چون دگر بستگان بندگی
بہ نیز نگاہیں پنج روزہ خیال	کہ ناداں نمد نام او ملک و مال
نیندازد اندر سہاں باد را	کہ زد و لطم فرعون شد ادا را
نہ شاہی ست کز ماہ تا ماہی ست	در بندگی زن کہ آں شاہی ست
ز تلک غنہ ادا ددل شا دکن	ز ما در چہ آور دہ یاد کن
چو دادت خنداں آں چہ داری ست	خدا را پرست و مشو خود پرست
چو دانی کہ ایزد پرستی ست کا	نظر سے ایزد پرستیاں گمار

کہ دارد نماں با خدا داری  
 مگر تا نداری ز درویش ننگ  
 دلے بوے او از دگر گلشن بنت  
 کہ بولیش ز مر داری دینی بود  
 ز درویش صاحب ولایت کم است  
 جهانی ست در زیر موش نماں  
 چو آہو بود چہ سرم آہو برو  
 کزو بوریائے گدائی بہ است  
 کہ بہ درم پیش شہ شد پایے  
 کہ پوشیدہ دزدے ست شہینہ پوش  
 کہ آن ام مال ست بردوش  
 ز بہ درم بے ماہی بدوش  
 چو ماہی کہ برداشت آتش بخت  
 بہاید ز آہ و خش دست شست  
 کنشتی ست درویش د کوے شاہ  
 کہ از بادشاہاں بخوید مدد  
 کہ تو بخوری او کند نوش باد

بہ کار ازاں کس طلبی داری  
 توئی گرچہ شاہنشہ روم و زنگ  
 کہ گرچہ او چو گل زندہ پیراہن ست  
 در آں بزم شاہاں چہ معنی بود  
 شہے کش ولایت ہمہ عالم ست  
 بسا چشم پوشے کہ اندر جہاں  
 ہر آن ناقہ کا فزوں بود بے او  
 مہیں تپرتہ کاں برے شہ است  
 ندان ست درویش مرد خداے  
 بسلیش شہینہ برکش ز درویش  
 مہیں کاں کلیم ست تن پوش او  
 چو دے کہ برداشت ماہی فزوں  
 ہم از دام ماہی دل این نکتہ بخت  
 فقیرے کہ مان از در شاہ جہت  
 بہشتی بود شاہ درویش خواہ  
 مددزاں گداجے در نیک بد  
 ازاں دیگ نوشت فراموش باد

کے کو بی عجب شاہاں کند  
 فریبندہ دزے بود زخہ عجبے  
 شہے کو خود از شرب می شد خراب  
 زہی دوشا ہنشتہ روم دے  
 ۵ بود بر ملک تیکہ ہر کہ بہت  
 کے کز خود آگہ نباشد دمش  
 جہاں گر چہ خالی ست از دشمنان  
 ہوس برگدائی کے راکم ست  
 چو از می سرخواجہ شد در سلام  
 ۱۰ چو سیل آمد و بردن زانہ را  
 نگویم کہ خمخانہ را بست کن  
 کس این خود گوید شاہ جہاں  
 ولیکن چنان خورگرت در خورد  
 چو در جانش جاسازی از دست خود  
 ۱۵ چنان بادہ خور کز زبردستیت  
 بود می زبردست پیر و جوان

نہ اندیشہ نیک خواہاں کند  
 کہ افیوں دہد پاسبان اکیوے  
 از دے عمارت شود خاک آب  
 کہ عالم دروغ غرق - او غرق  
 ستوں چوں بفتید شود خانہ لپت  
 چہ آگاہی از جملہ عالمش  
 مدہ تا توانی بعشرت عنان  
 ہوسناک شاہی ہمہ عالم ست  
 کند بندگی خیر باد از غلام  
 عمارت کند و گیرے خانہ را  
 بہناں پارہ معدہ خرسند کن  
 کہ مطلق بشوزیں حلاوت ہاں  
 کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد  
 مشومست او بل کنش مست خود  
 بہ از ہوشیاری بود مستیت  
 تو بر مے زبردست شوگر تو اں

چو شد کار فرمای مارے تو  
 مئی خور کہ بخشی ز روبا رگی  
 باندازہ خوری کہ کار آیدت  
 بخور گر بیدی عنانت کشد  
 ۵ شکم را سپار آب حیوان مثبت  
 نہ دولا بی از خنیش بے سکوں  
 نگر کا نچہ دولا ب دجے رخت  
 چو ہر جا کہ مردی پرستار است  
 سے بایت تن بخونا بہ کن  
 ۱۰ چو خواب آیدت بر سر تخت خود  
 تو بیدار باش آشکار و نماں  
 مکن ہر چہ عالم خورد غم ز تو  
 چو شہ از دشمن یکے صد بود  
 چو بیداری دشمن از راہ خاست  
 ۱۵ چناں خنپ رونے کہ خنپی بے  
 بجنپ بخواب جوانی خنپ

چرامی بود کار فرمای تو  
 نہ آن می کت آرد بخونخوارگی  
 پنچداں کہ فردا خمار آیدت  
 رہا کن چو دل بر زیانت کشد  
 ولیکن مریز آب حیوان ز پشت  
 کہ بستانی دبا ز ریزی بروں  
 کز این سو بر آورد زال سو رخت  
 تو زن اپستی نہ ہے رائے سست  
 زرہ بستر تیغ حس خوابہ کن  
 بیا موز بیداری از بخت خود  
 کہ از پاست آبا ذخیرہ چہاں  
 تو در خواب بیدار عالم ز تو  
 کند خواب خوش دشمن خود بود  
 تو نیز از زمانی خنپی دست  
 کہ خواب پریشاں نہ بیند کے  
 و گر خود تو اں تا تو انی خنپ

کہ شد فتنه بیدار چون شاه نخت  
 بیک گوشمالش بر آورد ز خواب  
 شکم پر کنش تا شبانی کند  
 طرب با سر لیغان بیدار کن  
 مکن دور داندگان از خویش  
 ز اندیشہ زیر کاں گیر سپند  
 نیز کھاک اندیشہ پیش دار  
 بود تیر اندیشہ آفاق گیر  
 کہ نے تیغ رنجہ شود نے سپاہ  
 وے رای را کار فرمے کن  
 در آئینہ تیغ نبود خیال  
 کہ پیل حروں بر صف خود زند  
 نہ نیز محتاج رائے بلند  
 فرس یرو نیزہ بدنبال بس  
 علم در پس شیر دم بس بود  
 مزن دشمنہ بر بستگان نبوں  
 کہ آہستہ باید بخوں مرزباں

حکیم آن سخن روانہ بر ہرزہ گفت  
 اگر شخہ شہر خید خراب  
 و گر سگ نکو پاسبانی کند  
 بزم آں کہ مست ست ہیشا کن  
 دلیراں بوندار چہ انداز ہیش  
 چون خواہی کہ کم گردی اندیشمند  
 چون پیش آید اندیشہ کارزار  
 بہ پرتاب اری رسد زخم تیر  
 بدانساں شو از کینہ و رکینہ خواہ  
 بمشت اندوں تیغ راجے کن  
 ز آئینہ رائے بینی جمال  
 مکش سر زرے کہ بجنہ زند  
 ورت دل نیز داں بود زومند  
 توکل پیش ست لشکر ز پس  
 علم خسرواں را اگر از پس بود  
 چوقا در شدی چہ را ریزخوں  
 مد تیغ را بر سیاست زباں

بجا این مثل زندگانی ده است  
 چو فیروزیت یابد مضاف  
 بر آرزو لطف گردد هم  
 به بیمار خدمت گراں کن پیش  
 ۵ اگر مرد بیدار پروردنی است  
 سپه دار باید حن را فدایتحت  
 شمس کوند اند سپه پروری  
 ز لشکر بود زور شاهنشاه  
 مشو سخت گیر از حن داداده  
 ۱۰ بزدی کند خدمتت بنده وار  
 شنیدم که از کار پردازستن  
 چو لشکر فرمان شه یافت زور  
 ۱۱ این مدانی که در تفنق  
 شتابنده راهست آخر ستاد  
 ۱۵ ترا باد پایاں ز اندازه بشی  
 ترا بارگاه بریشم طناب  
 که جاں بخشی از جاں ستانی به است  
 بکن گرد خرقه دلمس اطواف  
 باندازه کار گردد هم  
 ز بد خدمتاں نیز دامن پیش  
 گراں خواب اینر غمخوردنی است  
 که بے برگ بر کنده باشد خست  
 فرود افتد از پای سوری  
 که یک تن به تنهانه گیرد جاں  
 که گردد عن سلام تو آزاده  
 ولی رایگان دهد وقت کار  
 کم آرام داروشه از تاختن  
 رود گر چه بگیر لبو راخ مور  
 نه زیباست تکلیف لایطاق  
 که خاک ست فرزند آدم نه باد  
 بیندیش از اں لاشه پشت ریش  
 خبر نه از اں سورش آفتاب

ترا توشہ داں پُر ز حلوے تر  
 نظر کن بہ بے توشہ راہ بر  
 چو گنجینہ صد ولایت تراست  
 ہنوزت دیدن ز بہرِ چراست  
 نہ رنجی کہ برسینہ بار آیدت  
 باندازہ کن کہ کار آیدت  
 کسے رنج دراصلے چوں برد  
 کہ از رنج او دیگرے بر خورد  
 ۵ خوش آں کیں و رق را چنیں او بیچ  
 کہ نگراشت از بہرِ بیگانہ بیچ  
 جہاں چوں خیالے ست آئینہ نسبت  
 کہ نماید امانیاید بدست  
 اگر بادشاہ عالم گرفت ق  
 دگر بے نوا بہرہ کم گرفت  
 چو از بہرِ نر انبردند ساز  
 جہاں دیدہ نادیدہ گشتند باز  
 یکے خورد در خواب نان و کباب  
 یکے رانیام خود از فاقہ خواب  
 ۱۰ چو طبع از دروں راحت افزا بود  
 شب ہر دورا فاقہ بر جب بود  
 چو در خواب ساغر خورد بادہ خوا  
 اگر مستیش نیست باشد خمار  
 متاع جہان ست با درواں  
 گرہ برزدن با درچوں تو اں

حکایت مستے کہ از انبان پشت با وصل کر دو

و بیاد داد

۱۵

شیدم یکے راز اہلِ شست کہ بائے ز زندان نوشتہ جست

بخندید دزدیدہ رندی چو برق  
 تیر سید از آن ندھنکامہ جو  
 تدرند و ادش بباد شمال  
 جو بے بصد شویش باز د  
 ۵ ہر آن کس کزین جبرہ باز رفت  
 چه باید گرفت از نشیب و فراز  
 چو خورشید بید جہاں گیر دہشت  
 کس ہم نشیند بہ پشت کلنگ  
 چه سچی دین چار گوشہ ہر آ  
 ۱۰ چو یک مشت خاک آدمی اعطا  
 کہ دار دچنان دستگاہ فراخ  
 کساں کاندیں کوئے رہ دشتند  
 چو زین جانہ بردند آں جا ہی  
 بسماے تست آں نمود ارجت  
 ۱۵ چو این اسرار گرفتہ بہ عمد  
 جو در خم خاک جا کردنیست

بخوے شد نشینندہ چو برق  
 کفے بست و ادش کہ با کس ہو  
 رسانندہ گفتش چه بود این خیال  
 کہ باد آمد و دادش ہم بیاد  
 تھی آمد جسم تھی باز رفت  
 کہ می باید آں اربا کرد باز  
 کہ ہر روز گرفت ہر شب گزارشت  
 وے کہ چو ہمیشہ دار و بچنگ  
 کہ جز چار گنہ رانہ کہ خداے  
 زمین جملہ درشت جوید خطاست  
 کہ درشت او گنجد این سنگلاخ  
 فراواں گرفتند و بگزارشتند  
 گزشتند ازین جا و آن جا تھی  
 کزین ہر دو لبساں بر آری درخت  
 کنوں گوشسکاں نیز گیری بجد  
 رہا کن رہے کہاں ہا کردنیست

کہ دریابی آزادیِ خویش از  
 ازیں شور و غوغاے بیودہ چند  
 چرا ایں ہمہ باد از اں یکدم است  
 کہ تا چشم بر ہم زنی دیدہ است  
 بتاج و سرخویش چندین مناز  
 ریاید سرو تاج سر بر سری  
 کله کز منہ چوں تفاقور دنی است  
 فریبِ جہاں تا تو انی مخور  
 بہ میں تا چو تو در جہاں چند بود  
 کہ از تاجور خواست ماند متی  
 چہ اسکندر و چہ یکے مشہ خاک  
 کہ تختِ سیلماں چساں باد بُرد  
 بدنبالہ گور شد چوں بگور  
 چساں رفت در غار بی یار غار  
 فلک میں کز آنجاش زہر میں  
 کہ از کام ہماراں بکراماں رسید

رہی پیش گیر از خرد پیش از اں  
 چو جان نیست با جانستان ز مند  
 چو یکدم ہمہ باد و دھماکم است  
 بساغۂ کز مردن ایمن نشست  
 ۵ اگر تاجداری و گرسہ نراز  
 کہ یک صدمہ زیں باغ نیلوذری  
 چو دانی کہ حربِ فلک کئی است  
 جہاں خور غم زندگانی مخور  
 نشاید بدیں ملک خرسند بود  
 ۱۰ چہ نازی بدان تختِ شامنشہ  
 چو ہست آدمی را گزر در مفاک  
 مگرد و گردونت از یاد برد  
 شنیدستے آخر کہ بہ اسم گور  
 نخواندی کہ کیخسرو تاجدار  
 ۱۵ بکاؤس کو بر فلک شد بسبس  
 بضحاک میں تا چہ حراماں رسید

کہ دزد آشکارا فرستد بر گنج  
 ہر شہ نہ دو شہر با پاسباں  
 ولی نقب زن اہل بیت کے  
 کہ در چشم خلق از خرد نور نیست  
 ہنانی ہمیں بندش آشکار  
 دگر دل نہ بندی بکار جہاں  
 کہ ماند از پس مرد ماں مردہ رگ  
 نہ ہر روز نختے بمنزل نہی  
 کہ آگہ بوی زد چو کار آگماں  
 چہ باید زدن چہ بر ہر دیار  
 ولی پادشاہی جہاندار است  
 کماں کش مخواں چو کمان نیست  
 کہ اس پیلواں ست آن بادشاہ  
 جہاں ابیک تن نگہداشتن  
 بہ از اینی نعمت کے بود  
 رعیت تہاں ست و سلطان تہاں

چہ خسی دریں خانہ فتنہ سنج  
 نہ ہے دزد کز تیغ جاری زیا  
 تو ان نقب ہر خانہ دیدن بسے  
 از ان دزدو این خانہ منظور نیست  
 ۵ کسے کز خرد ہمت بنیائے کار  
 تو گریابی اس بنیش اندر نہاں  
 نیفتی چو طفلان دریں کمنہ دیگ  
 زیں ہر چہ لاری بدان دل نہی  
 بلکہ اس قدر ضبط باید نہاں  
 ۱۰ چو یک خانہ را کس نہ اند شمار  
 جہانگیری ارچہاں خوار است  
 جہانگیر چوں جہاندار نیست  
 ہمیں فرق شد درد و صاحب کلاہ  
 نہ آساں ست بر تخت رہہ دشمن  
 ۱۵ ز شاہ ارچہ نعمت پیالے بود  
 چو خورد از بزرگان نذر اماں

چرا زیر دستش نشیند کسے  
 کہ نبود پنہ ز ابرو از آفتاب  
 بچشم حساسش ز دیوان بست  
 بہ میں عمڈ چند حیواں ترست  
 میا نچی شدن نزل بیگانہ را  
 ز بار جہانے کے آید بروں  
 بواجب بود بار برداشتن  
 چہ نیکو ترادولت بتقیاس  
 خوردہ ندارد بجز نیک شکم  
 بہ پرش نہ در عمد چوں آدمی ست  
 بزدوری یک شکم می دوند  
 کہ یک تن دہ طعم صد ہزار  
 کس از نیم نانے ندارد گریز  
 محسپاں شکم خالی از نان خویش  
 تو لقمہ دہی و جہاں لقمہ خوار  
 کہ افزوں دہی ز نچہ گفتن کم  
 بہ از راستی نیست پیرایہ

اگر سایہ باں سایہ ندہد بے  
 از ان خمیہ پارہ گسل طناب  
 گر امر و زموئے ز ایوان بست  
 چو از شمرق تا غوب فرماں ترست  
 نہ از ہوش مندی ست فرزانہ را  
 چو مرد آید از بار یک تن نبوں  
 پس آں بہ کہ در کج برداشتن  
 گر امر و زنہ بود ز فردا ہراس  
 چہ آزاد مرغی کہ از بیش و کم  
 شنیدم ہمہ جا نور کز زمی ست  
 دو دو دام کافروں و کم می دوند  
 ندارد بجز ز آدمی این شمار  
 اگر گرم خیر ست و گر خفت خیر  
 چو شاہی کسے را بدوران خویش  
 بکن شکر آں اکہ در روزگار  
 بواجب چنان دہ قرآ حشم  
 کسے را کہ دولت دہد پایہ

شہ آں بہ کہ از راستی دم زند  
 چو دریائے جوشندہ گرد سرب  
 دم صحیح کاذب بود و میر  
 اگر سکہ قلب شد حنائی  
 ۵ ز بہر زبردست باشد عنبر  
 چو این فتنہ بازیر دستاں کنی  
 بہر پایہ وہ رستاں اتواں  
 مکن جز نثرادہ بشغل اجنبند  
 چو خس ادرانگند در دیدہ کس  
 ۱۰ چو کردی کے را بخود راہ وہ  
 کے کوئی بردست بزیر دست  
 اگر سنگ بر سینہ دارد ستیز  
 و راہن کندنگ اپت دزم  
 عواں چن رشعل بر زینت  
 ۱۵ چو سگ در مہ گشت بزغالہ گیر  
 چو خوں زین طلق از سپاہاں بود  
 کہ کس نانش از رستاں کم زند  
 خورد شنہ از دیدہ نولش آب  
 ولے صحیح صادق شد آفاق گیر  
 بد لہا نمد مہر بگیاگی  
 بزور ار نامیش ماری بزور  
 چرا دعویے پور دستاں کنی  
 کجک نہ بہ پیشانی کرد ماں  
 کہ تا در نیاید بدولت گزند  
 ز خود بایش گریہ ولے رخس  
 بندیش و شناسش آں گاہ وہ  
 کہ در زیر دستاں نیار دست  
 بسدان آہن کنش ریز ریز  
 بہر سختیش را با گشت گرم  
 فعاں نے ز نشتر ز نشتر زینت  
 شبان گو بسگن نہ بر گرگ تیر  
 دیت بہر سپاہاں بود

مکن که خدازد سلطان فریب  
 که مال او بر تو باشد حسیب  
 نمازے که ماند ز خونخوارگان  
 بود دست بردستم کارگان  
 بانصاف نہ سگہ داد و حیا  
 ستم را بیند از بنیادها  
 چه رانی زداد منیروں سخن  
 تو نو باش گزشت میروں کمن  
 چه تازه کنی نوبت پیش را  
 بدہ تازگی نوبت خویش را  
 بزرگان کہ داد و دہش داشتند  
 نبردند بے تو بگراشتند  
 چنان نہ تو این رسم پانیدگان  
 کہ بگزاری از بہ آیندگان  
 بعد خود آن لعن زبہ کایستی  
 کہ در عمدہ دیگران نیستی  
 ترا باید از باغ خود بار جست  
 دو جو بر تو گزشت ہنقا بست  
 چنان باش کائین تو در جہاں  
 شود سبقِ تسلیم شاہنشاہاں  
 شے گوشد از رسم تو مایہ گیر  
 بمعنی تو باشی نہ او بر سریر  
 چو باشد بدورانِ اداد تو  
 کند خلقے از داد او یاد تو  
 چو حرف از تو بیند در شان او  
 دعای تو گویند نے زان او  
 منہ بریدی کار ہارا اساس  
 کہ کس گاہ نفرین گوید سپاس  
 کسے کو بزرگ ست کارش بزرگ  
 بہر پایہ باشد شمارش بزرگ  
 یکے مردکش صد نہ است کا  
 یکے صد بود بلکہ خود صد ہزار

۶- ق و م :- بردار رہ و ہشتند۔ ایضاً - م :- نکردند۔ ۹- ق و م :- پیوہ جست

۹- س :- ترا باید از بہرہ خود دانہ گشت۔ ایضاً - س :- برشت

چو ہر جا رسد کار ہنجا را و  
 گراو بد کند گنہاں بکنند  
 پس آں بہ کہ فرماندہ از جہد خود  
 بہ قانون بد۔ بد شود حال دہر  
 ۵ چو در قالب گزرا زند سلیم  
 شناسندہ باید چند اوند تاج  
 مہیں گرستم خیردت غرہ بیش  
 چو کردی درخت از پئے میوہ پست  
 یکے را ازاں کردیزداں بلند  
 ۱۰ چو او خود کند کار دشمن بے  
 اگر باغبان تیشہ دار دچو برق  
 ملک بہ کہ ہاشد نیاز و نیاز  
 سراں حملہ در جاے عالی برند  
 چو بر پیل نہ توانی آورد زور  
 ۱۵ نہ مردی بود نقب خانہ کنان  
 چو شیراز تو انائی آید نہ  
 جہاں پر شود لا بد از کار او  
 و نے نیکی آرد یکے صد کنند  
 کند خجے خوش زیو عہد خود  
 کہ آئین شاہ است دست و شہر  
 نمودار پیکر خنجر و سلیم  
 کہ تاراج را نام نہند خراج  
 کہ نتواں برہ خورد چوں مردیش  
 جز آں میوہ دیگر نیاید بدست  
 کہ ہاشد از و دیگر آں بے گزند  
 زبیداد دشمن چہ نالہ کسے  
 ازاں باغبان تا تبرزن چہ فرق  
 زبردست سوز و فرود دست ساز  
 خراں تا ختن در حوالی برند  
 چہ باید لکہ کوفت بر پشت مور  
 بہاں تیمان و بیوہ زناں  
 بہ پنچیر عوکاں و دسے رود

بموشاں کند از کلنگاں شتاب  
 نہ او سیر گردد نہ زو دیگرے  
 ستم کن ولی برستمگارگاں  
 کہ تو اذیت گفتن آزار خویش  
 بغیرے کشائی و بر خود زنی  
 مباحش امین از نادک و ادخواہ  
 عنایاں بگسلد آسماں از بڑ  
 نکو تر دعائے رعایا بود  
 ہمہ خلق کردد دعا گویے او  
 شود تاج شاہی برودیر پاک  
 مگر زور مندانِ عاجسہ نواز

چو شد جزہ را چشم ہمت بخواب  
 چو شاہیں بصیدِ ملح زد پرے  
 پیچ از ستم دست بیچارگاں  
 بڑوں کن زپائے کسے خار خویش  
 خدر کن ز تیرے کہ آں بد زنی  
 گرازا آہنیں قلعہ داری پناہ  
 شکمش کہ دستے بر آرد بشور  
 ملک از حرے کہ زیب بود  
 چو ہر جا رسد احت از سوعے او  
 چو زینگونہ در سینہ یافت جا  
 نامند در ملک و دولت دراز

## حکایت مورے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

سوارہ بسور اخ مورے گزشت  
 فرود آمد و بر گرفتش ز جاے  
 شد از رخس و بر تخت شاہی نشست  
 کہ چون بینی اس تخت گاہ بلند

شنیدم کہ روزے سلیمان گشت  
 فرس نامند بر سر مور پاے  
 بر آورد آں بے زباں ر است  
 بپریش باں خوردہ شد خوردہ بند

بدانندگی داد مورس جواب  
 اگر تختِ الا قدم جائے تست  
 سزدگر کنی خود بدانش نگاه  
 رعیت کہ بردا دگر بار اوست  
 ۵ ز چندین نصیحت کہ راندم نفس  
 براگونہ کن ہر چہ کارت بود  
 کہ اینزد جہاں چوں بدست سپرد  
 چنان این مال ز خدا شرم دار  
 سکندر چو بشنید گفتا پیر  
 ۱۰ بسے آفریں کرد و بوسیدہ دست  
 زرنے کہ دادی بہمان خویش  
 کنوں چوں تو اوں آشتن دل صبور  
 نوالہ نہ بایت دادن بکام  
 نشاید بمیخو ارہ دادن شراب  
 ۱۵ جگر تشنہ را کہ دریا کشست  
 زینداں خود آں سرمہ از نمی چشم  
 کہ امی ذرہ را بردہ بر آفتاب  
 مرا جائے بردستِ والائے تست  
 کہ من بر ترم یا تو در دست گاہ  
 چہ آسود گیا کہ در کار اوست  
 خلاصہ سہن یکد و حرفست و بس  
 کہ خشنودی کرد کارت بود  
 بداند جہاں کیں نہ کائے ست خورد  
 کہ فردا نمانی از دست مسار  
 رقم کرد یک بیک لوج ضمیمہ  
 پس آنکہ بدو گفت کائے حق پرست  
 دل جانش کردی گرد کان خویش  
 کہ از دولت چوں تو مانیم دور  
 چو دادی کنوں سیر گردان کام  
 چو دادیش پردہ کہ گرد زراب  
 چو قطرہ دہی شعلہ آتشست  
 کہ خاشاک مارا نیاری، پچشم

۵۔ خود آموز گاری کہ در سبج نور  
 خرد مند چون خواهش شاہ دید  
 فرداش سب دواں گاہ گفت ق  
 دلت جز بفرخندہ منالی مباح  
 کجا چوں تو شاہی بود در قیاس  
 ۱۰۔ نہ من ان شدم از جہان گشہ گیر  
 کسے کو دہدا و طلعت بکوبہ  
 در بہت سچوں ہر اسندگاں ق  
 زرنج من ارعالمے پر خرسست  
 مزاج سگاں را انگیسہ زند نغز  
 ۱۵۔ چو گوہر نہ بر آدمی مس بود  
 من اینجا بباں کردہ بودم پناہ  
 ۵۔ رے ما کار زو مندست  
 ازیں سو کہ ما کا مراں آمدیم  
 چو دیدیم گوہر نہ جائے نشست  
 و آہنگ سے تو ہر دم کنیم  
 ۵۔ خود آموز گاری کہ در سبج نور  
 خرد مند چون خواهش شاہ دید  
 فرداش سب دواں گاہ گفت ق  
 دلت جز بفرخندہ منالی مباح  
 کجا چوں تو شاہی بود در قیاس  
 ۱۰۔ نہ من ان شدم از جہان گشہ گیر  
 کسے کو دہدا و طلعت بکوبہ  
 در بہت سچوں ہر اسندگاں ق  
 زرنج من ارعالمے پر خرسست  
 مزاج سگاں را انگیسہ زند نغز  
 ۱۵۔ چو گوہر نہ بر آدمی مس بود  
 من اینجا بباں کردہ بودم پناہ  
 بدیں آرزو کے کند پنہ بست  
 طلبکار گوہر بجاں آمدیم  
 کہ آساں تو اں اوریدن بست  
 ترا وقت آسودہ در حسم کنیم  
 عطار دنباش ز خوشید دوا  
 ز خواہندہ دوری نہ از راہ دہ  
 کہ اے شاہ بخت بادا خفت  
 جہاں حسیح گاہ از تو خالی مباح  
 کہ دانا تو اں گفت اناس  
 کہ تہما زیزداں شوم تو شہ گیر  
 بصر از دادن نیاید ستوہ  
 گریز من از ناشناسندگاں ق  
 مگر زان خرے کاومی پیکرست  
 کہ نزدیک شاں استخوان بزمغز  
 ہماں سنگے از آدمی بہ بود  
 کہ دیگر نہ بنیم بخورشید و ماہ

چو خورشید گوغم بر آرد ز خاک  
 کشیدن سر از طاعتِ مقبلان  
 کہ بوسم در دولتش گاہ گاہ  
 نہ باشد در اں خدمتِ سخت گیر  
 دگر نیز نامِ نیار دہ یاد  
 بیاؤ برو۔ بر نیارم نفس  
 ترانیز گفتار من کردنی ست  
 کنوں شور دارم بدریائے شور  
 بسے ہمغانِ من انداندر اں  
 ز تو نیز منخواہم اس یادری  
 گفتا مکن غرقہ را باز عشق  
 مدہ یاد ازاں آشنا دیگرم  
 چو بنیاد ریافت نیست راہ  
 چہ مرگم بدریا چہ در کوہسار  
 بدریادروں باک گرد چہ بہر  
 بزریادروں پاک گرد چہ باک  
 کہ آیم بدیناں شاہِ جہاں

ولی چون شہم می کشد زین مٹاک  
 نہ زیبا بود ز در و شندلاں  
 پذیر فتم از بختِ الای شاہ  
 بشرطیکہ دارے خدمت پذیر  
 ۵ گر آیم کند جانم از لطفِ شاہ  
 ملک گفت با راضیائے تو بس  
 مگر یک نفس کاں بر آوردنی ست  
 چو من ربع مسکوں گرفتہ بزور  
 حکیمان انا و پنجمیہ راں  
 ۱۰ تو ہم چوں بزرگی درین ادوی  
 بخندید ازاں گفت انا چو برق  
 چو کیرہ فگندی بدریادرم  
 دوبارہ بیفاد کوئے بچاہ  
 ولی من چو زین خانہ کردم کنار  
 ۱۵ بجائے کہ شد با بزرگانِ ہر  
 گر آسودہ چوں مے لوشناک  
 رضا دادم اس بندگی را بجای

بہر سو کہ روشن کند راہ را  
 بدان عہدہ چون شاہ دمساز گشت  
 ازاں پس کہ گاہ دانا ز کوہ  
 بسے نکتہ و پند دانش فرزے  
 ہ چو شد وقت کا یہ خلل در اساس  
 بیاساتی آن سلسبیل حیات  
 بدہ تا چو منزل سخن گم کشد  
 بیامطرب آن علم باریک  
 فرو گوے زان گو نہ سوزان تر  
 کہ شوید ہمہ تیر گھیا از ذات  
 ز آلائش خاک پاکم کشد  
 کہ روشن کند جان باریک  
 کہ دستار عالم رباید ز سر

۱۰ در تجربہ کار عالم برپلم و کامیاب شدن از چاشنی  
 زہر نبات روشن کردن قایق انوار نجوم آسمان و  
 زمین و فرق کردن یاحین از تراب و زمین عبرت  
 ۱۱ بدریا و دروزرف نگریستن در ماہیت بحر و حوت  
 تعمق نمودن

چہ زیباست رے خرد مند را  
 کشانِ چشمِ خرد بند را  
 جہاں ابہ پیشِ نظرِ اشتن  
 زہرنیکِ بدبہرہ بردشتن  
 بہر منرے کردن آراشے  
 بہر مجلسِ ساختنِ راشے  
 ہو س پیشے چوں آدمی نیست کس  
 کہ دار و بنا دیدہ دیدن ہوس  
 ۵ دو دو دام ہستند زیں شیوہ فرد  
 کہ کاسے ندارد بجز خوابِ خود  
 پنجابِ خورش چوں سر آید زماں  
 بہایم ہماں ست مردم ہماں  
 خرد گاؤں رانیز ہست از گزان  
 بصرہ، ایں نطع رنگیں طوان  
 چو مردم نگرود بہر مکہ عنق  
 از اں گاؤں خرتا بمردم چہ فرق  
 ز مردم ہانست مردانگی  
 کہ گیرد جہاں ابہ نر زانگی  
 ۱۰ تماشائے ایں باغِ رنگیں کند  
 بہر شربتے کام شیریں کند  
 جہاں ہر چہ پیش آرد از خاک آب  
 ہماں پذیرد کہ بسیند صواب  
 بسا سادہ دل کز سپہر کیو بد  
 نہادند پا بر بساط و جو د  
 جہاں حبلہ دیدند شیب و فرار  
 چو دیدند نادیدہ گشتند باز  
 بدانگونہ کن گرد گیتی حسام  
 کہ دریابی اسرار گیتی تمام  
 ۱۵ مشو چشم بستہ چو گاؤں خراس  
 کہ ننگد بجز دانہ را در اس  
 بغفلت مکن طوف ایں یولاخ  
 کہ تنگ آید از تو جہاں فراخ

چو برست مہماں شوی روزہ دہا  
 بہ پرہیز چوں در حشر می باغ  
 چہ فرخ کسانے کہ بالا و پست  
 بکائے خرد و خجہ کرد پائے  
 ۵ فزوں گردد ارچہ از سفرد و دمرد  
 بکاں کندن اردست تو گشت ریش  
 و لیک این گھاں ہم ز ہنجا نرست  
 نہ این مایہ کم داشت آن سخت یار  
 بسا گوشہ گیران ثابت نمائے  
 ۱۰ چو سرد در گریبان دل حشم کنند  
 اگر ساکنی وردوی پیش دلین  
 ہراں پیکری کا یدت در خیال  
 اگر جملہ مغزست در جملہ پوست  
 برے زمین ہر جہ پنگ و گیامت  
 ۱۵ زرا از سنگ اگرچہ مکرم ترست  
 زے را کہ نرخ آتش کارا کنند

تراورد دسر گیرداورا خمار  
 تو حسرت خوری میوہ کنجشک فراغ  
 جہاں ابدیند از انسان کہ نیست  
 ز بہر دوسہ قلب مرد آزماے  
 ہماں بختگی بس بود سود مرد  
 مخور غم کہ سود از زیان ست بیش  
 کہ جز با سفر تجربت یا نرست  
 کہ جہنیش آرام کرد خستیا  
 کز اندیشہ بر چرخ سایند پائے  
 نشستہ تماشائے عالم کنند  
 ہمہ سوے معنی نظر دار و بس  
 طرازے ست از کار گاہ کمال  
 باندیشہ در ہر جہ بینی نکوست  
 جداگانہ در ہر یکے کیماست  
 نہ زو سنگ در خاصیت کمرست  
 عیارے از سنگ خارا کنند

مبین آگینہ کہ لعل و سیاہ  
 اگر لعل سُرخ ست و یا قوت زرد  
 ہاں بدبیراں بد نمائے کہ ہست  
 سیارہ کر کہ پھوشت ز ہر سنج  
 ۵ ہاں ز ہر کو دشمن جہاں بود  
 ہراں خار کو نشتر پائے تست  
 چون شتر کند سُرخ چہ سرم سپید  
 خستے کافت چشم گیتی نہاست  
 و گرد تو نقشے بہ نیکی نہ بست  
 ۱۰ گلابی کرو در و سر شد حرام  
 شکر کو حلاوت بجاں آورد  
 چراغے کہ او خانہ روشن کند  
 ولی مرد باید کہ در خوب و زشت  
 تو ایں بشنو ہی کت خرد کبست  
 ۱۵ شناسندگانے کہ در عالم اند  
 بہر کو چکا ہی کہ منسرل کنند  
 کہ ز رخس حجبے نیست در عرصہ گاہ  
 نہ شاں اگرانی ہماں گو نہ کرد  
 کہ اں نیز نیکو ست جائے کہ ہست  
 زہر پختہ ہم بخشہ از دیگ گنج  
 بسا در دہار کہ در ماں بود  
 نوالہ پز صحنِ حلوائے لست  
 ز بانٹش بصحت ساند نوید  
 فرو زندہ دیدہ چارہ پاست  
 خیالِ دگر گوں در و نیز ہست  
 بود مایہ در دسر در ز کام  
 چو در تپ خوردش زیان آورد  
 برخت او فقہ کارہ دشمن کند  
 تماشائے آئینہ بنیدہ بخت  
 کہ ز ریح و ز زرد نرود طفلان کبست  
 ہمہ جائے بہ نقش بینی کم اند  
 تماشابہ بنیائی دل کنند

چو در کار بنیش نمی رُوے را  
 بسا چشم سر کو به نقصان نور  
 اگر دیدہ چندست بنیش پذیر  
 نہ ہے دل کہ از آسماں تازیں  
 ۵ بسمر تو اوں نور چشم از مود  
 بہ بینائی دل نگر کز سروغ  
 میا بنجی مکن چشم بدگوے را  
 کم و بیش بیند ز نزدیک و دور  
 نہ بیند فزوں از دور پرتاب تیر  
 بیک لحظہ بیند تہاں و ہمیں  
 چو دل کو رہا شد ز سر مرہ چہ سود  
 نگوید ہنگام دیدن دروغ

## حکایت بصیرت کوراں کہ اعمی صفت کور کر دند

۱۰ شنیدم کہ کوری دوسہ بے لیل  
 چو گشتند بر تکلیش دست ساسے  
 کے کو گرائش بحر ظوم کرد  
 دگر کو ز دندان نشانی کشید  
 ستوں خواند ساینده پاؤ دست  
 ۱۵ چو برد اور افتاد گھنٹا ریشاں  
 نمودن در غبت بدیدارِ پیل  
 ز دندان و خرطوم تا دست و پا  
 شگرف اتر دہائش معلوم کرد  
 خیالش سنجک استخوانی کشید  
 شکم سائی بر بے ستونش لبت  
 بزور غلط سکہ کارش  
 بتحقیق چون دیدہ شد راست بود  
 دروغ کہ بینائی دل نمود

انجمن ساختن سکندریا و ستان کوبه خویش و ازان  
 انجم مسعود را بنمونی دریا کردن و بشمردن ایشان  
 حسیض و هبوط درجات آبی و در حجت آن اثر بلند  
 کوشیدن و استقامت نمودن بر نقل و حرکت خویش  
 و بطلع سعد اهل افلاک منزل خاکی تمام کردن و  
 در خانه سلطان و حوت تحت الشعاع شام خویش  
 سریع السیر دانیدن و فرود رفتن آن آفتاب آفاق  
 در ریای مغرب نزدیک شام

چنین است کرد از خطر آستان

در آورده گردن کشان را شکست

بشیشیه گرفت عالم تمام

نکارنده لوح این دستاں

۱۵ که چون فتح اسکندریه دست

بفیروزی آفاق را کرد رام

تمنائے ریش گشت آشکار  
 تماشاکند قعر دریا در آب  
 دلش اعداں گیر گشت این خیال  
 بدریائے مغرب رسانید بخش  
 سر بارگہ بر شریا زدند  
 سخن گفت ز اندازہ کاخوش  
 قوی دست گشتم بریں نطع خاک  
 بچوگانِ ہمت کشیدم بجوش  
 دو نوبت زد مہج نوبت بلند  
 دل دیدہ را مان کردم شاط  
 کہ نہ سپر شبرنگ من زیر پایے  
 کہ در جویم از قعر دریا و بس  
 کنم در عجب ہائے دریا نگاہ  
 طلسم حکمت بر آراستن  
 مصفا بر آستن پیکرے  
 جہاں بیند از جام گیتی نشا

چو از ربع مسکون بد زنت کار  
 بر آں شد کہ در تری آرڈشتا  
 در آں حال کر نخت فرزندہ فال  
 بروں برد ازین خطہ خاک بخش  
 ۵ سر اپردہ بر شط دریا زدند  
 جہاں دیدگان را طلب کرد پیش  
 کہ چون من بہ نیز نیے دان پاک  
 بگوئی زمین دست بردم بہ پیش  
 بہر کشور از نخت فیروز مند  
 ۱۰ بنظان این نو آئیں بساط  
 نماںد از بساط زمین مہج جالے  
 کنونم چنان ردل آمد ہوس  
 نشیم باب اندروں چند گاہ  
 بیاید ز ہمت مدد خواستن  
 ۱۵ بدانش ز صافی ترین جوہرے  
 کہ درے کند چون نشیندہ جا



مکن آتش باد خود را منزد  
 کہ خاکی نگنجد بآب اندر  
 ہر آں کار گر نیک گرد کند  
 ہمہ کس با ندان خود کند  
 چو پر کار در جہنم بد جائے خوش  
 بروں نیار دازد اترہ پائے خوش  
 تہی اں سر آں کس از رائے ہوش  
 کہ جوش ہوس انما لید گوش  
 ۵ سکندر یہ پانچ زبان بر کشاد  
 کہ اقبال چوں گشت ہم نشین  
 بسے پے نشردم بجویندگی  
 کہ شویم لب از چشمہ زندگی  
 سر انجام مچیں بیالیت مرد  
 زمانہ بد اں آنجور رہ نہر د  
 بروزی تو اں بادہ زین طاس خورد  
 کہ اسکندر شش صحبت ایسا خورد  
 ۱۰ گرم جادو اں کردی ایزد بر آ  
 چو بر مرگ من بود تقدیر غیب  
 نامدی لہم شہنہ آب حیات  
 چہ می بایدم رفتنیں کار اں  
 ز محرومی آب حیواں چہ عیب  
 چو مردم ندارد گریز از ہلاک  
 تماشاکنم چہ یاری تو اں  
 نہ من بہ ز کین خسروم کز سیر  
 چہ در قعر دریا چہ بر روی خاک  
 ۱۵ اگر او درین غار بر لبست بار  
 بزندان غائے شد آرام گیر  
 بن غار من قصہ دریا شمار  
 نیایم ازین پنہ بھودہ تنگ  
 کہ از موج دریا تر نہ تنگ

چو داندگان ایمن گشت حال  
 زدند از ضمیر خردمند خویش  
 که دولت پناه جوان سخت باش  
 ز فرق تو اکیل دولت بلند  
 ۵ بهر کار اقبال آرد شتاب  
 به رسم و رای اختیار آن بود  
 بغرضی که در رای هشیارست  
 ز تو بر محیط آشکارا زدن  
 نه آب ارچه طوفان آتش بود  
 ۱۰ اگر با تو گرد زین تا خستیم  
 ازین بس که در آب لشکر کنیم  
 چه کار آید آن جان بے اعتبار  
 بدین حال که پیشیت فدا کرده ایم  
 بزرگان که بر بنده فرمان دهند  
 ۱۵ علف بهر آن یافت و خراس  
 از آن غازی بود فاختون بریز  
 که در مغز نشه محکم است این خایل  
 نفس بر مزاج خداوند خویش  
 به بخت جوان بر سر تخت باش  
 سر دشمنانت بحسبم کند  
 نباشد سر انجام او جز صواب  
 که اندیشه بختیار آن بود  
 که خست کن کاسمان یار تست  
 ز ما غوطه در قسری زادن  
 بهمراهی چون می خویش بود  
 عمارت ترا کیمیاستیم  
 اگر خشک جاییست هم تر کنیم  
 که بهر چن روز نماید بکار  
 چه منت بود چون دیت خود ایم  
 با اندازه خدمتشنان دهند  
 که کار خداوند خود دشت پاس  
 که در حمله کند دست در لقمه تیز

که در جوهر لیس است در تنگ بول  
 نوازش گری کرد بسیارشان  
 زرافشان و بخشیدن آغاز کرد  
 تو نگردد آن کس که در ویش بود  
 درآمد ز زر ناخوشان آنچه  
 ممانع که باید مهیا کنند  
 از سطوح و امانا در آمد بکار  
 که آهین توانند گوهرشانند  
 که از فایده بدیا تو ان نسبت پل  
 نشیننده راز و بهشتی کنند  
 نمودند هر چه از هنر داشتند  
 بسال کم و بیش پیش از هزار  
 نشانده کوچه از آسب باد  
 که در در زاوموے راره نه بود  
 بقاروره سنجی در آمد قیاس  
 که بے آتش از سنگ سازند موم  
 ز جاجه بر آتش فشانند زود

خیر پیران خوش تو سن فزونی  
 سکندر چو بشنید گفتارشان  
 به بخشش در گنج را باز کرد  
 از آن سیم وزر که عدد بیش بود  
 پوشش کفنی شد ز گوهر کشتی  
 بفرمود تا سازد دریا کنند  
 بفرمان فرمانده روزگار  
 بهر سوبے تیشه زن رانشاند  
 بے چوب بیابک تر ز گل  
 بفرمود که اسباب کشتی کنند  
 هنر پیشگان پیشه برداشتند  
 کشیدند کشتی بدریا کنار  
 اساس که بر آب اندستاد  
 مهندس ز پیوندش آگه نه بود  
 چو از چوب کاری قوی شد اساس  
 نشینند مینا گزاران روم  
 بدانسان که رسوا اشارت نمود

چو حل شد بقالب فرو نختند  
 بوزن از گل تر سبکساز تر  
 نشینند و بیرون نمودے بحال  
 پیری گزے صافی و آبدار  
 ۵ مربع بصورت مطول بساخت  
 پس از جو زمیندی کشاد پست  
 رسنھائے صندوق کرد ساز  
 جز اسباب دیگر که در کار بود  
 چو شد جمله اسباب کشتی تمام  
 ۱۰ ز آب از میان دریا پرده  
 نخت از معلم خبر جست باز  
 درین آشنائی که شد عمر صرف  
 چه خواندی درین تخت سرخ دوز  
 در احکام تو جانی این از بهت  
 ۱۵ بسایخ نینوشنده کار داں  
 که این داورى کا خیار من بست

در خنده صندوقے انگینتند  
 بلطف از دل ساده غمت از تر  
 بدانسان که در آب روشن حمال  
 به پهناسه گز در درازی چهار  
 که بتوان در وقتن دسر فرخت  
 کشند از و انچه مقبول است  
 که یکا هم ن بود هر یک راز  
 صد پنج کشتی رسن بار بود  
 شتابنده شد شاه دریا خرام  
 طلب کرد هشیارے از هر گرده  
 که گوتاچه داری درین پرده را  
 عجائب چه دیدی بدریائے رف  
 که صد بار شستی و شوئی هنوز  
 که چندین توان زیر دریا نشست  
 سخن گفت باشاه بسیار داں  
 پدر بر پدر کسب کار من بست

پنجہیں کتب کشندان نام  
 نہ شد روشنم کا دمی سپح گاہ  
 ز ملاح چون گل گشت این سوال  
 از نیشاں یکے پیر سیدار معزز  
 ۵ کہ شاہادریں آب کائے کہست  
 چو از رے دریاشینم نریر  
 از اں بشیں کردن نیارم درنگ  
 مرا با چنین خو کہ کردم در آب  
 بر یاد روں نفس ناخو پذیر  
 ۱۰ شہ از پسخ مرد گوہر فروش  
 و ز چوں قضامی کشیدش کند  
 بفرمود تا پیشوایان تخت  
 چہل سالہ ترتیب راہ دراز  
 ز حیوان از مردم و از گیا  
 ۱۵ خبر کش بے مرغ کردوں گرے  
 کز نیشاں ہمہ سے عقاب سیاہ  
 فرد خواندم اسرارِ دریا تمام  
 بدریا فرو رفت یک وزہ راہ  
 بہ پیرانِ خواص گھستند حال  
 پڑو ہندہ را پسخہ دانغتر  
 مرا مہیہاں گزشتہ زشت  
 تو انم کہ نامم زمانہ دیر  
 بدریا کہ نے ماہیم نے ہنگ  
 چو بودن کج نہ لخطہ نیست تا  
 ازین بشیں چون باشد آرام گیر  
 صدف دار کئے فرو شہت گوش  
 نصیحت نیامد بر سود مند  
 ز صحر ابدریا کشیدند رخت  
 کہ باشد بدال آدمی رانیاز  
 اگر شیرد مرغ ست اگر گمیا  
 سبق بردہ ز اندیشہ تیز پایے  
 کہ رونے شتابنہ یکماہہ

سه سال تمام آنچسپ پر دختند  
 چه بر عزم آل شد خداوند تاج  
 بزرگان در گاه را پیش خواند  
 که تقدیر بر ما چو این در کشاد  
 چنان خوشم از مخلصان حضور  
 کسانیکه با ما درین داوری  
 اگر سوئے اخلاص را آئے آورد  
 نخست آنکه در غیبت تاجور  
 کنند آنچه باشد سلامت دل  
 فرایند دارند در جان و تن  
 دوم آن که از بودن بی ملال  
 گر ایم ازین کوچ گاه دراز  
 اگر وعده باشد از جے خود  
 چو در خانه آیند ازین مرز و بوم  
 سیوم آنکه گر ما آئی شویم  
 سز در معرفت میان پیوند ما  
 سپارند آراسته چو عروس

سه ما هوش کشتی در انداختند  
 که بر تخت چو بآید از تخت علاج  
 ز دل از پوشیده بیرون نشاند  
 که بر آب اینم تو سن چو باد  
 که از حسن غیبت نباشند دور  
 نمای چوں یاوراں یادری  
 سه اندر ز ما را بجای آوردند  
 ز آئین خدمت نه سچیند سر  
 بغوغا نگوشتند چوں بے سر  
 وفاے ولی نعمت خویشتن  
 ره مایه بینند تا بست سال  
 بهم جانب خانه گردیم باز  
 گر آیند هر کس با و اے خود  
 در دے رساند از ما بروم  
 به آب اندرون خورد ما ہی شویم  
 نه سچیند گردن ز سر زند ما  
 سر پر کندر با سکندر وس

براو رنگِ دولت و لیعهدست  
 و سقیق نمودند دستند عمد  
 دل آسود بر صدقِ گفتارِ شان  
 بهمراهی خویشتن کرد خاص  
 بر غبتِ اواں کرد بر راهِ دوا  
 توکل کنان پاکشتی نهاد  
 پس و پیش از سطو بلنیاس ہم  
 بحسری خاص بستہ کمر  
 منجم و گرسے مدخل کشائے  
 ز قانونِ حکمت گره کرد باز  
 طبعیان بشریت در آیینستن  
 نظیرے رواں کرد بر حسبِ حال  
 جهانے بر آستہ چون عروس  
 بگردوں سانید آواز رود  
 رواں گشت او رنگِ اسکندری  
 بر آمد سرباد بانہا با وج

کہ آن ادہ کارانش مہدست  
 ہمہ سرفرازان بصدگونه جہد  
 چو شہ راز اندیشہ کارِ شان  
 کسی کہ دید از ترودِ خلاص  
 ۵ گر ایندہ رسوئے دریاے شور  
 بفارغِ دلی زان ہستی سواد  
 چپ راستش خضر و الیاس ہم  
 فلاطون دانندگانِ دگر  
 مہندسین بسوئے شد تختہ سائے  
 ۱۰ حکیمانِ انا ورقِ سنجِ راز  
 حرفیاں بے درتدیحِ ریختن  
 ندیمانِ موزوں فسانہ سگال  
 سراں ہر یک از روم و بلغارو  
 ترخم سرایانِ رومی سرود  
 ۱۵ بدیں شادمانی و نیک انخرتی  
 بجنید کشتی از آسیبِ موج

ز مہرِ سکندر کہ پایاں نہ داشت  
 در اں مہلکہ کس غمِ جان نہ داشت  
 گر ہے بہر جانب اندر شتاب  
 ہی تاخت نہ اسپ چو میں بر آ  
 نگا در شدہ باد پائے چناں  
 بدست صبا باز دادہ عنان  
 چو رفتند زانگونه بار و دو جام  
 بدریا درونِ نخبِ سالہ تمام  
 بفرمودہ ارے تاج و سریر  
 کہ احوال بر کاغذ آرد دبیر  
 زرہ دوری غائبان حضور  
 نوید سلامت ساند زد و ر  
 دبیر آمد و شرح مقصود کرد  
 سرِ خامہ را عنبر آلود کرد  
 فردر سحبت بر رسمِ رے کہ بود  
 بدریا درونِ ماجرے کہ بود

نوشتنِ سکندر سرگزشتِ امواج بحر و اوصافِ تنہا  
 صندوقِ الطافِ معلم و مضاحکِ ندانِ ہمگا  
 و حملہ آفتِ زائے مہیاں و غلغلہٴ سلاسلِ آب و طب  
 و یا جس بنابر آباد و ویراں و ماجرے مرفغانِ آبی  
 و شاہیاںِ بحری و کلنگانِ مانی ویں حاصلِ اصل  
 را پیکے عقابِ سوے باز ماندگان

## تسخنگاہ رواں کردن

سخنِ انخت از رہِ دین و داد  
 خدایے کہ بر مردم چہ سز  
 یکے را دہ سوے خشکی شتاب  
 کسے را کہ کرد او بصر اول  
 و کرخواست کسے آبہ خشکی ہلاک  
 ز تری خشکی ز حکمش بکار  
 بہر جانبے کا دمی را پے ست  
 پس آں بہ بود راہ یا بندہ یا  
 چو شد کفتمہ ہر پے آں بود ناگریز  
 ہمیں خستہ دولت اسکندروں  
 دین نامہ با آرزوے تمام  
 سلاطے کہ از جاں بر آرد خروک  
 بدانکہ چون ما بہ نیروے بخت  
 نہ مار خود افتاد این سو خرام  
 تو اناکشاں می برد چون رواں  
 بدو نیک عمر آنچہ سنجیدنی ست  
 بنام جہاں فہرین کرد یاد  
 پدید آرد اندیشہ نیک و بد  
 یکے را کند غرق دہ غم آب  
 بدریا فرستادش چون تو اول  
 زد دریا کشتاش بر دسوے خاک  
 نہ تنہا منم بل چو من صد ہزار  
 کرایش نہ از خوشترن ازوست  
 کہ معذور دار و شتابندہ را  
 کنوں باز گویم را از ضمیر  
 کز و گشت روشن ہمے روم رہے  
 ز اقبال ما در پذیرد سلام  
 گو اہی وہد زاندہ سینہ جوش  
 ز خشکی بدریا کشیدیم زخت  
 کہ تقدیر برد از کف ما ز نام  
 تو اندکہ باز ایستد نا تو اول  
 چگونہ نہ بنیم کہ چون دیدنی ست

ہر آنچہ آسماں بس باد نقاب  
 ز غیب آنچہ خبر بے ماست حرف  
 بنجاک از اجل کرد ہر کس تاب  
 شدیم آرزو مند خاک سیاہ  
 ۵ نذاریم بر میل سرمہ ہوس  
 اگر خاک بنیم کے میل پیش  
 چنانست در دیدہ تعظیم خاک  
 کجا خاک در دیدہ ماکوں  
 پہ بازیچہ شتم بچشم کساں  
 ۱۰ ملک بوم اول ہم خاک را  
 چگونہ نگر دم دریں شرم غرق  
 بدریا فرو رفت بہ خاک من  
 بزرگی گوہر نگر ز اخترم  
 کجا ابردار خب نہیں گہر  
 ۱۵ نہ ابر اینچیں گوہرے ساز کرد  
 چنان پیش ازین ایت افزا ختم  
 نہاں اشت آورد اینک بر آب  
 کجا شستہ گردد بدریاے شرف  
 کشاں برد مارا اجل سونے آب  
 بیک میل سرمہ نہ یک میل راہ  
 ہوس میلے از خاک اریع نہیں  
 دود مردم چشم صد میل پیش  
 کہ چشم ابرار آب شستیم پاک  
 تیمم کند جسم بدریا دروں  
 کہ بر آب بازی کنم چون خساں  
 کنوں حاکم لیک خاشاک را  
 کہ نہ بود ز من تا بخش ہیچ فرق  
 کہ خرمہ شد گوہر پاک من  
 کہ گم گشتہ نہ بجز زر گوہر م  
 کہ در گوشن ہی رساند خبر  
 کہ آوازہ گوش صدق باز کرد  
 کہ از پیلہ پیل جل ساستم

کنوں مردہ بہ اژدہا ہے چو من  
 کہ از جامہٴ غوک سازد کفن  
 چہ شام کہ بر غیر پامان آب  
 ز دم خمیہ همچوں سواران آب  
 شتابندہ کشتی چو تیر از کماں  
 ز بر آسماں نیز زیر آسماں  
 زیانماے کشتی ز موج بلند  
 بابر سیہ خاک داماں فلکند  
 و اگر از تہش موج بالا شدہ  
 صد فُرد قعر دریا شدہ  
 معلّم کرین تخت شد حرف سنج  
 نیا موخت مارا بجسہ حرف رنج  
 جہا میں نہ گردون بیداد مند  
 کہ چون من شہی ساختہ تختہ بند  
 اگر تخت جم رفت بر خاک سخت  
 چو فرماں نویسیم بر آب ژرف  
 ز باد صبا و ام خود حیم حرن  
 و اگر سگد باد شاہی زینم  
 رقم بردر مھاے ماہی زینم  
 محیط ہوا گیر مو جس چو دود  
 ز ہمواری سطح آئینہ رنگ  
 نہ از مرغ آید گوشتے نوا  
 رواں کشتی از ماہیاں گوشہ گیر  
 ہر اسندہ مرد از ننگ دو اں  
 دہاں ننگاں شدہ موج گیر

۱- س ۱- بر بحر ناپائے آب - ۲- س ۱- بزیر آب باشد ز بر آسماں - ۳- م ق- س ۱- چو من نہ ز در چسپ تختہ بند  
 ۴- م- م- بر باد سخت

فلک ہیں کہ چون اُدجاے درنگ  
 تنِ ماز تلخ آبِ دریا بسخ  
 شدہ نارِ رخسارِ ما آئیے  
 دخت ارچہ سہرش کذا بخورد  
 ۵ چومار از خضر آبخوردی نمود  
 چہ حال آدمی را درین ناخوش آب  
 زجاں ہمدراں روز شستیم دست  
 عجب نیت رفتن بدریا فراز  
 چوبے پرده شد تا بدین جا بگاہ  
 ۱۰ گر آبی زجئے شود رہ گراے  
 دگر دودے از شعلہ بالا شدہ  
 اگر تری از شست پرواز یافت  
 گزشت آن کہ رہ باز پس دشتیم  
 چرا خمرے چون من از بیم جاں  
 ۱۵ کنوں ما در این اہ دور و دراز  
 کسانیکہ دارند در صبح و شام  
 ق بدیدار ما آرزوے تمام

چومن گوہرے را بکام ننگ  
 دہن تلخ بل عیشِ مائیز تلخ  
 ہماکے چومن گشت مرغابیے  
 شود نیز از افرونی آب زرد  
 بالابد این آب زرے نمود  
 کزوزرود شد چشمہ آفتاب  
 کہ مار ابدل جوشِ دریا شست  
 عجب این تو ان گفت کا ئیم باز  
 زرہ نیست گشتن از نیم راہ  
 نماذ بجانا رسیدہ بجائے  
 فرو ناید از ابر برنا شدہ  
 نیار دسر از نیم رہ باز یافت  
 برفت آنچه در سر موں دشتیم  
 بجائے رسیدہ تا بد عنان  
 گر آئیم یا خود نیا ئیم باز  
 ق بدیدار ما آرزوے تمام

سزد کردل چشم چوں برق و مینغ  
 مگر کرد عاہے اہل نیاز  
 کز آن رفتہ کوش کم نشان یافتند  
 ند اعمر سنجشاد عمرے چنساں  
 دعائے ندرند از مادر لیغ  
 رخ مہربانیاں تو اں دید باز  
 عنانش بہت دعا تا فتند  
 کہ ستانہ از ما حو ادا ش عنان  
 دعائے خود آریم خود و اسلام  
 در آو نیتندش بیای عتاب  
 دو دیدہ مبعیاد گمہ دستہ  
 دو ہفتہ گزشتش بہ بیرو بال  
 خورش گاہ دیرینہ را کرد یاد  
 بگوش نویسنده میر سخت دُر  
 دل تہو و معنر بط خوردہ بود  
 کسانے کہ بودند رہ بجے او  
 گرفتند و بردند سوسے سریر  
 ثنا گفت بر منس بکیاں  
 بہ تعظیم بر پشت دستش نشانند  
 گمے بر سرش لبہ زد کہ بیای  
 پس از پائے او نامہ ابا ز کرد

دیر آمد و نامہ را سے کشاد  
 چو نام سکندر در آمد بگوش  
 سخت از جدائی بزاری گریست  
 پس از شادی فرودہ زندگی  
 ۵ طلب کہ نام آوران سپاہ  
 نشستند بفرش دیباہنہ  
 ضراحی در آمد بجاں پردی  
 بزرگان بہر سو چو آنجسم تباب  
 بہر جہ کجینہ مے فشاند  
 ۱۰ خزینہ پناں ز دم بر سو سیل  
 ز بخش جہاندا کیستی فروز ق  
 بفرمود تا ہفت روزہ دگر  
 بہر مجلسے کامرانی کنند  
 نشانہ مطرب نشانہ مال  
 ۱۵ جہانے ز عشرت پُر آوازہ گشت  
 درخت سعادت بہر آور و شاخ  
 سر گنج پوشیدہ را در کشاد  
 جگر گوشہ اخون در آمد بگوش  
 خود از خرچ بے گریہ زار کسیت  
 بیاراست بزم بفرخندگی  
 ز آیندگان تنگ شد بارگاہ  
 چو گل تازہ کردند رخ ز آب رز  
 معنی بہ نیزنگ و افسوں گری  
 بحر کہ ملک ادہ چون ماہتاب  
 نشاط بہر سینہ مے فشاند  
 کہ مفلس بہ بردن نمی کرد میل  
 چو داد طرب ادا تا ہفت روز  
 بشادی بزند اہل دولت بسر  
 جد اہر یکے میھسمانی کنند  
 رسانند بر کوس شادی دال  
 بہر جانبے مجلسے تازہ گشت  
 طرب شد بازار عالم فرانخ

کشاد آسماں خورمی راباط  
 باندا زہ خوشی تن ہر کے  
 ز پس دین زر بہر گوشہ  
 دریں پوہ زینگو نہ بازی بست  
 بیاساتی آن کمیائے وجود  
 بمنہ کہ تاشا دمانی کنم  
 بیامطر بامو بمو باز جوے  
 کہ تا چون بستاں رسد سازاد  
 بدہائے عمگین در آمدن شاط  
 ہی داد نقدے بہر مفلسے  
 نامند از جہاں هیچ بی توشہ  
 کسے کیس نداند چہ فارغ کسے  
 کہ بے ہمتاں اور آرد وجود  
 ز گنج سخن دُرفشانی کنم  
 ز موے کمانچہ نوائے چومے  
 گوارا شودے ز آوازِ زاد

در قیمتِ دستنِ سلکِ صحبت اگر ہمہ یک شبست  
 چوں این رشتہ باریک و تاریک درست ماتہ زنجیر  
 گسلست ناگستہ است گو بہر مرد می در خاک گم  
 نگشتہ نظامِ عملِ اعنیتِ کامِ دشمن

جمالِ عزیزانِ عنیتِ شمار  
 بہ نقل و بہ مجلسِ آبادکن

گر آسائشے خواہی از روزگار  
 دل از رے ہم صحبتاں دکن

بجمیعتِ دوستانِ وے نہ  
 بدوری کوشش ارچہ بدخوشیا  
 اگر جامہ تنگ ست پارہ مکن  
 مزن شاخ اگر میوہ تلخ ست تیز  
 ۵ چولا بدجدائی ست از بعد زست  
 ازاں تیغ برداشت این شت خم  
 ازاں دشمنی ہا کہ درخوے اوست  
 رفیعے کہ با وصل شد کار او  
 گر از آشیان مرغے افتد جدا  
 ۱۰ بہیں چوں بود حال آن ناصبو  
 دل مردم آں گاہ تو سن بود  
 چو گردد گرفتار اندیشہ  
 خرد حشی ار چند باشد حردوں  
 حرفت ارچہ تلخ ست بدخوے نیز  
 ۱۵ بدست اندرون چشم تلخ و ام  
 گلمے کہ مویش بود سینہ گز  
 پرانگدگی را ایک سوے نہ  
 کہ دوری خود افتد سر انجام کار  
 کہ خود پارہ گردد چو گردد کمن  
 خود افتد چو پیش آید شش برگ نیز  
 بعد اجدار استن بہر حسیت  
 کہ پیوند یاراں کشاید زہم  
 نیار دیک جے دیدن دوست  
 مبادا پرانگدہ بازار او  
 ز نالہ کند چرخ را پر صدا  
 کہ دور افتد از خانہ خویش دور  
 کہ آزاد چوں سرود سوسن بود  
 نزار دجبر عاجزی پیشہ  
 ز آسیب یک نشتر آید ز بوں  
 نماید پس از یرودین عزیز  
 دہشتنہ آب حیواں بکام  
 برہنہ تان احریت و خیز

خوش گرسبوس ست حلوا بود  
 کہ چون میرساند شبے را بروز  
 جگر خستہ کرد دل آرزو نیز  
 چوپیل از منائے ہندوستان  
 میان گل لالہ خوردیم مے  
 کہ یک مرغ از ایشان نہ نیم شاخ  
 بیکبارہ گشتند غربت گراے  
 کہ در فلک درنوشت آں بسا  
 کہ اول دھند شربت آنر خمار  
 کہ از ہر ماں بیند ایواں تی  
 کنوں رفتہ را باز جستن خطاست  
 کہ بسیار جہتند و کم یافتند  
 نہ تیرے کہ بریں پرید از کماں  
 چہ دارنی جہت راں حریفان مے  
 سفر تا چہ جاہت و منزل کہ ام  
 شب آسایش خواب چوں میکند  
 بر بیان مے میہان کہ اند

تن از فاقہ چوں ناشکیبا بود  
 جد اماندگان را از و پرس سوز  
 مرادوری دوستان عنبریز  
 فرو مردم از حسرت و ستاں  
 ۵ کسانے کہ بر رے شان بے پی  
 کنوں سوے بستان چہ پویم فراخ  
 تہی گشت زان تازہ رویاں سہرا  
 نشانے نہ بنیم کنوں ان نشاط  
 زمانہ نذار جب زیں ہیچ کار  
 ۱۰ ہزار می چہ راخوں نگرید رہی  
 گزشت آں کہ با ہم نشستم و حامت  
 بزرگان پس رفتہ نشتا فتنہ  
 نہ بعد از شدن باز گردد زماں  
 کجا بودی اے مرغ فرخندہ پے  
 ۱۵ بشادی کجای گزاردند گام  
 کجا روز راحت فزوں میکند  
 بعیش و طب ہمنان کہ اند

کدام آب دیدہ است درجے شال  
دلِ ماچکونہ است پہلوئے شال  
چو از ماخرامی سوئے خانہ باز  
بیاراں بری ماجرلے نیاز  
بدر ویزہ چشمِ یارانِ من  
تماشا کنی جوے یارانِ من  
فغانِ اں حریفانِ صحبتِ گل  
کہ یک ہ ز ما بر گرفتند دل  
ہ بیک نامہ ہم نہ کرند یاد  
کہ دل خوش کنم ز اں ہمایوں  
ہراں نامہ کن یا ربانی بود  
طرب نامہ زندگانی بود

## حکایتِ مجنون کہ نامہ لیلی را بر رگِ جاں بست و پیش بہ بست

۱۰ شنیدم کہ مجنونِ دلِ نخواستہ  
ز بیماریِ تپ شد افروختہ  
چنان سلخ کردش فلکِ صبحِ شام  
کہ چون ماہِ نوشد باہِ تمام  
ز ہرگونہ دار و بر بگنجیتند  
فرا بخش بھجت بیاحتیامند  
ز معجونِ شربتِ چو بگشتت کار  
بہ توئذ و افسوں راند شمار  
یکے گفت ہر تپ کز اندازہ پیش  
بافسوں تو اں دور کردنِ خویش  
۱۵ دگر گفت توئذ ز افسوں بہت  
کہ نالندہ راستہ رستی بہت  
چو گفتند ہر کس ز ہرگونہ پینہ  
سخن گفت بیماری لب بستہ نیز

کہ جزو دعا گر چه یاری رست      مرانامہ دلبر من بس ست  
 سوائے کہ لیلیٰ فرستاده بود      ز بہر جنینِ دُرش آ ماده بود  
 طلب کن و بر سینہ خویش سود      شفا بیشتر یافت چون پیش سود  
 بہر ان نامہ گزیار گوید حسن      فسون حیات ست و تعویذ تن

رسیدن سکندر نقطہ گاہ محیط و خود را در شیشہ

کردن بتوکل و باموکل آبِ رغور دریا فرو شدن

در زیر پرده زبده حالات و علامات آبِ انظار

کردن از آبِ گنگنی زود بر آمدن و سوئے عزیزان

آہنگ کردن بہ پایاں رسیدن عمر او

سرایندہ مرغِ این بوستان      سرالشِ چنین کرد باد و ستاں

کزاں پس کہ آہنگد کلامیاب      رواں کرد نامہ بیایے عقاب

۱۵ شتاباں ہمیشہ بر غم دست      شتابندہ تر ز آنچه بود از نخست

چو شد چارسالہ رہ پیش باز      پرغے دگر سبت منشورِ راز

نمودار دریا به گوهر سپرد  
 جہاں بر طرب فرود تازہ داد  
 از آن بشیر کا و لیں بار بود  
 سه سال دگر عبث آب کرد  
 عقابے دگر در ہوا تا خستند  
 پذیرندہ نامہ را پیش دشت  
 قومی دل شد از سبخت امیدوار  
 ز نامہ کشتی قاصد آسودہ گشت  
 کہ نتوان پایے فرستاد باز  
 کہ باز آمدن انباشد امید  
 بہر موحے از جان تن دست شو  
 محال ست کہ جہاں تو اں گشت سیر  
 کہ او قیمت زندگانی شناخت  
 بحیرت فردماند کی بارگی  
 نیایش کنان دست برداشتند  
 ولیکن خاصان در گاہ بود  
 حصار دعا یمن آباد کرد

شد او نیز و دیباچہ شاه برد  
 ملک ادہ رازاں گرامی سو  
 جہاں اولین عیش بر کار بود  
 وزاں سو چو دارے دریا نور  
 سواکے دگر تازہ پردختند  
 شد او نیز و نامہ کہ بانویش دشت  
 ضمیرے کہ نو میدیش بود یار  
 چو زان بشیر راہ پیوہ گشت  
 بگنجید در چارہ چارہ ساز  
 بجائے رسیدند لرزاں چو بید  
 ہمہ سرخ رویاں شدہ زرد و کو  
 بود آدمی گر چہ بخت دلیر  
 پس از مردن آنکس علم بر فراخت  
 چو ہر کس در آں حال بیچارگی  
 کسانے گز ایند جب داشتند  
 جہاندار گر چہ جہاں شاہ بود  
 خدارا بدرماندگی یاد کرد

پناہندہ شد خضر الیاس ا  
 کلیدِ درِ چارہ آمد پدید  
 فروماندہ را گشت یاری رسا  
 پوشید گیتی حشرِ سیرِ سیاہ  
 چو بیخ در دستِ فروت پیر  
 بہ نزدیکِ مرگ از غمِ زندگی  
 سر دشنو پدیدار گشت از نہاں  
 رخِ فرخ و پیکرِ ارحم بند  
 نہ مردم لے صورتِ مردمی  
 ز سیماے پاکش ہمیرِ سختِ نور  
 شہش داد پاسخِ بعدِ تمام  
 تنتِ دوزا لایش آب و خاک  
 کہ مردم نہ باشد بدیں نیکوئی  
 کہ مردم نہ دیدت کہ چون آدمی  
 زرا از نہاں پردہ را بر گرفت  
 سر دشنم نیرداں موکلِ بر آب  
 جبین مرا ہست یک قطرہ حوے

نجست از فلاطوں بلنیاس را  
 چو دادند قفلِ دعارِ اکلید  
 در اں عابثری موسیٰ کیسا  
 شبانگہ کہ برقع برہنگند ماہ  
 رواں گشت پرویں ز چرخِ امیر  
 سکندرِ خلوتِ گہ بندگی  
 کہ در گوشہ خلوتش ناگماں  
 جوانے بگردارِ سر و بلند  
 فرشتہ ولیکن بہ شکلِ آدمی  
 جمالے کہ نتواں نظر کرد و دور  
 برد تازگی کرد شہِ اسلام  
 بدو گفت کائے سر لسبرِ نورِ پاک  
 فرشتہ کہ گویند مانا توئی  
 و گر مردمی چون دواں آدمی  
 سر دشنِ حجتہ سخن در گرفت  
 بگفتا کہ گر پرسی از من صواب  
 محیطے کہ نشاخت کس غورے

چو در سختی آفتاد کارِ شما  
 میندیش ازین پس دریائے زلف  
 دریں پرده کاندیش کاکرتست  
 منتِ ہمرہ و ایزدت ہنماے  
 قضا را بہ تسلیم و مساز کن  
 جہا نذار کاں محرمِ رازیافت  
 چو شد چشمہ صبح رخشانِ شرق  
 ہوا قطر ہا داشت نزدیک و دُ  
 بفرمود فرماندہ روم و زنگ  
 ننگند ہر سوے لنگر در آب  
 سکندر بر آہنگِ کارے کہ داشت  
 بدستورِ دانا کہ بر کار بود  
 کہ مارا ہوسحاے ناسود مند  
 سزد گر شمار از منِ فتنہ چو  
 چو من زیر دریا کنم جاے خویش  
 بامید جاں بخش گیتی پناہ  
 گر ایم بروں نیں ہ پرہاس

بمن داد غیب اختیارِ شما  
 کہ دادت قضا و سنگاہ شکر  
 دروں و کہ نیردان گمدا کرتست  
 کہ بنماید و بازت آرد بجایے  
 بسیں ہرچہ بتوانی و باز کن  
 در چارہ بر خوشتن بازیافت  
 در آن چشمہ شد کشتی ماہ غوق  
 در آمیخت یک پل بدریائے نور  
 کہ در جنبش کشتی آید درنگ  
 فرو شد سربا دبا نہا بخواب  
 بر درخت از دل شماے کہ داشت  
 وصیت نمود انچہ ناچار بود  
 ز راہ سلامت چو کیسو فکند  
 ز بہر سلامت بتابید روے  
 بجایم ہنگاں نہم پایے خویش  
 مرا تا بصدر روز میند راہ  
 شناسم حق مردم حق شناس

قضا را بیک چوں من صد هنرا  
 من و قهر دریا و راه دراز  
 پذیرفت دستور دریا ضمیر  
 بر آئین مهدی در آمد بهمد  
 موافق چو خبر بیس با قوس بود  
 که در راه ظلمات ادش سر و پا  
 نه معلول علت شد آنکو چشید  
 که باطل نگردد مزاج از بخار  
 نشست اندر آن شاه عالی مقام  
 سر شیشه اگر محکم چو سنگ  
 به رشته در آزند همچون گهر  
 توکل کنانش به آب انگنند  
 امانت دهندش زیدان پاک  
 پذیرنده را که بود ناگزیر  
 بدانسان که از رشته یا قوت را  
 بر آتش نهادند همچون جاب  
 رسن در کف خضر و الیاس بود

و گر باشد آسبے از روزگار  
 شما جانب خانه گردید باز  
 در افشانی شاه دریا نظیر  
 چو شمشیر ادل آسودن از بینه  
 همان خوشه کنگور فردوس بود  
 ز هر دانه آب حیوان بجوشش  
 نه از خوردنش دل بخورن کشید  
 گیاهے دیگر بتن ساز دار  
 بیاورد آن شیشه بعد از آن  
 چو نبشت در شیشه آب نمک  
 بفرمود کاس دُیج لولوعے تر  
 بهر چار سوش طناب انگنند  
 پس آنکه در آن غوطه گاهِ هلاک  
 که از فر فرمانده تخت گیر  
 رسن حسیت کردند تا بوت را  
 چو شیشه معلق شد اندر طناب  
 از آن شیشه کوکان الماس بود

اجل اسپر و ندر شسته در آن  
 برآمد ز دریا دلاں آتشی  
 فرشته بر ابرنگسبان گنج  
 چو طفلانِ غازی معسوقِ زنان  
 چه باشد بدریا یکے مشتِ خاک  
 چو زردی که در بقیعہ باشد رو  
 عجب ہائے دریا نظارہ کنال  
 فرورفت در برجِ ماہی دو ماہ  
 چہ بودت رہا کردنِ تاج و تخت  
 کہ خود را بنجد در ہلاک انگند  
 بود ماہی کو بصریہ رود  
 کہ جاں بر سر یک تماشا کند  
 کاجل ابریش فرخ ستیہ  
 کہ پچیدہ دار دغاں از گزند  
 ہر اسندہ باشد نجس از ہلاک  
 بسوے خط چو پواں گشت پایے  
 نماز خرد چوں در آید ہوس

شکنج رسن ہاکشادند باز  
 بدریا دروں رفت دریاوشے  
 فردمی شد آن درجِ گنجینہ سنج  
 ز جنیدن آب مہدے چناں  
 سکندر بہمد اندرون ترسناک  
 شدہ زرد رخسارہ لالہ گوں  
 ہی شد ز حسنی کنارہ کنال  
 جوان خست فرخ از اوج گاہ  
 سر و شش بر رسید کایے نیکت  
 خرد نام آں کسبِ خاک انگند  
 اگر آدمی زیر دریا رود  
 کجا ہوشمند این تمنا کند  
 تو ہستی بچہ گرچہ تنگ ست چاہ  
 از اں جو ہر عقل گشت از جہند  
 ہر آن جانور کہ خرد ہست پاک  
 ترا با چنیں عقلِ دانش فزائے  
 جہاندار گفت ای مبارک نفس

چو من ز آرزو بردنِ راسخام  
 ترا گردهد دست کار سے بکن  
 ہو من ابدینجا کشیدم ز مام  
 و گرنه بے گفته اند این سخن  
 بدایوانگی طعن زد و شمنم  
 که در شیشه خود کرده ام خویش را  
 سلامت چو گم شد سلامت خطا  
 رہانده گردست بالچه سود  
 طپانچه زنی گرد آزرده تر  
 که در کام مہی ز دم شست خود  
 بکن ورنه بگزار مہی در آب  
 شد از تازہ روی چو باغ بہشت  
 بسایخ دل شاہ را کرد خوش  
 کہ بردار دین رنجبار ادرا  
 بنیر سے طبع آز مودم ترا  
 کہ آخر ہمانی کز آغاز کار  
 نترسد ز دریا و ہرچہ اندر ست  
 ترا دل ز دریا دل اور ترست  
 چو آتش بر آرزو پروانہ دود  
 چو غلطید طفل شد آزرده سر  
 من آن دوز شستم ز جان خود  
 تو زینجا کہ گفتی برے صواب  
 نیوشندہ آسمانی سرشت  
 کشاد ابرو از رے خوشید و ش  
 کہ دل را فراہم کن ای سرفرا  
 من را باز پست نمودم ترا  
 چو دیدم تنومندیت را عیار  
 یقین شد کہ دانادلت ز پو  
 عجب لکے دریا اگر منکرست

بدیں قطرہ آشامِ دریا کنی  
 تمنائے اندیشہ خویش ہیں  
 کہ زلزالِ دفترِ دریا فگند  
 تہی شد ز پہلوے بیندہ زو  
 شتابندہ شد جانور فوج فوج  
 سرخ بچو کوہ و دہاں ہچو غار  
 اجل چاشنی گیرِ دندانِ شاں  
 پڑستہ ہر یک بدیائے زلف  
 کہ دریا بہ ہناتے شاں گشت گم  
 چوپیلے بر افگندہ بر گستاں  
 نمایندہ ہاں ہاں بیندہ گفت  
 یک آسیب اگر بر تو آید ز دور  
 اگر کوہ برے زند چوں بود  
 کہ بے منت تو گنجان ماست  
 دہاں ابھر ادب کر دہند  
 کہ یک یک شدند از نظر ناپدید

ترا میرسد کس تماشا کنی  
 کنوں باز کن دین پیش ہیں  
 بگفت این بردہشت بانگ بلند  
 بشوریدن آید ہمہ آب شور  
 ۵ دراں جوش دریا کہ می شد  
 نہنگان ہاں ہزاراں ہزار  
 بلا لقمہ کام خندان شاں  
 کس نامیائے بہیکل شگرت  
 جہانے دراز و ز سر تا بدم  
 ۱۰ کشف ہر یکے گشت کو چور  
 چو این از ہاں پدید از منت  
 کزین جانور کایدت در حضور  
 پوشیشہ ز سنگے دگر گوں بود  
 شہس گفت کور استایش شہرت  
 ۱۵ سر و شس از چنباں پاسخ دل سپد  
 پس آنکہ در ایشان چنباں تیزوید

چو آل شعبہ عنہم رہ ساز کرد  
 جہاں بازی دیگر آعن از کرد  
 ہمہ آب آن کار گاہ و بال  
 شد آئینہ پُرھنہ از ان خیال  
 طرف بر طرف شد کراں بکراں  
 جہاں پُر از آدمی پیکراں  
 معلق زماں سو بسو در شتاب  
 چو طفلان کہ بازی کنند از آب  
 ۵ ہمہ بوزنہ صورت و سُرخ رُوے  
 بجز ذر نَخ نَبیج ناستہ مومے  
 چو لعبت کہ از پردہ آید بڑوں  
 در آئینہ صاف اسکندری  
 نمودند و چون بشیشہ پری  
 برسم خود اندیشہ اے خود  
 کشاوند با کار فرمایے خود  
 بجزت فروماندہ یک بارہ  
 در ایشان چو شہ کرد نظارہ  
 کیا نند و این قوم را نام چیست  
 ۱۰ بہ پُرسید کیس قوم پوشیدہ رُسیت  
 چہ را زست بہر چہ میکنند  
 اشارت کہ از دست پا میکنند  
 چو پرسندہ پرسید گویندہ گفت  
 حدیثے کہ بود آشکار و نہفت  
 کہ پوشیدہ از خراج دولابی اند  
 کہ این طائفہ مردم آبی اند  
 چو دیدند حیسراں فروماندہ اند  
 بہر نیروے من موعے تو را اندہ اند  
 ہمہ تا بدیں جاے کتر کشند  
 ۱۵ کہ ایشان کہ در آب ماہی و شند  
 بگفتار خود می کنندم سوال  
 منم تر جہاں کا ندین حسب حال

کہ لطفِ خدا را نہ حق شناس  
 نہ گشتی ازین گشتِ بہودہ سیر  
 چہ حاصل شدتِ بزمِ تماشائے خام  
 چو قوت از شکم داری افزون شود  
 فراہم نشیند پس کا رخود  
 صبوری کند چون شکم گشت سیر  
 بہفت نہ نکوشد مگر آدمی  
 و اگر پر شود بوالفضولی کند  
 ز مردم تبر یا ز ہر مرد مست  
 سخنِ افرو خورد و خاموش کرد  
 زمانہ ز سپیکرتی کرد جاے  
 باطرافِ دریا در افتاد جوش  
 کہ بچھاں شد از چشمِ بیندہ نو  
 نہ در خشکی ایس نوع نے در تری  
 دور و زود و شبِ رفت یاں نہا  
 عجب ماند بہیندہ در کارا و

کہ اے بیوفامردم ناپاس  
 جہاں ابدیدی ز برتا بزیار  
 ز چندین بہ خشکی دتتری خرام  
 دلِ مردم از پردہ بیرون شود  
 ۵ دودام چون یافت مقدار خود  
 اگر پیل ز رفست دگر گرگ شہیر  
 ہمہ جانور چون بود معینمی  
 کہ چون توشم کم شد ملولی کند  
 کند ہرچہ اندیشہ روے کم گمت  
 ۱۰ سکندر کہ گفتار شاں گوش کرد  
 دگر ن بدستوری رہنماے  
 دگر بار در جنبش آمد سروش  
 سیہ روز نے گشت پیدا ز دود  
 دوندہ جو برق از قوی پیکری  
 ۱۵ مثاے ز گفتار شایان نہشت  
 ز بس طسرفہ کا مد نمود ارا و

دگر رہ بشورید دریا چناں  
 عجب ہیکلے دیگر از آب ست  
 گزشت از نظر کوہ دریا خرام  
 کہ قافے بود ارچہ بے سنگ بود  
 ۵ چورفت آن قیامت بہ پردہ درو  
 پس از ہفت تہ دید پانین او  
 چو کیسو گزشت آن شگفت خیال  
 بشورید دریا چناں تا بدیر  
 جہانے زمیں نظر شد نہاں  
 ۱۰ ز جنید گانے کہ رفتند پیش  
 بہر جانبے کو گزر گاہ داشت  
 بقدر دو ہفتہ در اں چارسو  
 جہاندار با آن دل زور مند  
 سلامت در افتادہ بودش رپا  
 ۱۵ میا بنجی در اں معرض عمر گاہ  
 بنجدید در پردہ کردش سوال  
 کہ رفت از کف مرد و انا عنان  
 بسے ز اں عجب تر کہ دیدہ نخست  
 تمام از پس حسیح روزش تمام  
 کہ در قعر دریا شش رتہ تنگ بود  
 قیامت شے دیگر آمد بروں  
 کہ گم گشت دریا در آئین او  
 شگفتی دگر گشت خبش کمال  
 کہ زیر وز بر شد ز بر تا بدیر  
 دگر گشت پیدا جہاں در جہاں  
 پیدا ارد دیگر بقدر اربش  
 شکم بر شری پشت بر ماہ داشت  
 جہاں بود تیرہ از اں تیرہ رو  
 فرو ماند بے طاقت و مستمند  
 بہمت ہمیداشت خود را بجاکے  
 چو شکل دگر دید سیماے شاہ  
 کہ چون دیدی ایں پردہ پر خیال

کزین گونه مخمے تماشا کنی  
 ہراسے کہ بود دست جائے ہراس  
 زینرے دل ذرّہ کم نہ کرد  
 دریں پردہ دیگرچہ داری بیای  
 کہ دانستہ را بر تو نہ توان نہفت  
 کت از نقدِ حستی تھی گشت حیب  
 زمانے فزوں زندگانیت نیست  
 بے سھل باشد ز بالاشدن  
 ز صدر روز ماندست باقی چہار  
 سہ شب چوں رہ رسیدن بجائے  
 یہ بیہوشی آمد ز بیمِ ہلاک  
 کہ ترساں بود مرد کوتاہ ہیں  
 بروں تانیائی نیابی اماں  
 جمالِ عزیزانت روزی بود  
 بدریادوں کامگار ہی ہنوز  
 چہ دیدی دو ہفتہ دوسہ گرم آب  
 تماش نہ بینی بال تمام

بخاطر ہنوز این تماشا کنی  
 شہ ارچہ بدل داشت بیش آقبیر  
 ہم از عاجز ہی پشت را خم نکرد  
 بدو گفت کائے بر نماں پردہ دا  
 بیاسخ سر و شس پسندیدہ گفت  
 چنین روشم گشت ز الہامِ غیب  
 سبک شو کہ جائے گر انیت نیست  
 تو دانی کہ در زیر دریا شدن  
 ورا ز وعدہ رفت گیری شمار  
 سہ ماہ زیر دریا شدہ رہگرای  
 جہاندار از اں پاسخ ہولناک  
 دلش داد گویندہ راہ ہیں  
 ازینجا کہ دورست امید جہاں  
 ہنوزت بے دل فروزی بود  
 وگردل بنظارہ داری ہنوز  
 پس از رہ نوشتن بچدیں شتاب  
 بود جانور کا یاد اندر حسد ام

ہاں دیدہ کا ندیشہ درے کم گست  
 دلا در تو بودی دریں دوری  
 نہ اندازہ دیدن مردم ست  
 کہ دل اد بردینت یاوری  
 ہاں بہ کہ خالی کنی جائے خوش  
 من از تو ندیدم عجب تر کے  
 یکے دیدہ بر بند و بکشائے باز  
 بفرمان او دیدہ بر ہم نہاد  
 ہاں دید چشمش کہ میخواست دید  
 بروں جست از برج چون آفتاب  
 بروں آمدہ یونسے از شکم  
 سوے مونس خوش شتابتند  
 نہ فارورہ بل کان یا قوت و زر  
 دہان صدف راکشاند با  
 مصور خیالے در آئینہ بود  
 برآمد چو یوسف ز زندان تنگ  
 نمک ار بگداخت ز آب شور  
 ہما ند در حیرت از کار او  
 ہاں دیدہ کا ندیشہ درے کم گست  
 دلا در تو بودی دریں دوری  
 زماں سیل دریا ز اندازہ پیش  
 تو با آنکہ دیدی عجب ہائے  
 ۵ و گر باشدت زین عجب تر نیاز  
 ملک گوش برگفت ہمدم نہاد  
 چو بکشا چشم و چپ راست دید  
 چو دیدہ شگفتہ ہائے بر آب  
 بریادروں ماہی خوردہ دم  
 ۱۰ چو الیاس و خضر آگمی یافتند  
 کشیدنت ارورہ را بر زبر  
 بواجستن در دریا نواز  
 متاع کہ در درج گنجینہ بود  
 چہاں یوسف گشت یعقوب رنگ  
 ۱۵ گرامی تنش باز ماندہ ز زور  
 بزرگان کہ دیدند دیدار او

بسے بوسہ دادند بر پاؤ دست  
 برآمد ملک تیکہ زد بر سریر  
 پر سیدی گفت حالے کہ دید  
 دہن ہاچو سوراخ گوہر خموش  
 سر دوش آمد و مرده داد خوش  
 کہ زودت رسا نم تمنا بجیب  
 شبے در میاں کن بمنزل خرم  
 زہر سوعے و جنبش آید ہزار  
 کہ خاکش دو اندہمی سوعے خاک  
 غم جاں نہ چند اتش دشوار بود  
 برسم رہ آوردی بردیش  
 مکن بادشش گر غم جاں خورد  
 بہ از عمر صد سالہ در بوستاں

شدنش بہ تعظیم آئیں پرست  
 نہا دند باش ز مشکین سریر  
 بدریا زرنج و دبالے کہ دید  
 نیوشند گاں چون صدق جملہ گوش  
 دریں بود کز چرخ فیروزہ و ش  
 کہ فرماں بریں گو نہ دارم غیب  
 نہ ہے کا دی ہزردہ سالہ تمام  
 بگو تا بہ آہنگِ راہ دراز  
 یقین گشتہ بود ارچہ از جانِ پاک  
 ولے چون دلش سوعے دیدار بود  
 ہماںجاں سوعے راہ جو یانِ خوش  
 اسیرے کہ تیمار جبریں خورد  
 بزندانِ روں مرگ بادوستاں

## حکایتِ مردے کہ عمر از برائے وفاے دوستاں خواست بیوفائی نخواست

شنیدم یکے راز اہلِ اُمید      بجا دیدی عمر نوشد نوید

کہ با من کہ ماند چو ماغم در از  
 نماند کس ہم تو مانی و بس  
 کہ ناید چسپس زندگانی بکار  
 بود ہر زمان مرفے تازہ تر  
 چو این نیست بس نیستن بہرست  
 ہم صحبتاں دیر پیوند بود  
 کہ یادش نبود ی ز پیوند وزا  
 بیدار خویشاں نیاز آمدش  
 شکرش ز شادی بر آمد بوش  
 منس چشمہ زندگانی بود  
 بشوید دل درد دیرینہ را  
 کہ در جنبش آرد چو پیں سریر  
 سر بادیاں بر شریا کشند  
 رواں گشت کشتی ز جاے چناں  
 عجب کاب آہستہ پل شتاب  
 چو بر آب ریازد و دیدہ رنگ  
 نگوں گشت خورشید گیتی فروز

بشارت رساں را خبر حبت باز  
 بگفتا کہ از مردم ہم نفس  
 نیوشندہ را از بگرستیت ز ا  
 نشستہ من و دوستاں بر گزر  
 برے عزیزاں تو اں شاد زست  
 سکندر کہ گیتی خداوند بود  
 چنان تاختی گرد عالم چو باد  
 چو ہنگام رفتن فراز آمدش  
 از اں مژدہ خوش کہ دادش سرود  
 براں گریہ کنش ادمانی بود  
 سرشکے کہ صافی کند سینہ را  
 بفرمود فرماں دہ تخت گیر  
 بریں عنم لنگر ز دریا کشند  
 بفرمان فرماں رواے جہاں  
 پل چوب در جنبش آمد بر آب  
 شباروز از رفتن بے درنگ  
 دوم روز کز چرخ در گشت وز

شتابندہ کشتی بہ سو قطار  
 فروماندہ بنیندہ رہگرائے  
 کہ رہے براں دُور می دیر یاز  
 ہمہ کس درے از تعجب کشاد  
 ۵ کسے را کہ باشد یقین رہنمائے  
 شگفتے کہ دارد حوالت بعبیب  
 دران لحظہ کا مدبہ فرخندگی  
 بہر پیکرے تازہ گشت آب رنگ  
 چو دیدند صحرائشیناں ز دُور  
 ۱۰ شکستہ دلاں را فرزند گشت زو  
 بہ گلزار آیتد باران رسید  
 زہر جانے آدمی خیل خیل  
 ز انبوہہ نطقے زہر بوم و مرز  
 ہمیں تاخت بہر غم کش ممتحن  
 ۱۵ سکند رچو بر شط دریا رسید  
 رسیدند گردن کشان سپاہ  
 کہ پیدا شد از دور دریا کنار  
 بھیرت راں کارِ حیرت فزائے  
 چگونہ بریں زودی آسند باز  
 مگر پاک دینان و پاک اعتقاد  
 دو عالم دو گامش بود زیر پائے  
 تو عیش کنی کھف باشد نہ عیب  
 بدان مردگان مژدہ زندگی  
 فراخی در آمد بد لہائے تنگ  
 در نشاں درفش سکند ز دور  
 بد لہائے لشکر در آفت آتشور  
 نشاطے با میتد واران رسید  
 شتابندہ شد سوے دریا چو سیل  
 کرانہ چو دریا در آمد بہ لرز  
 طلبکار گم کردہ خویش تن  
 خروش سپہ بر شریا رسید  
 ہمہ آرزو مند دیدار شاہ

نہا ند بر خاک تارک ز دور  
 ہمیں آمدو خاک میدا د بوس  
 دلِ خستہ را از جگر توشہ دید  
 بد اں ساں کہ بر گلبن ابر بہار  
 سوے برجِ خاک آمد از برجِ آب  
 چو ابرے کہ آید ز دریا بروں  
 در آمیخت شمشاد با سرو بن  
 کزاں سیل طوفاں بدریا رسید  
 بدلِ تشنہ وز دیدہ دریا فشاں  
 سسے سرو از و خیز رانی شدہ  
 نہالش بدریا دروں گشت خشک  
 براں شاخِ پتر مُردہ شبنم زدند  
 در آمد بسر ہاے شوریدہ ہوش  
 ز صحر ا سوے بارگہ راہ جست  
 نشست اندراں شاہِ فرخندہ عمد  
 نثار افگناں می نوشتند را  
 سر تو د ہاے گہر شد بہا وج

چو گشتند شاد از نشاطِ حضور  
 ہماں پورا اسکندر اسکندر وس  
 چو چشم پدرد در جگر گوشہ دید  
 نظر سوے او کرد و بگرسیت زار  
 ستارہ فشاں چشمہ آفتاب  
 بر آمد ز دریاے زنگار گوں  
 ز سر تازہ شد سُر زاد کہن  
 ز ہر دیدہ سیلے بصر ا رسید  
 ہمہ تشنہ شاہِ دریا نشان  
 چو دیدند باغِ خزانہ شدہ  
 بے فرو د در پوستِ خوش چو مشک  
 بگریہ تیر پاش قد حنم زدند  
 چو آسودہ گشتند نختے ز جوش  
 جہاندار مندر ل بجز گاہ جست  
 عماری کشاں پیشین دند مہد  
 ملوک از لب آب تا بار گاہ  
 طبقہاے گوہر در آمد موج

کہ باقر دریا قریں گشت خاک  
 کہ دریا ڈو کاں باحس آمیختند  
 نہ دامن تہی دشت نے آستیں  
 چو خورشید در سایہ بارگاہ  
 سوے بالمش آورد دشت می  
 کہ در عالمے دیگر آہنگ دشت  
 بحر خالصگان کس نامد بجای  
 ز آئیندگان پردہ پردا خفتند  
 جز آناں کز ایشان نشاند گزیر  
 کشائندہ راز بکشا در راز  
 کہ مارا دگر گوئند شد روزگار  
 فردی رود آفتابم بہ خاک  
 بسیفور روی دچینی حسیر  
 ز دیباے نازک بنجاک دشت  
 دماغ رعونت بروں شد ز سر  
 چہ باشد چرائے بطوفان باد  
 ز باغم ہب گلین رستخیز

چناں شد زمین پر ز لولوی کپ  
 ڈر و لعل خنداں فرو رنجیدند  
 پناہندہ زان بخشش رہتیں  
 در آمد بدینگونہ گیتی پناہ  
 بر آمد بر اورنگ شاہنشہ  
 رہ بار بر عالمے تنگ دشت  
 بفرمود کز خالصگان سراے  
 رقیبان خلوت بروں تا خفتند  
 بروں فت ہر کس ز پیش سریر  
 چونا محرم از بارگہ گشت باز  
 چنیں گفت پایشو ایان کار  
 نگوں می شود کو کب تابناک  
 مراغہ بسے کردہ شد بر سریر  
 کنوں گا آن ست کاریم شپت  
 فرد رخت شاخ امیدم ز بر  
 زمانہ بکین دست بر من کشاد  
 در آمد بگلزار من برگ ریز

سرم را چون خوابِ قیامت بود  
 زہم صحبتاں حس کہ را بنگری  
 زمین چوں بہ بند ز ما نم و حسد  
 سرفرازیِ مرد چندان بود  
 ۵ چو قالب تہی گردد از جانِ پاک  
 درین دم کہ از شغلِ این کار گاہ  
 ز چنداں بزرگی بدر گاہ من  
 چو من در من عمر درخوں زخم  
 مراد است تدبیر یاری کنسید  
 ۱۰ نختیں وصیت دریں داوری  
 کہ در قصر من دست نشنہ باغ  
 دوم آن کہ بر عزمِ صحرائے راق  
 در آندم کہ غلظم بصدوق لست  
 کہ تا چوں بجانہ گرایم ز راہ  
 ۱۵ کہ چوں من دلایت ستانے شگرف  
 بغیروزی از چرخِ فیروزہ قام  
 جہاں ادا از زور بازوے من  
 کنوں گر چه بیدار گردم چه سود  
 کند تا گہ مرگ یاری گری  
 کہ یارد کزاں پند ما نم دہد  
 کہ گلدستہ عمر خندان بود  
 چه بر فرشِ دنیا چه بر روئے خاک  
 بملکِ گرمی زخم بار گاہ  
 بحر حسرتے حسیت ہمراہ من  
 وزیں کوچہ کہ خمینہ دیون نم  
 دریں ہر سہ کار استواری کنید  
 بفرزند خود باید م یادری  
 ہم از گوہر من فروز و چیراغ  
 چو در مہدِ عصمت کنم پا دراز  
 ز صدوق بیرون کنندم دوست  
 کند ہر کہ بند بہ عبرت سخاہ  
 ز نطع زمین تا بدریائے ژرف  
 ۲ بضبط خود آورد عالم تمام  
 ۳ ہمہ نقد خود در ترازوے من

زچندیں زرد گوہر بے شمار  
 تھی دستِ رفتم سر انجام کار  
 بگویند تا حلقِ نطقِ ارگی  
 بہ بینید این روزِ بحیثِ ارگی  
 تمنا، ہستی ز دل کم کنند  
 نہ بر من کہ بر خویش ماتم کنند  
 کسے کو مرا بنیڈا رکس بود  
 نمودار من پند من بس بود  
 ۵ سوم آں کہ چوں نوبت آں شود  
 کہ تن در دلِ خاک مہماں شود  
 در اسکندریہ کہ جائے من ست  
 بنا کردہ رسمِ دلے من ست  
 گرا یندم از تحتِ زرد رخاک  
 ودیعتِ سپارند خاکے بنجاک  
 دوسہ روز در زندگی دشت بہر  
 ہمیزد نفس با بز رگانِ دہر  
 بہر کار کا سودا ریش بر ایں  
 وصیتِ ہی کرد با ہمت ایں  
 ۱۰ چو با استواراں قوی کرد عہد  
 زایوانِ خاکی پروں برد عہد  
 نہاں گشت خورشیدش اندر بقا  
 فرودت چشمش نرزدانِ خواب  
 دلِ مہرباناں در آمد بچوش  
 کشیدند چوں برگریاں خروش  
 چو گرد گل از بوستاں گوشہ گیر  
 ز مرغانِ بستاں بر آید نفسیر  
 سہی سرد گرد و چو در خاک پست  
 دلِ باغباناں در آرد شکست  
 ۱۵ جریدہ کشایانِ تاریخ ساز  
 بچندیں غمطبتہ انداں طراز  
 چو کردم بہر نامہ باز جت  
 چناں بود نردیابِ بعضی دست

که رنشنده خورشید گیتی خرام  
 گر بے دگر کرده اند اتفاق  
 چو خاکی شد اندام چوں صندلش  
 اگر راست گوئی ز جویندگان  
 که باشا و دانا حکیمان از  
 که روزی کشاید سپرت بکین  
 همان خورد خوارت بود ز رِ پاک  
 چو این نکته باحتسَل گوشه بست  
 بروزے که آن نوبت آمد فراز  
 برابر شد از تیغ باهم سرے  
 چو لشکر در افتاد و لشکر شکست  
 خندگی که گردد به پولاد غرق  
 بے طرف جوشن بدو نیم زد  
 شد آزرده زان خار گلن را و  
 چو بیوشی از دست بردش نام  
 ز تن کرد خفتان ز زین رها  
 ز خود رفت شیری فراموش کرد  
 بر آمد ز روم و فرو شد شام  
 که در حد بابل شد از خویش طاق  
 سپردند در جسم چندش  
 چنین گوید از راست گویندگان  
 ز راز فلک گفت برودند باز  
 که ز زین شود آسمان وزین  
 پس از خوردن ز رشوی خود خاک  
 نیوشنده در دل نمیشد داشت  
 ملک بود باشکر رزم ساز  
 شکستے در افتاد باشکرے  
 خراشند تیر از خراشے بخت  
 رسید از کین ناگمانش چو برق  
 ز پولاد بگزشت و برسیم زد  
 سرایت بجان اشت آزار او  
 فرود آمد از تازی تیز گام  
 بر آورد چون گنج را اثر دها  
 در او بخود خواب خرگوش کرد

زد ریح زرش سائبان ساختند  
 ز نخن بخوردن نیاز آمدش  
 مگر بریکے زردہ بود زرد  
 کہ نتوان فرو بردنش ہر نمشت  
 بتعلیم بردند در پیش شاہ  
 رہود از برائے عدم توشہ  
 نظر زیرو بالائے خود باز کرد  
 نمودارِ ناہم بر آں آب دید  
 ز گفتار گویندہ یاد آمدش  
 بدو ازہ غیب شد رہنمائے  
 نبود استواری بگفت کسے  
 بریں جملہ کردند تحقیق حال  
 بروں آمد از آب شد خاک بہر  
 رود عاقبت خاک بر جائے خویش  
 زمین ام خود چون گزارد بکس  
 ودیعت سپردند در گنج خاک

دشا قاف بر پیر امنش تاختند  
 چو زان خواب خوش ہوش باز آمد  
 بسے باز بستند کم بود خورد  
 ز بہر خوش کام گیرد رشت  
 چنیں توشہ اور چنیں جاگاہ  
 ہماندار بگزشت از ان گوشہ  
 چونما خوردہ بر آب لب ساز کرد  
 زمین و سپہ از زرناب دید  
 سرشک قرہ در کشاد آمدش  
 شنیدم ہماں وز ازین تنگنایے  
 دریں ناہر گفت ہر کس بسے  
 بتحقیق چون خبتند این خیال  
 کہ بر شط دریاے مغرب زد ہر  
 بہر سو کہ خاکی کنی پائے خویش  
 چو خاک تو دام زمین ست بس  
 چو رخشہ شد گوہر تانباک

بے دست بردیم بالا دست  
 کجا دانہ دارد نہ خشکاش در  
 برین رکلیدے نیامد بدست  
 کہ چون می دہ کشتِ خشکاش بر  
 کجا ہفت ریاحد مردم ست  
 کہ در قطرہ ہستی خود کم ست  
 کزد گوہر مردم آید بروں  
 بیاساتی آن جام دریا دروں  
 برد سنگ و گوہر بروں آردم  
 بدہ تانشاطے بروں آردم  
 کہ صوفی کند ز و طلامت کشی  
 بیامطرباں مایہ دل خوشی  
 بے دلق خود را نمازی کنم  
 بگو تا دمے خرفت بازی کنم

گفتار درد و درد ام شیشہ سترنگوں کہ پیمانہ ہمہ را  
 پر کند و یاد کردن حیران رفتہ را کہ از گردش  
 روزگار و دو پیش ازین خواب گشتند و چنان خفتند  
 کہ سر در صبح قیامت برکنند و مانیر چنان خفتیم کہ  
 ایشان گوش مالیدن خواب آلودگان غفلت را  
 تا بر سر این چاہ بے بن پے بہوش نهند

اگر دانتے داری اے نیک را  
 نگہ کن دینِ حسیحِ دو لایب گرد  
 چہ دلہا کز اسیبِ عم کرد خورد  
 کس این ماجرا زونہ پر سید باز  
 ۵ چہ شکل ست کیں دُورِ ظلمات و نور  
 رواقے بر آوردن از خاکِ آب  
 نیالے بہر پیکرے ریختن  
 میں دلکش این منظرِ شیشہ فام  
 چو کرد او جہاں را بشیشہ زوں  
 ۱۰ سراپے این یادِ رفتنہ زلے  
 ہمہ چشمہ اش کہ بیش و کم ست  
 ز چندین نظر ہائے عالم فروز  
 جہاں غرقِ ناویدہ دریائے شور  
 بسا حالِ مردم کہ گشت و گشت  
 ۱۵ بسا نو کہ کمند شد از روزگار  
 یکے کم شد و دیگرے خاست نو  
 یکے گرد اندیشہ خود گراے  
 کہ چوں ہر زماں می برد آپ مرد  
 چہ سر ہا کہ در خاکِ خواری سپرد  
 کزین ہ نوشتن چہ داری نیاز  
 ز گردنگی نیست یک نخطہ دور  
 چو شد ساختہ باز گرد و خراب  
 طلسمے بہر گنج ای گنجستن  
 کہ در شیشہ کرد او جہاں را تمام  
 تو از شیشہ او کے آئی ہوں  
 کہ بینی پر از چشم گنتی نامے  
 نہانی نبطارہ عالم ست  
 بسین تا چشم دیدی و بینی ہنوز  
 کہ بالاست آب و تہش چاہ کور  
 کہ از حالِ خود چسبج موندے گشت  
 جہاں کمند و ہچماں بر قرار  
 کہ ہست این جہاں جابے کشت و در

دین کشتن و باز کردن درود  
 یکے باز کن پرده زین خاکِ زرد  
 بر آں لاله و گل کہ در گلشن است  
 بسا دیده کز سرمه آزاد گشت  
 ۵ بسا در کہ گم شد درین خاکِ پست  
 بسا تن کہ او بارِ صندل نہ بُرد  
 بناے کش از گل بر آری بر آب  
 چو در کیسہ مردم این تقدِ خاص  
 بیاتماکنیم آں چنان رختِ پیچ  
 ۱۰ مبعشوقِ یک شب چه باشیم شاد  
 مکن میلِ این خاکِ چون ناکس  
 مباحش از نوائے فلکِ ناشکیب  
 کشندہ کہ بر آہو آواز راند  
 صغیرے کہ صیاد زود کرد دام  
 ۱۵ جہاں نایہ نہ حد مگر شوم را  
 چه باید از ان انہ خرسند بود  
 ندانم غرض باغبانِ راجہ بود  
 کہ دیباے صیں مینی اندر نورد  
 بنا گوش و رخسارِ سیمی تہی است  
 کہ ناگہ ز خاکِ سیہ باد گشت  
 کہ از خاکِ جز خاکِ نامدید است  
 کہ در زیر انبارِ گل شد چو مرد  
 بسے بر نیاید کہ گرد و خراب  
 ز تاراجِ دزدانِ ندادِ خلاص  
 کہ جز نامِ نیکو ندانیم، صبح  
 کہ مہمانِ غیر می شود با داد  
 کہ پیوندا و نیست جز بانحساں  
 کہ چشمش چو ہندوست آہو فریب  
 ز تن جانِ اوراہ آواز خواند  
 ز مرغِ ارغنونِ اجل یافت نام  
 کہ ویرانہ میمون بود بوم را  
 کہ باجاں بسیم ز خواہد بود

۴- س: خوردہ گشت - ۹- م: کہ جز نام باقی نمانیم، صبح ۱۲- م: کہ آں کج ہندوست آہو فریب

جہاں اچونیکو شناسد کسے  
 متاعِ جہاں را بخوید بے  
 دینِ خواں کہ حلواش خاکست  
 جگر اول و شور با پست  
 ہماں طفل را مادر دستگیر  
 بچوں پرورد اول انگہ بشیر  
 منہ دل دین باغ ابلہ فریب  
 کہ خرز ہرہ را نام کردست سیب  
 ہندام کسے رازد انندگاں  
 کہ خواند در ولوح پائندگاں  
 دورہ دارد ایت ننگناے در  
 کہ در رفتن آمدن ہر دو باز  
 یکے آید و دیگرے میرود  
 ازین ہر زمان تو برے میرود  
 درین مرحلہ بار نتواں تہاد  
 در مرگ را خار نتواں تہاد  
 چہ سازی رونقے کزاں رفتنی  
 غم کالبد خور کہ جاں رفتنی  
 چہ باید بر آراستن منظرے  
 کہ خواہد شدن منزل دیگرے

**حکایت لقمان حکیم کہ ہنصد سال عمر او بود آفتاب  
 بر سر دیوار رسید رسایہ یوار گزشت**

شنیدم کہ لقمان دانش پرده  
 کہ آمد ز بس زندگانی ستوہ  
 ۱۵ دراں عمر کہ ہنصد افزونش بود  
 قد از حجرہ یک نیمہ بیرونش بود  
 عمارت نکرده آنقدر در حجاب  
 کہ ایمن بود ز ابرواز آفتاب

۲- س ۲ پ زیر ما- ۵- م پ ندام کسے رازد انندگاں + کہ خواندند در ولوح پائندگاں

۶- م پ در وہر زمانے سرے میرود

فراوانش گفتند برناؤ پیر  
 که مردم زمسکن ندارد گزیر  
 بگفتا که از بهر اندک نزول  
 نشاید شدن میجانِ فضول  
 چو در خانه مهران فضولی کند  
 دل میسزبان زو ملولی کند  
 اساسه چه باید عبسوق برد  
 که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتن در آن سکندر از شربت و اسپین و سر  
 باز زدن اسکندر روس که سپهر اسکندر بود از افری  
 و تحت برتری رخت خود بصر ابر انداختن و من  
 صحبت با خارای بیابان و ختن و بالش یافتن  
 نهال و عوس که هم از شجره سکندر بود و بیان  
 تفاوت فوت و دفن سکندر و اختلاف مورخان  
 و در اختلاف ایشان شرح از تاریخ

دُر افشان این گنج دان کهن  
 چنین ادگوهر ز گنج سخن  
 که چون گوهر تاج اسکندر  
 ز دریا بر آمد به نیک اختر می  
 از انجا بصر اعلم بر کشید  
 ز صحرای صحرا دیگر کشید

نکر و آب و خاکش بر فتنِ ثناب  
 دریں دَوری داشت مُر شکر  
 بشد کاں جہاں نیز گیرد تمام  
 شد مَنجیت شربتِ او بز ہر  
 کہ دور فلکِ رنوشتِ ایں بسا  
 حدیثِ نہفتہ نہ گفتند باز  
 کہ غوغا بود مرگِ شاہنشاہاں  
 نہانی ہمہ چارہ می ساختند  
 کہ بر خاکِ درخفتہ ناچار بود  
 بد اں تیرگی آفتابے چناں  
 کشادند ز اندامِ نازکِ حریر  
 بہ آبِ وحشِ پیش بستند پاک  
 شربتند مشکش کا فورِ ناب  
 ہمہ زرش خوا بگہ خستند  
 نہانی بہ تدبیرِ عالم شدند  
 بانڈیشہ بانیکِ رایانِ ملک  
 ہمہ گنجِ دریا بہ گوہر دہند

قدم تا بز و بر سرِ خاک و آب  
 دلش کز خرد بود بنیایِ حرف  
 کہ چوں ایں جہاں سے بسرِ دوام  
 در اں روز کز چاشنی ہائے ہر  
 ہمہ منتظرِ عیش و نشاط  
 بز رگاں کہ بودند اناے راز  
 ہی دشتندش بہ پردہ نہاں  
 نقاب از غرض برینداختند  
 سگالش سخت اندر اں کار بود  
 چو دیدند شہِ انجوا بی چناں  
 رسیدند پیرانِ روشن ضمیر  
 گریباں با فسوس کردند چاک  
 فشانند بر یا سمینش گلاب  
 خرنیگوں برے اندختند  
 ز تدبیرِ چوں فرہم شدند  
 نشستند فرمانروایانِ ملک  
 کہ افسر بہ پورِ سکندر دہند

چو بودند هر یک خردمند حیثیت ق بعد استوار و به پیمان درست  
 نگشتند یک جز پیمان و عهد بفرموده شاه کردند جهد  
 بفرزند نرانه سرفراز پیام سکندر نمودند باز  
 که مارا چو شد فرض بر جان تن وفا ولی نعمت خوشتن  
 ه تو بنشین بجای پدر بر سریر که مانند گانیمت ما پذیر  
 اگر دست گیری سرانگنده ایم و گریخت رانی همت بنده ایم  
 ازاں بوی پاک که در دین ما نمک گنده کردن نه اینست  
 بزرگی و شاهی بر آزادگان نیاید بجز از پادشاهان  
 شرف مسند کامیابی بود اسد خانه آفتابی بود  
 ۱۰ میندار خود را که خورد دست سال که خجبت بزرگست و فرخنده  
 بخوردی مدای پای خود بزیر که لابد بود بچپ شیر شیر  
 به طفلی مبین در شهر روزگار که بس باشدش دولت آموزگار  
 محیط ارچه عالم نوازی کند در و ماهی خورد بازی کند  
 بکوه ارچه شیب فرازست تنگ کف دشت ان زیر پای پلنگ  
 ۱۵ بطلے کو آب بست جولاں پذیر به نزدش چه طوفان و چه آب گیر  
 بزرگی نه زیباست بر بد نژاد که برگاؤ نتواں عساری نهاد

غلیو از راکس ندوز دکلاه  
 نشاندا از صدف لولوسے شاموا  
 بی پیوندا خلاص یاران من  
 کہ آباے خود را کت زنده نام  
 کہ برد و دماں بر نیار و چراغ  
 کہ تاج از گمر گرد آراسته  
 قضاے پدر عبرتے داسخت  
 کزین ضربت آزادماند سرم  
 چو لب تشنه میرد ز آب حیات  
 بجز چار گز بهرے او چس بود  
 نگر تا سر انجام با خود چس برد  
 کہ شه میرد ملک ماند بجای  
 کہ پیش از تو صد چوں تو دیگر نما  
 بصورت بزرگی معبسی بکست  
 کہ خود اا نیانید پیش نظر  
 کہ بر پشه نوانی از صدیکے  
 ز کجے کہ غوغاست بر بندخت

چو دولت بشاپیں دهد دستگاہ  
 بسایخ ملکزاده ہوشیار  
 چنین گفت کای دوستداران من  
 شکے نیست کاں زاده باشد نام  
 نہ دودہ کہ دودے بودیرہ اغ  
 بود بے خلف مملکت کاستہ  
 ونے ہمتم راز اکلیل و تخت  
 نہ من ز انجھاں بادشاہ برترم  
 سکندر چھاں مستبل کائنات  
 ز چندیں زمیں کوتہ پائے سود  
 ازاں گنج کررے عالم سترد  
 چه کار آید آں ملک حسرت فرا  
 چرا باید آں تاج بر سر نہاد  
 شھی گر چه جو یان عزو علاست  
 بلا بر بزرگاں بود بیشتر  
 زنی تیر بر پیل صد بے شکے  
 چو خواہی کہ خوش خسی انکے بخت

بہ از بسترِ پرنیاں پُر زخسار  
 نشینندہ را اگر گزارند دیر  
 نشستم و آن گاہ برخاستم  
 گدائی بہ از بادشاہی بے  
 کہ اورادِ فانیت با مہکس  
 چو بگزشت گوئی دے ہم نہ بود  
 بچشمِ خردِ حلیتِ نکشتِ خاک  
 کہ گردِ ببا زیچہ خاک خوش  
 زہرِ گونہ رنگے در میختند  
 کہ آن مرغِ وحشی در آید بدام  
 سخن ہرچہ گفتند سوئے شد  
 دگر حمدے را سپردند مہد  
 بارِ اشِ فتنہ کردند میسر  
 بیدار مردمِ معسنی سرودش  
 بلند اخترش کرد در غوش نام  
 کہ ہم دادگر بود ہم ہوشیار  
 رہا کرد ملکہ چو زیبا عروس

کلیمے کہ باتن بود سازگار  
 چہ زیباست این نطعِ زنگیں بزیر  
 چو این نطعِ دیرینہ پیراستم  
 چو گیتی ندارد دنا پاکے  
 چہ گردیم باشاہدے ہم نفس  
 بسا عمر کز پانصد افزوں نمود  
 ہمہ سطحِ این عرصہ گردناک  
 نہ دانا تو ان گفتن آن طفلش  
 بزیرگاں بے کوشش نگینند  
 میسرنہ شد این تمنائے خام  
 چو علوے دم پختہ دوئے شد  
 بعدوریِ خویش بر حسنِ عہد  
 یکے را از خوشیانِ تاج و سریر  
 جو آنے خرد مند بسیار ہوش  
 با ختر بلند و بگوہر تمام  
 دلِ ہگناں یافت برے قرار  
 ہماں پورِ اسکندر اسکندروس



برآمد بہ پیل آن تنِ ارحمنند  
 بجنید شکر بہ لرزید خاک  
 خرامندہ گشتند از آن مرزبوم  
 بہ صحرا و کسار بے گاہ و گاہ  
 ۵ سہ ماہ روز تاشب بہ پیوستگی  
 چنین تابلالِ علم از دور  
 با سکندریہ در آمد سپاہ  
 بہ برجی کہ سرداشت بامشری  
 خبر یافت بانوے پردہ نشین  
 ۱۰ نگہ کرد چون در دران درج پاک  
 ز سوزِ جگر گوشہ جانش بسوخت  
 و گر گونہ شد رنگِ رخسار او  
 ز سر تا قدم خوش آمد بچوش  
 تبار و ز آگاہی از خود نہشت  
 ۱۵ ز مہلے کز آن حیرت آمد بچوش  
 ز آشفگی گشت لرزاں چو بید

چو خورشید بالائے کوہ بلند  
 شد از نعلِ اسپان زمین خاک پاک  
 پس از روز گاہے برینگِ دم  
 چو بادِ صبا می نوشتند راہ  
 نبود اندر آن جنبشِ اہستگی  
 بصر لے یونان در آن گند نور  
 ز آیندگان تنگ شد کوی در  
 رواں کرد صندوقِ اسکندری  
 کہ در پردہ شد خسرو روم پس  
 بغلطیہ چون آنہ بر رے خاک  
 ہمہ مغز در استخوانش بسوخت  
 بخیری بدل گشت گلزار او  
 رمید از تنش تاب از مغز ہوش  
 غم عالم از نیک از بنداشت  
 دے یافت صد جاز اندیشہ ریش  
 ز تارک ہی کند موے سپید

ز بس غم کہ با سینہ کا ہی گریست  
 ز آزارِ گلبرگ بر گلبنش  
 خراشے کہ ہر دم بر خنارہ کرد  
 چناں می کشید آہِ سینہ خراش  
 ۵ چون گام آں شد کہ از بارے  
 ز اسبابِ رانچہ می خواستند  
 در خندہ درج در شاہوار  
 در اں مرقد گوہرین شد بجائ  
 گرفتہ می در شریا شرف  
 ۱۰ کشید بیرون تار انگناں  
 کسے کا گئی یافت کالِ اچہست  
 پیادہ ہمہ متراں سپاہ  
 ز غم ہمگناں جب گرسخت  
 کسے را بفریاد یارانہ بود  
 ۱۵ یکے آں کہ بر رسمِ دراہِ سراں  
 دوم آں کہ چون مردہ شد زندہ نام  
 بر اندوہ او مرغ و باہی گریست  
 بخوں غرق می شد سرِ نغش  
 سمن را چو صد برگ صد پارہ کرد  
 کہ میزد بخورشید و مدد و بارش  
 کند میمان غم خلوت سراے  
 بر آئینِ شاہاں بر آراستند  
 نہ اند بر تخت گوہر بخار  
 محطے شدہ غرق چون در در آب  
 کشادہ دو سو چون شریاد و کف  
 بصر ادر شاہوار انگناں  
 تماشائے او کرد و بر خود گریست  
 خرا ماں چو سیارہ در گردماہ  
 ولیکن بسما لب دوختہ  
 کہ غم بود لیک اشکارانہ بود  
 نہ شیون بود شیوہ ہمتراں  
 در اں زندگی ہست مردن ام

نذار دے ماتم زندگان  
 گرش عمر خضرست ہم زندہ نیست  
 بخاکش سپردند گشتند باز  
 ز آرام گاہِ سکندر سخن  
 کہ از دیدہ زد برشتیدہ نفس  
 درون جزیرہ است بر شطاب  
 بدریاے مغرب برہنگِ شام  
 زیارت کند ہر کہ اں جا رسد  
 بوسیدم آن خاک و باز آدم  
 چہ اسکندریہ چہ اسکندروں  
 برآمد ز ہر سینہ گرد ہلاک  
 کہ اں خاک در سینہ گردے شدت  
 بود ہمہ او دلے تا بگور  
 نیار د کہ گامے نہد پیشتر  
 ہمہ عزت آدمی تا بخاک  
 سکندر ہمان بست و چاکر ہماں  
 فرو شوے زین جانِ خاکی غبار

چونام آوراند پامندگان  
 کسے کہ جہاں نام جویندہ نیست  
 بیک چشم زد با چہاں عز و ناز  
 دگر گونہ منہر مود پیر کس  
 مرا گفت او باور افتاد و بس  
 کہ اسکندر خفتہ را جاے خواب  
 جزیرہ کہ اسکندروں شد نام  
 چو کشتی در اں شطاب دریا رسد  
 من اں جا بکشتی فر از آدم  
 چو شد جاے خفتن بخاک اندروں  
 غرض چوں سکندر فرو شد بخاک  
 کس از جہے خویش آخوردے شدت  
 کسے کو کند بر سر مردہ شور  
 چو او شد بخاک اں کہ دل ریشتر  
 بود اندرین کار گاہ ہلاک  
 چو خفت اندراں حبلہ در ہماں  
 بیا ساقی اں بادہ بے حمار

کہ چوں گم شود جانِ غمناکِ من  
نریند کسے جرعه بر خاکِ من  
بیا مطباً و از برکش بلند  
بروں برغم از سینہا کے نرند  
ز سر نوکن آئینِ عشاقِ را  
بغلغل در آریں کہن طاقِ را

گفتار اندر مرتب شدنِ این سفینہ بحرِ دروں  
بر مہمونی معلّم ہمت و بیادِ قبولِ و اں کردنِ عو  
نجات طلب نمودن و برگزشتنِ عمر در سودا کے  
ایں بجور با زبانِ ہمت از دم حسرت برگزیدن  
وقدے از کرانہ کرانہ گرفتنِ حواری و خلد کردن  
حواری و داندن از آب و کنار پریشنا چون <sup>خاشاک</sup>  
بحر از آب و کنار بخین و الواح شکستہ و حرف  
نادیست این سفینہ بر امیدِ مرحمتِ در چشمہا کے  
انصاف مستتر گردانیدن

مرا خضر ہمت بفر داد دوش  
زر ازے کش از دولت آید بگوش

کہ اے گوہرِ آماے گنجِ سخن  
 از آنجا کہ اقبال یارِ تو بود  
 سخنِ ابجائے زدی بارگاہ  
 خضر و از زان موجِ آبِ حیات  
 ۵ سپاسِ خداے کن اندرِ ضمیر  
 زباں خیر مردم کہ رفعتِ پاک  
 زجاے کہ زمیناں بجا روی رسید  
 از ان نامہ حرفے بصحافت و  
 از ان نمیتہ تنابہرِ خاص و عام  
 ۱۰ زبے عرصہ گنجِ جانِ چنیں  
 تعالیٰ اللہاں کردگارِ جہاں  
 دلتاں جہاں بپاں شہای گرفت  
 چو دنیا گرفتہ سوئے نہیں گمراے  
 دے زن کہ راہِ رہائی دروست  
 ۱۵ مرا کا مدین از دولتِ بگوش  
 بحیرتِ فرو فرم اندیشہ تاک

نو آئیں کن کیمیاے کمن  
 فلک و نق انگینہ کارِ تو بود  
 کہ از فرقِ اجسم فکندی کلاہ  
 بعمر تو آمد نوشتہ برات  
 کہ بر بہترین پایہ دادت سر بر  
 رقم کردہ غیب بر لوحِ خاک  
 بہ پیغمبران نامہ دارے رسید  
 کہ غفلتِ نبادان و داناقت و  
 دگر نمیتہ تنابہرِ تو بردی تمام  
 کہ درے نگنجی جہاں چنیں  
 کہ در قطرہ کرد دریا نساں  
 بر آں زن کہ آں نیز خواہی گرفت  
 کہ دولت بدیں ہر دو ماند بجائے  
 چراغِ ترا رو شنائی از دوست  
 خجالتِ ز مغرم بر آورد جوش  
 سراز خاکساری فرو شد بجاک

دلم ہرچہ کرد از تقاضای تن  
 دے چوں گزشت آرزویش بود  
 بسے خواستم کین تن ارجمند  
 نشنم بجای کہ مردم کم است  
 ۵ ہمہ هستی خود بیک سو کنم  
 بدارم ز درویزہ خلق دست  
 بدوش کسے ننگم بارخویش  
 نہ نیم باسایش درنج کس  
 بخر سندی از جو بر آرم خمیر  
 ۱۰ نیازم از نطم از حسن بود  
 من و ملک تجرید و گنج حسن  
 رقیق آب از اشک گلگون کنم  
 چونوشم ز خونابہ دل شراب  
 چو افتد دل از بختگی درگداز  
 ۱۵ سپہار لطفلی در آید ز پس  
 ز پرہیزگاری علم بر زخم  
 پیشیاں شد از کردہ خویش تن  
 ہوس ہم بر آں رغبت خویش بود  
 بزندان عصمت کنم شہ سب  
 کشم دامن از ہر کہ در عالم است  
 بہ پیغولہ نیستی خو کشم  
 کنم بر سر بر قناعت نشست  
 نہ لیسیم مگر خاک دیوار خویش  
 نم دل بدوشی خویش و بس  
 گلیمینہ را نام سازم حیر  
 مرا قالین از قول من بس بود  
 فلک زیر پا بوریازیر سر  
 سفالینہ خاک پر خون کشم  
 ہم از پہلوے خود تراشم کباب  
 صد اورد ہم قد سیاں لبہ از  
 بہ کہتر نوازی بر آرم نفس  
 دماغ ہوس نشیہ را سر زخم

۵ درم نفس گردن تبا بذر ۵  
 ورق بشکنم عقل پد رام را  
 باندیش دل را نیازی کنم  
 بچوض صفار نیرم این مشت کا  
 نہ بینم چو طاؤس در رنگ خویش  
 بہ بیداری معنہ را بسیرم  
 ۱۰ درم حاجت اُفتدئے تکیہ گاہ  
 قدم بر سر حین نیلی زخم  
 خورم چون خضر شربت زندگی  
 کنم ہر مہ در چشم عین لہستین  
 ۱۵ دل چوں نذارم ز توفیق نور  
 عنانم چیاں در گرفت ست دیو  
 ضمیرم بہ تشویش دیواں اسیر  
 تن من کہ زندان جاں کردہ اند  
 ۱۵ بسا فتنہ کہ بہر جان در تن بست  
 زیاد ہوس خرم منم جو بجو  
 بیلی کنم گردش را سیاہ  
 دباغت دہم قالب حنم را  
 تن از آب دیدہ منازی کنم  
 ز حمیض جنابت کنم غسل پاک  
 نشینم چو سیمرغ بانگ خویش  
 مبادا کہ آید ببالیں سرم  
 نم سر ز بانو کے خورشید و ماہ  
 دم از دولت جبر نیلی زخم  
 چو عیسیٰ کنم عمر بخشندگ  
 زخم شانہ در زلف جہلمتس  
 زمین کے شود ظلمت نفس دور  
 کہ نگزارد از خود بر آرم غریو  
 فرشتہ زد یوان من در نفسیر  
 شیاطین درو خانماں کردہ اند  
 ملک عاجز و قلعہ پر دشمن بست  
 متاعم بازار غفلت گرو

خیالِ چنیس را کجاں میرود  
 جوے در ترازوئے محشر کشم  
 بسود ابد کا مرانی کنم  
 بہ نفرین من خلق معذور باد  
 چگونہ مبنزل توں بزرخت  
 کہ پلِ خستہ بارگی مگر کشمت  
 کہ پیش از شدن بارہ را کرد چیت  
 نتراند روحِ ناخستن مشکلست  
 کہ ہر چہ خستیم فرد تر شوم  
 بروں سوے شیطان کیں سانقہ  
 چہ چارہ ز تاراج بیگانہ را  
 بہ گنجینہ چوں استواری بود  
 گزندش دھد گو سپند بزرگ  
 بروں دعوی پارسائی کنم  
 دلم ہمہ برانستی خوشستن  
 نشاطِ نظر ہچنجاں بت پرست

درینا کہ دقت از میاں میرود  
 نہ کشتو کرد خوشتر بر کشم  
 نہ نقدے کہ بازار گانی کنم  
 ز من صحبت چوں منے دُور باد  
 ۵ مرا بار بردوشن دیاب سخت  
 دریں ہ عنان در کشیدن خوشست  
 چہ فرخ شد آں ہ رو تند رست  
 سبکے چوں شوم من کہ پاد رگلست  
 ازیں خاک آلودہ چوں بر شوم  
 ۱۰ دروں نفس دشمن سہر فزانتہ  
 چو خواجہ بہ بعینہ ادب حنانہ را  
 عسّ اچو باد ز دیاری بود  
 سکے گزرمہ شد ہم آہنگ گنگ  
 دروں سوے شہوت گرائی کنم  
 ۱۵ لہم شستہ ز آلایش جو دہن  
 تن از شاہداں گشت کوتاہ دست

درین ہ قدم پاک چوں خیزدم  
 مبین کامشب از جیب من قطره ناز  
 چرامن براں قطره بازی کنم  
 تن من نباشستن آسوده تر  
 ۵ جنابت مرا کرد روں رخ نمود  
 نگر چوں بون آیم از آب خاک  
 چنین گزنی نشت گشتم تراب  
 ہوا گرم و من تشنه و تا صبور  
 مسافر کہ دور افتد از جاب آب  
 ۱۰ نبود می گرم زور بازوے پیر  
 ولایت من کہ ہست از بخت  
 کہ ہر بار کالودہ شد دامنم  
 نہی تری من ز غایت بروں  
 اگر سنگ گوہر نگردد ز تاب  
 ۱۵ اگر لالہ را نیست رنگ و نگار  
 ہواگر بطوفان رساند نوید  
 کہ دامن تر قطره می ریزدم  
 کہ این قطره طوفان شود بامداد  
 کہ تن از سبوعے نازی کنم  
 کہ ہر چند شویندشش آلودہ تر  
 بروں گرد بر یا بشویم چہ سود  
 بطوفان آتش کنم غسل پاک  
 مگر سربہ محشر بر آرم ز خواب  
 بیابان وحشت مانده و راه دو  
 شود تشنه تر در مکنای آب  
 جوانی بر آوردے از من نفیر  
 مرا کرد پیوند پاکاں درست  
 رسید ابر رحمت بر پیر انعم  
 کہ آلودہ مانم بدریادردن  
 توقف ز سنگ ست نہ از آفتاب  
 خیانت برو نہ نہ بر نوہار  
 نہ بنید کسے میوہ بر شاخ بید

بصرانہ خوشتر پر شود  
 چرخِ ہدایت بد لہماے کور  
 بسرچشمِ زندگی تا ختم  
 بہ تزویر نقشے بر آراستم  
 ۵ بجائے کہ زرناید اندر شمار  
 ملمع گریمائے نظم دروغ  
 ز باغم کہ جایش بکام من بست  
 مرا ہیں کہ ہر دم ز سودائے غم  
 بہ بیجاہ نزدیکم آمد حیات  
 ۱۰ سخن گرچہ ہر لحظہ دلکش بست  
 ہمہ وقت کم گفتن از روی کار  
 دہستہ بستن دہن بستن بست  
 بلب و سخن غنچہ را زندگی بست  
 پشیمان ز گفتار دیدم بے  
 ۱۵ رہائی ہمہ جا بگفتن بست  
 شنیدن ز گفتن بہ ار دل نہی  
 بدریانہ ہر قطرہ در شود  
 بود کشتن دانہ در خاک شور  
 رسیدم بدو لیک نشنستم  
 میسر شد آنچه می خواستم  
 ز راندودہ را چہ باشد عیا  
 چہیں کرد کام مرا بے فروغ  
 قفائے مرا تیغ گردن بست  
 چہیں دشمنی را رساغم بکام  
 ہنوز مہ شد تو بہ زین ترہات  
 چو مہنی خموشی از اں خوشتر بست  
 گزیدست خاطر دین روزگار  
 کہ گیتی بہ نیک بد بستن بست  
 چو بگفت از اں پس پاگندگی بست  
 نگشت از خموشی پریشاں کس  
 دُرا ز رشتہ امین بنا گفتن بست  
 کہ تن پر شود ہر دم از روی تہی

صدق زان سبب گشت گو فروش  
 همه تن زباں گشت ششیر تیز  
 گراز رسته و زنده راه سخن  
 مرا خود ضروری فتاد این شمار  
 ۵ جو انیم تا رغبت نگینر بود  
 غزل اچھاں جلوہ دادم بجا  
 کنوں مشکم آغاز کا فور کرد  
 دستم شد از کشت این بوستان  
 دریغا کہ دور جوانی گزشت  
 ۱۰ چراغ طرب را فرو برد نور  
 دل از رغبت عیش سیراب شد  
 فرو ماند آواز ساقی ز نوش  
 خرو بخت شد ز آتش طبع پیر  
 بہ پشردن آمد گل تازہ رؤے  
 ۱۵ بخیری بدل گشت گلنار من  
 تہی گشت گنج و حسرتیہ نراب  
 کہ از پاتے تا سر ہمہ گشت گوش  
 بخوں ریختن زان کند رتخیز  
 بہ از در نشاندن بگاہ سخن  
 کہ بازوے عیشم تہی شد نکار  
 بوصفِ تباں خاطر مہینر بود  
 کہ بستم غزالان صحرا تمام  
 ز مشکیں خطاں طبع کا نور خود  
 کہ کا فور خینر د زہندستان  
 زمان مئے و کامرانی گزشت  
 نشاط حریفان دل گشتہ دور  
 فراج از رعونت عنان تاب شد  
 سلام صراحی بروں شد گوش  
 ہوس بختن خام رفت از ضمیر  
 دماغ شگوفہ تہی شد ز بوی  
 سپیدہ دمید از شب تا من  
 کلیہ حسرتیہ فرو شد بخواب

ستم چوں تو اں برد معشوق کس  
 کنوں بدل او گر انم چونگ  
 چو آن نیست کے زندگانی بود  
 بگرد ہمہ حال مردم ز حال  
 گے سرمہ خوحد گے توتیا  
 شکم پر چشم روے پر چش شود  
 کہن گشتگان معہسانی کنند  
 گل بازہ در باغ ویراں بود  
 سر و سببت از خندہ در ہم زند  
 کہ از کوزہ نوخیزند آب خوش  
 کہ منشور عمرست عنوان راز  
 ز امید واری فرد شوی دست  
 بہ ہنرم فروشاں ساند نوید  
 تبرزن در آید بچولاں گری  
 کہ خاشاک دُخس بینی اندزیں  
 کہ دہ روز باشد نشا طہبار

گرفتہ شد از من تباں نفس  
 سخاری کہ بے من دلش بود تنگ  
 ہمہ زیب مرد از جوانی بود  
 چو آسیب پیری دہد گو شمال  
 ۵ شود تیرہ در چشم مردم ضیا  
 تن از گردش دہر کہیں شود  
 جواناں ز صحبت گرانی کنند  
 جوانے کہ در سناک پیراں بود  
 و گر کہنہ بانو بر اں دم زند  
 ۱۰ مباحش از سفال کہن آب کش  
 جواناں سحر بر گل خط دل نواز  
 چو پیری غور جوانی سنگست  
 چو گلبن ز سبزی ببرد امید  
 چو در شاخ بستاں نماذ تری  
 ۱۵ ہمہ سبزہ بود گل و یاسین  
 فریب جوانی مخور ز خیار

میں غنچہ باغ را خندہ ناک  
 بہ پیری نگو ناید الا د و چہ پینہ  
 ندانی چو تو لے جو اں حال پیر  
 پس از تو بہ من کہ در حیح ساز  
 دگر گوشہ خالی کنم بہر بود  
 بہ پیغولہ بودن کسے رار و است  
 مرا سینہ پُر ز غولان مست  
 بگردم گمے جائے عزلت پسند  
 متاع کہ برستم از کنج و کاخ  
 کلوخے و شکے کہ بینی بنجاک  
 تبرز اں کلوخہ من اند نہفت  
 چو اول ز باغم بہ بد خو گرفت  
 دل من کہ ہستی بہ تزدیر ساخت  
 کسے کو بدکان انگو زہ زلیست  
 ہر آں مرغ کز خار خور د آیدش  
 کلاغے کہ در گرد گلخن بود  
 دل خاصگان اند و حسنہ ز صفا

کہ افتد با سیب بادے بنجاک  
 یکے گوشہ گیری دگر تو بہینہ  
 نظر کن بہ پیران عبرت پذیر  
 روانیت نابالغان ا نماز  
 چو بازار دل نیست خالی پود  
 کش از گلشن قدس برگ دلواست  
 بفراغ دلی چوں تو انم نشست  
 مگر بہر سوداے ناسود مند  
 دلم تنگ بود دروغ فراخ  
 دے نیست خالی ز تسبیح پاک  
 کز آلودگی ترک تسبیح گفت  
 کنوں کے تو اں خجے نیکو گرفت  
 کجا ذوق تسبیح داند شناخت  
 چہ داند کہ در رخت عطار چست  
 چو خرمانی دل بدر آیدش  
 زریحان بخشش چہ روشن بود  
 کہ من ز ایں ضلالت ندامت خلاص

خود آں جابیا مرزد آمرزگار  
 چه باشد بد زیاد و حرف سیاه  
 درینجا کہ این نیز خوحد گزشت  
 کہ تا چون بمیرم رسم بر مراد  
 بہ میراث بگزشت عمر در از  
 ولے نام ہر کس نماد بے  
 کہ نتوان زدن سکہ را ارگال  
 درم ریز چوں گل شد بہت از کرام  
 شنینندہ چوں نخت افسانہ نخت  
 کہ او نخت ماند از ولے افسانہ  
 کہ اورا نماد پس از مرگ نام  
 کہ مرد نکو نام ہرگز نمرد  
 میت نہ شد جز سخن گوئے را  
 مرا نیز چوں دیگر اں نخت نہت  
 کہ ماند ز من در جہاں یادگار  
 در ولے رسد بر من بدست  
 شد آئینہ ہائے سکندر خطاب  
 ز تاریخ ہنرمند یکے کمتر ست

من اینجا کہم نعت خود را عیار  
 چو رحمت شود نامہ شوے گناہ  
 جوانی شد پیری آغا گشت  
 کشیدم زلال خضر زیں سواد  
 خوش آں کس کہ چوں برگ ہ کر سیاہ  
 برد مرگ را نام جو رکے  
 نماد بے نام بے مسارگاں  
 در منہ کہ در نام دار و درم  
 ہمہ کس پیے نختن افسانہ بہت  
 چه پیشار و بیدار نہ زانہ  
 بر آں کس بود زندگانی حرام  
 مرزد آں کسے کہ جہاں نام برد  
 ربودن بنام از جہاں گوئے را  
 چو دیدم کہ ترک جہاں گفتے ست  
 نیمالے در این نام کہ دم نگار  
 مگر از تماشائے ایں بوستاں  
 مرا این نامہ از اتفاق صواب  
 درین دم کہ پایاں ایں پیکر ست

چهارگفت و پنجه شد و چارصد  
 قیامت جہاں را ہمیں بس بود  
 سخن را با نصاب از ند پاس  
 فرومانده را عیب پوشی کنند  
 گل از زحمت خار نتوان گزشت  
 سفالینہ را ہم ستاند کے  
 کہ سرمہ کند چشم درویش را  
 ہمہ جا بیابی خریدار او  
 کہ کالا بدست آوری رایگان  
 ہمہ خلق ناخواندہ مہمان بود  
 گسرا بخواندن نیاید کے  
 نگر بہر خود دید را کے مرا  
 مرا خود عزیز ست فرزند خویش  
 چشم پر شب چراغ ست و نور  
 بود ارغنون گوش خربندہ را  
 کہ بر من بہ بخشش گمارد نظر  
 بکا بین احساں کند فرق بوس  
 در دہر کہ احوال بود کور باد

گر آری ہمہ بتیش اندر عدد  
 قیامت اگر چند کہ پس بود  
 سزد گر بزرگان گوہ شناس  
 چو زین بلبہ صاف نوشی کنند  
 زر از دہشت بار نتوان گزشت  
 خریدار دگر چہ باشد بے  
 بصیر آن بود دیدہ پیش را  
 متاع کہ گرم ست بازار او  
 بحر زخت کا سد ز بے مایگان  
 چو حلوا و پالودہ برخواں بود  
 چو در سفرہ لوزینہ باشد بے  
 بحر تحفہ بطع ز اے مرا  
 و گر باز گیری تو پیوند خویش  
 پس گر چہ کور ست ازین خانہ دور  
 سزد گر چہ آواز ز خرنندہ را  
 برو باد بخشایش داد گر  
 چو آید بہ نظارہ این عروس  
 جہاں است نور نظر زین سعاد

سُنخے را کہ چوں ہاتھاباں نہاد  
 بچیں میوہ بہ ز شاخ ہی  
 بر بختے چوں بردختاں بجاست  
 چو پستہ یکے دل کن باش نغز  
 ۵ ہنر حجبے و در عیب جوئی مکوش  
 بغیبت پخاں باش از فت نہ دو  
 ہزار آفریں برد و فاپرورے  
 بدم گوئی آں گاہ عذر آوری  
 نہ بس مہربانی بود بر اسیر  
 ۱۰ دریں پُرصد اگنبد مینوی  
 چو بدگفتی آزاد منیش بے  
 چو خواہند گفتن جوابت برے  
 مرا تا سر سیر بر جے ہست  
 اگر با کسے تلخ گویم ز پے  
 ۱۵ میں ز ہر زنبور در نوکِ نیش  
 کسے کو مقابل بر آرد غبار  
 دراز پس زندگے نہا صواب  
 بخال سیہ عیب نتواں نہاد  
 کہ نبود رطب ز استخوان تہی  
 تو گر خام جوئی خیانت کراست  
 نہ با دام ساں چشم سخت و مغز  
 ترا نیز عیب ست بر خود پوش  
 کہ شرمندگی نازت در حضور  
 کہ نکشاید از بے وفائی درے  
 پسندیدہ کے باشد این ادوی  
 کہ خوش بریزی دشوئی بشیر  
 سخن ہر چہ گوئی ہماں بشنوی  
 کہ روزے ترا نیز گوید کے  
 بجل کر دم ت ہر چہ خواہی گبے  
 بسر کو بی دشمنم پائے ہست  
 شکر نیز داغ فشاندن زنی  
 کہ ہست انگبیں نیز ز اندازہ پیش  
 بہ نسیم خلقش کم شہ مسار  
 ہم از خوئے بد باز یاد جواب

قے پیش ازین در دلم نیست با ق  
 خیال مرا پیش منی کنند  
 مروت نہ باشد ز آزادگان  
 کسانیکہ از گفتگوئے جہاں ق  
 زباں نیک نبود برایشان کشید  
 نہ جہاں میں مثل بلکہ جہاں پرست  
 کسے کزد عاے تو اس شاد کرد  
 در از خواندن نظم غزلے من  
 تو ز نیجارسانی در آن دہم نور  
 تو از شربت من شوی زندہ نام  
 بیاساتی آن ساغر گرم خمینہ  
 بیاساتی آن مے کہ کام منست  
 مرا با حریفان من نوش باد  
 بیامطر با ساز کن پردہ را  
 رسید از تہاں جانِ نغمہ و بکام  
 کہ فردا چو من رفتہ باشم بجاک  
 بسکاب گہر مہرہ چینی کنند  
 لکد کوب کردن بر افتادگان  
 نہادند مہرہ بر دہاں ق  
 کہ بر مردہ شمشیر نتوان کشید  
 کہ یک زندہ صد مردہ اشکست  
 بدشنام چوں بایش یاد کرد  
 در دے رساند بما ولے من  
 من اجل عاے تو گویم زدور  
 من از ذوق آں زندہ گردم کام  
 یکے جرعہ بر خاکِ خسرو بریز  
 بمن دہ کہ در خورد جام منست  
 حریفانِ برافرا موش باد  
 بسوز این دل عشق پروردہ را  
 بیک زخم کن کار اورا تمام









